فہم معیشت سلسلہ نمبر 2

مالی تنازعات اور ان کا حل

مرتب

مفتی منیر احمد صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فہم معیشت سلسلہ نمبر 2

مالی تنازعات اور ان کا حل

مرتب

مفتی منیر احمد صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

- کتاب کا نام : مالی تنازعات اور اُن کا حل
- مرتب : مُفتی مُنیر احمد صاحب
- طباعت دوم : رجب المرجب 1442ھ مارچ 2021ء
- ناشر : المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
- ای میل : admin@almuneer.pk
- ویب سائٹ : almuneer.pk
- فیس بک : AlMuneerOfficial

ملنے کا پتہ

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراتشی ۷٤۸۰۰۔ پاکستان

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan.

Ref. No. ____________ Date. ____________

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب الغلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امّا بعد!

شریعتِ اسلامیہ میں جہاں معاملات کے اصول وکلیے مذکور ہیں، جزئیات اور فروعات کی تفصیلات کا ذخیرہ موجود ہے، وہاں بڑی شرح وبسط کے ساتھ معاملات کو فساد، خرابی اور باہمی نزاعات سے محفوظ رکھنے کی حصاری تدابیر بھی بیان فرمائی گئی ہیں، جس کی مشہور فقہی اصطلاحی تعبیر "مفضی الی النزاع" ہے، یعنی ایسے معاملات جو معاملے کے فریقوں کے درمیان نزاع پر منتج ہوتے ہیں، ایسے معاملات سے احتراز کا حکم ہے۔

مگر اکثر لوگ یا تو شرعی احکام سے ناواقف ہوتے ہیں یا بعض واقف کار لاپرواہی کی وجہ سے معاملات میں مالی تنازعات کا شکار رہتے ہیں، ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم یہ جانیں کہ مالی تنازعات کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟ ان تنازعات میں شرعی احکام کیا ہیں؟ ایسے تنازعات سے تحفظ اور ان کے تدارک کی صورتیں کیا ہیں؟ نیز معاملات میں تنازعات کی بجائے تسامحات کا اخلاقی پہلو کتنا اہم اور واضح ہے؟

ان تمام پہلوؤں سے متعلق قرآن وسنت اور فقہ اسلامی میں واضح احکام موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہماری جامعہ کے فاضل اور جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ، شمالی ناظم آباد، کراچی کے استاذ الحدیث ''مولانا منیر احمد سلمہ'' کو جنہوں نے اس فریضہ کو سمجھانے کے لیے بڑی محنت سے مالی تنازعات سے متعلق شرعی مباحث کو بڑے عمدہ اسلوب اور احسن انداز میں مرتب فرمایا ہے، فہم معیشت کے سلسلے کی یہ دوسری کڑی ہے، ہمارے کاروباری حضرات کی ضرورت ہے، نیز جائیداد کی تقسیم میں حق تلفیوں سے پیدا شدہ تنازعات کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب جس انداز سے مرتب کی گئی ہے، اس کے مطابق اسے درسی حلقہ جات اور سمر کورسز کے طریق پر پڑھانے اور سمجھنے کی ضرورت ہے، اس لیے بہت مناسب ہوگا کہ مختلف تجارتی مراکز کی مساجد میں اس کتاب کے درسی حلقے قائم ہوں اور مسلمان تجار علماء کی رہنمائی میں اسے سمجھ کر اس پر عمل کریں اور اپنی تجارتی زندگی کو صاف وشفاف اور پرسکون بنائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

وصلی اللہ وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

والسلام

عبدالرزاق اسکندر

عبدالرزاق اسکندر
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
۱۴۴۲/۳/۲۱ھ
۲۰۲۰/۱۱/۸ء

P.O Box: 3465 Karachi Code No. 74800, Phoe: (0092-21) - 34913570 - 34121152 - 34123366 - 34918314
Fax: (0092-21) - 34919531 Karachi Pakistan. URL: www.banuri.edu.pk , E-mail: info@banuri.edu.pk

Hazrat Abu Huraira
TRUST

حضرت ابوہریرہ ٹرسٹ

زیرِ سرپرستی! مولانا عبدالقیوم حقانی

جامعہ ابوہریرہ، مدرسۃ البنات، اسلامیہ ماڈل سکول، ابوہریرہ اسلامی سکول، ابوہریرہ ڈسپنسری، حمد اللہ جان ڈسپنسری، القاسم اکیڈمی، ماہنامہ القاسم

حوالہ نمبر ____________ تاریخ ____________

مالی تنازعات اور اُن کا حل

از: مولانا مفتی منیر احمد مدظلہٗ

حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ میں استادِ حدیث کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ہونہار فاضل اور قلم و کتاب اور درس وتدریس کے کامیاب شناور ہیں۔ مختلف اور اہم موضوعات پر بڑی خوبصورتی، کمال مہارت اور عام فہم اور البیلے انداز سے قلم اُٹھاتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ان کی تحریرات کے سلسلے کا دوسرا حصہ ہے جو فہمِ معیشت کے تحت آتا ہے، اس کتاب میں آپ نے جیسے کہ نام سے ظاہر ہے، مالی تنازعات اور اُن کا حل پیش کیا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا حصہ بھی فہم معیشت پر مشتمل ہے جو مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات کی بحث سے مزیّن ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے مالی تنازعات اور جھگڑوں کا حل وغیرہ جیسے اہم عنوانات کے ذیل میں بیسیوں آیات' احادیث اور فقہی نکات کی روشنی میں معیشت کے اہم پہلو پر نہایت خوبی کے ساتھ بات کی ہے۔ کتاب کی ترتیب' تدوین' طرزِ تالیف اور مندرجات دیکھ کر بے اختیار زبان پر یہ مقولہ جاری ہوا...... ای کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ملنے کا پتہ: جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ؛ متصل جامعہ مسجد الفلاح بلاک ''H'' شمالی ناظم آباد کراچی

رابطہ: 0331-2607204

عبدالقیوم حقانی
صدر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرۃ
خالق آباد (نوشہرہ)

برائے رابطہ:
جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

فون: 0923-630237
فیکس: 0923-630094
موبائل: 0333-9102770

Dr. Inam Ullaha (PhD. Islamic Studies)
Director General (Research)a

COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY
GOVERNMENT OF PAKISTAN
ISLAMABAD

تقریظ

مالی تنازعات اوران کا حل

شریعتِ اسلامی میں مالی معاملات کے جو اصول وضوابط دیے گئے ہیں ان میں بنیادی اصول یہ ہے کہ لین دین میں کوئی ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جو جھگڑے کا باعث ہو۔ خرید وفروخت کی کئی ایسی شکلیں جو مفضی الی النزاع یعنی جھگڑے کا باعث ہوسکتی ہیں انہیں کتب فقہ میں بیع فاسد کے عنوان سے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کا مالی لین دین تنازعات کا شکار نہ ہو۔ کچھ وہ معاملات جو تجارتی لین دین سے قبل کسی ایک فریق کے حق میں نقصان اور بحیثیت مجموعی معاشرتی اونچ نیچ کا سبب بن سکتے ہیں انہیں بھی پیش بینی اور سد ذریعہ کے اصول کے تحت شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے تاکہ مسلمانوں کے تجارتی معاملات صاف شفاف رہیں۔ اسی طرح اصول وضوابط کے ساتھ ساتھ اسلام نے لین دین میں اخلاقیات کی پاسداری اور تنازع میں پڑنے سے بچنے کے لیے اپنا حق چھوڑ دینے کی بھی ترغیب دی ہے۔

دور حاضر میں تجارتی لین دین کی بہت سی نئی صورتیں متعارف ہوئی ہیں۔ ان میں کئی کاروبار بہت پیچیدگی لیے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مالی معاملات میں تنازعات کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ برادر محترم مفتی منیر احمد صاحب نے اس صورت حال کا ادراک کرتے ہوئے فہمِ معیشت سلسلہ کے نام سے احکام معیشت وتجارت کو آسان زبان میں پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ کتاب مالی تنازعات اوران کا حل اس سلسلہ فہم معیشت کی دوسری تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے مالی تنازعات کے اسباب بیان کیے ہیں۔ مختلف معاملات مثلاً فیملی بزنس، میراث، وصیت، شرکت اور مضاربت وغیرہ میں تنازعات کی صورتوں کی عملی مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے۔ یوں یہ کتاب محض نظری مباحث کا مجموعہ نہیں بلکہ معاشرے میں پیش آنے والے حقیقی مسائل کے حل پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کا نفع عام ہو۔

ڈاکٹر انعام اللہ
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی
و
ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)
اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
حکومت پاکستان

تبصرہ: ماہنامہ بینات (ربیع الثانی 1442ھ)

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی کا ترجمان
اور وہاں سے ہر ماہ نکلنے والا رسالہ

مفتی منیر احمد صاحب۔ صفحات: 172۔ قیمت: درج نہیں۔ ناشر: ادارۃ المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن۔ ملنے کا پتا: جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ، متصل جامع مسجد الفلاح، بلاک ایچ، شمالی ناظم آباد، کراچی۔

حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب استاذ الحدیث جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ، فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی موفق للخیر ہیں، کئی کتب اور رسائل عوام الناس کی آگاہی اور راہنمائی کے لیے تالیف کر چکے ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب مالی تنازعات اور اُن کا حل ان کی نئی تالیف ہے۔ اس کتاب میں مالی تنازعات کے دینی اور دنیوی نقصانات، اسباب ووجوہات، فیملی بزنس کے معاملات، میراث، وصیت، شرکت، مضاربت، خرید وفروخت کے لیے یہ کتاب ایک بہترین راہ نما اور عمدہ سوغات ہے۔ ایک بار یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔

تبصرہ ماہنامہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان (ماہ رجب 1442ھ)

مرتب: مولانا مفتی منیر احمد۔ صفحات: 176۔ طبعات۔ مناسب کارڈ کور۔ قیمت: لکھی نہیں۔ ملنے کا پتا: ادارہ المنیر، جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ، متصل جامع مسجد الفلاح، بلاک H شمالی ناظم آباد کراچی۔ 0331-2607207

قبل ازیں بھی مولانا مفتی منیر احمد صاحب زید مجدہ کی معیشت وتجارت کے حوالے سے ایک ضخیم کتاب پر تبصرہ کیا جاچکا ہے۔ فہم معیشت کے سلسلے میں یہ دوسری کتاب ہے، اگرچہ بہت ضخیم نہیں لیکن اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم اور موجودہ وقت کی لازمی ضرورت ہے، جس کا اس کتاب کی فہرست سے ہی اندازہ ہوجاتا ہے۔ مثلاً فیملی بزنس کے معاملات، میراث اور وصیت کے معاملات، شرکت کے معاملات، مضاربت کے معاملات، خرید وفروخت کے (نقد اور ادھار) معاملات، کرایہ داری کے معاملات، بروکری کے معاملات۔ یہ تمام عنوانات ہماری روزمرہ زندگی سے متعلق ہیں، اور کم وبیش ہم میں سے ہر ایک کو ان معاملات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ نکاح طلاق، نماز روزے کے مسائل تو مفتی صاحبان سے پوچھ لیتے ہیں مگر کاروباری اور لین دین کے معاملات میں دینی وشرعی رہنمائی لینے سے کتراتے ہیں، جس کا نتیجہ کاروباری نقصانات، مالی تنازعات، اور لڑائی جھگڑوں کی صورت میں نکلتا ہے۔ بسااوقات بات کورٹ کچہری اور قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ مالی معاملات کو دین وشریعت کی روشنی میں سمجھ کر کس طرح بروئے کار لایا جائے، اور کیونکر باہمی جھگڑوں اور نقصانات سے بچا جائے؟!۔ کتاب کو آسان اور عام فہم بنانے کی کافی کوشش کی گئی ہے۔ اکثر عنوانات پر سیر حاصل بحث کے بعد جدول بھی دیے گئے ہیں جو اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	تمہید	2
2	کتاب 1: مالی تنازعات کے دینی اور دنیوی نقصانات کو سمجھیں	7
3	کتاب 2: مالی تنازعات کے اسباب و وجوہات پہچانیے اور جھگڑے پیدا ہی نہ ہونے دیجیے	13
4	باب 1: پہلا سبب: معاملات کا صاف، واضح، شفاف نہ ہونا	14
5	فصل 1: فیملی بزنس کے معاملات	28
6	فصل 2: میراث اور وصیت کے معاملات	34
7	فصل 3: شرکت کے معاملات	79
8	فصل 4: مضاربت کے معاملات	94
9	فصل 5: خرید و فروخت کے (نقد اور ادھار) معاملات	112
10	فصل 6: کرایہ داری کے معاملات	124
11	فصل 7: بروکری کے معاملات	127
12	باب 2: دوسرا سبب: بد دیانتی	130
13	کتاب 3: مالی تنازعات اور جھگڑوں کو ایسے حل کریں	135

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مالی تنازعات اوران کا حل

- تمہید

کتاب 1: مالی تنازعات کے دینی اور دنیوی نقصانات سمجھیں

کتاب 2: مالی تنازعات کے اسباب ووجوہات پہچانیں اور جھگڑے پیدا ہی نہ ہونے دیں۔

کتاب 3: مالی تنازعات اور جھگڑوں کو ایسے حل کریں۔

تمہید

یہ کتاب ''مالی تنازعات اوران کا حل'' کے عنوان سے لکھی گئی ہے، جوکہ اس وقت معاشرے کی بہت بڑی ضرورت کی وجہ سے اہم ترین موضوع بن گیا ہے کیونکہ آج گھروں میں، خاندانوں میں، اداروں میں تنازعات، لڑائیوں اور جھگڑوں کا زیادہ تر تعلق مالی معاملات سے ہے۔ چنانچہ اس کتابچہ میں تنازعات اور جھگڑوں کے دینی ودنیوی نقصانات کے ساتھ ساتھ ان تنازعات کی وجوہات اور اسباب اوران کا جوحل ہے اس کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جس کے بہترین اور حقیقت پر مبنی ہونے کے علاوہ انتہائی ٹھوس اور پائیدار ہونے اور قابلِ عمل ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں، کیونکہ جہاں انسانی عقل کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے وحیِ الٰہی کی ابتداء ہوتی ہے، انسانی عقل جس درجہ ہی کی کیوں نہ ہومگر اس میں غلطی کا امکان رہتا ہے جب کہ وحیِ الٰہی میں کسی ادنیٰ غلطی کا بھی امکان نہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ ۔(الاسراء:9)

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جوسب سے زیادہ سیدھا ہے۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بنانے والا زیادہ جانتا ہے کہ بنی ہوئی چیز کی ضروریات کیا ہیں، اس کے مسائل کیا ہیں، ان مسائل کے اسباب کیا ہیں اور ان کے حل کیا ہیں۔تو اللہ تعالیٰ جس نے انسان کو بنایا ہے اس سے بہتر انسانی مسائل اوران کے حل کا جاننے والا کون ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الملك:14)

بھلا جس نے پیدا کیا وہی نہ جانے؟ جبکہ وہ بہت باریک بین، مکمل طور پر باخبر ہے۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے؛

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیوان ہے یہ ظلمات
رعنائی تعمیر میں رونق میں صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بینکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات
یہ علم یہ حکمت، یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
بیکاری و عریانی و میخواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات؟
وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق بخارات

اس لیے ہمارے مسائل کا حل اللہ کو معلوم ہے اور اس نے وہ حل بتا دیا ہے۔ اب وہ یا تو قرآن پاک میں ہے یا احادیث میں ہے یا ان کی گہرائیوں میں ہے جن کو ائمہ مجتہدین، فقہاء اور علماء نے فقہ میں کھول کھول کر بیان فرما دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ اپنے مسائل اور ان کے حل کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں ہی معلوم کرنا چاہیے اور اس پر عمل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اسی میں ہماری دنیوی اور اخروی نجات مضمر ہے۔

پس مالی تنازعات کے دنیوی، اخروی نقصانات اور ان تنازعات کے پیدا ہونے کے اسباب اور ان کا حل وحیِ الٰہی کی روشنی میں جاننے کے لیے اس کتابچہ کا بغور مطالعہ ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

یہاں اس بات کو ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ یہ کام محض سرسری محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے کئی اہل علم کی برسوں کی انتھک محنتیں، رات دن کی قربانیاں ہیں، اس لیے گزارش ہے کہ اس کو بار بار پڑھا جائے اور اس کے مطابق اپنے معاملات درست کرنے کی کوشش کی جائے نیز دوسروں کو بھی اس سے متعلق آگاہی دے کر اپنے صدقہ جاریہ کا بہتر

انتظام کیا جا سکتا ہے۔

الحمد للہ اس موضوع پر جب مختلف جگہوں پر ورکشاپ کرائی گئی تو سامعین نے بے حد فائدہ محسوس کیا، معاملات کی حساسیت اور ان کی نزاکتوں سے واقفیت ہوئی جس سے اپنے معاملات درست کرنے کی فکر پیدا ہوئی، انہوں نے اپنے مسائل مفتیان کرام کی خدمت میں پیش کر کے ان کے حل معلوم کیے۔

ان ورکشاپ میں شرکت کرنے والے اکثر احباب کی جانب سے یہ تقاضہ تھا کہ یہ قیمتی سرمایہ ہمیں تحریری شکل میں مل جائے لیکن اس وقت چونکہ یہ ایک منظم شکل میں موجود نہیں تھا اس لیے اس وقت ان سے معذرت کی گئی۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے یہ کتابچے کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتابچے کو نافع بنائے۔ آمین

مالی تنازعات اور اُن کا حل

کتاب 1: مالی تنازعات کے دینی و دنیاوی نقصانات

کتاب 3: مالی تنازعات کے اسباب و وجوہات پہنچانیں، جھگڑے پیدا ہی نہ ہونے دیں۔

باب 1: پہلا سبب: معاملات کا صاف، واضح، شفاف نہ ہونا

اصول 1: معاملات صاف و شفاف ہوں

اصول 2: معاملات کو لکھ لیا جائے

اصول 3: معاملات پر گواہ بنالیں

اصول 4: قانونی احتیاطی تدابیر بھی اختیار کریں

کن معاملات و معاہدات میں کیا کیا باتیں واضح ہونا ضروری ہیں؟

فصل 1: فیملی بزنس کے معاملات

اصول 1: حیثیتیں متعین ہوں

اصول 2: حیثیتوں کے شرعی تقاضے پورے ہوں

فصل 2: میراث، ہبہ اور وصیت کے معاملات

اصول 1: ملکیتوں میں امتیاز ہو

اصول 2: ملکیتوں کی منتقلی کے شرعی تقاضے پورے ہوں

اصول 3: جس سے لینا ہے جس کو دینا ہے سب واضح ہو

اصول 4: انتظامات اور اختیارات کی پالیسی واضح ہو

اصول 5: میراث کی تقسیم میں جلدی ہو

اصول 6: اگر فوری تقسیم مشکل ہو تو منافع و آمدن کی منصفانہ تقسیم کا طریقہ کار وضع ہو

اصول 7: میراث کی تقسیم شرعی طریقہ کے مطابق ہو

فصل 3: شرکت کے معاملات

اصول: شرکت کے معاملے میں درج ذیل چیزیں واضح ہوں

(1) ہر شریک کے سرمایہ کا تناسب (2) کاروبار کی نوعیت

(3) کاروبار کے انتظامات، اختیارات و مراعات کی پالیسی

(4) نفع و نقصان کی تقسیم کا تناسب و طریقہ

(5) شرکت ختم کرنے یا کسی شریک کی علیحدگی کا طریقہ کار

فصل 4: مضاربت کے معاملات

اصول: مضاربت کے معاملے میں درج ذیل چیزیں واضح ہوں

(1) ہر سرمایہ کار کے سرمایہ کا تناسب (2) کاروبار کی نوعیت

(3) کاروبار کے انتظامات، اختیارات و مراعات کی پالیسی

(4) نفع و نقصان کی تقسیم کا تناسب و طریقہ

(5) کاروبار ختم کرنے یا کسی سرمایہ کار کی علیحدگی کا طریقہ کار

فصل 5: خرید و فروخت کے معاملات

□ خرید و فروخت کے نقد معاملات

اصول 1: فروخت کی جانے والی چیز اور اس کی قیمت کا وجود، ذات، جنس، نوع، صفت، مقدار، قیمت اور سپردگی کی جگہ کا واضح ہونا

□ خرید و فروخت کے ادھار معاملات

اصول 2: فروخت کردہ چیز ادھار ہو تو مزید یہ ہے کہ چیز کی سپردگی کی جگہ اور حوالگی کا وقت واضح ہو

اصول 3: (الف) کل قیمت ادھار ہو تو ادھار کی مدت واضح ہو

(ب) اگر کچھ قیمت ادھار ہو تو درج ذیل باتیں واضح ہوں

1۔ کل قسطیں 2۔ ہر قسط کی ادائیگی کا وقت 3۔ ہر قسط کی رقم

فصل 6: کرایہ داری کے معاملات

اصول: یہ چیزیں واضح ہوں؛ 1۔ کرایہ 2۔ معاملہ کی مدت/وقت/مقدار 3۔ کرایہ والی چیز

فصل 7: بروکری کے معاملات

اصول: یہ چیزیں واضح ہوں؛ 1۔ کام کی نوعیت 2۔ کمیشن

باب 2: دوسرا سبب: بددیانتی

کتاب 3: مالی تنازعات اور جھگڑوں کو ایسے حل کریں

اصول 1: تبادلہ خیال کریں

اصول 2: ثالث اور فیصل کے ذریعہ مسئلہ حل کریں

اصول 3: کنارہ کشی اختیار کریں

کتاب:1

مالی تنازعات کے دینی اور دنیوی نقصانات سمجھیں۔

کتاب: 1

مالی تنازعات کے دینی اور دنیوی نقصانات کو سمجھیں

• جھگڑوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا تَنَازَعُوْا۔ (انفال:46) (آپس میں جھگڑا نہ کرو)

قرآن کریم میں ہے:

فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ۔

(البقرۃ:178)

اور معروف طریقے کے مطابق اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا (لڑنا جھگڑنا نہیں ہے) اور (دوسرے کے حق کو) خوش اسلوبی سے ادا کرنا ہے۔

• جھگڑنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔ (1)

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

• جھگڑوں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت تبلیغی وفود روانہ فرماتے دیگر ہدایات کے ساتھ آپس میں لڑائی جھگڑے نہ کرنے اور اتفاق واتحاد اور مل جل کر رہنے کی بھی ہدایت دیتے۔

چنانچہ جس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو فرمایا:

"تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا" کہ تم دونوں آپس میں مل جل کر رہنا، موافقت رکھنا اختلاف نہ کرنا۔(2)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُمَارِ أَخَاكَ۔(3) (اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرنا)

مراء: جسمانی لڑائی لڑنا، زبانی جھگڑا کرنا اور بحث ومباحثہ کرنا یہ سب اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے۔

● حتی الامکان اپنے حق کے لیے بھی نہ جھگڑیں

لڑائی جھگڑے، فتنہ وفساد سے بچنے کی خاطر اپنا حق چھوڑ دینا، ایثار کر دینا بہت بڑا عمل ہے، کچھ دے کر اپنا کچھ حق چھوڑ کر آپ بہت کچھ لے سکتے ہیں، دنیاوی امور میں بھی تو آپ اس پر عمل کرتے ہیں کہ کچھ دے کر بہت کچھ لینا کامیابی سمجھتے ہیں اسی طرح اپنا حق چھوڑ کر آپ اپنی آخرت کے بہت بڑے بڑے مسائل حل کرا سکتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے:

تُؤَدُّونَ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِي لَكُمْ۔(4)

جو لوگوں کے تم پر حقوق ہیں وہ تم ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔

● حق کے مطالبے میں نرمی کر کے آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء رحمت لے سکتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى۔(5)

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندے پر جو فروخت کرنے، خریدنے اور اپنے حق کا تقاضا کرنے اور وصول کرنے میں نرمی اختیار کرے۔

• حق کے مطالبے میں نرمی کر کے آپ اپنی بخشش کروا سکتے ہیں

حدیث میں آتا ہے:

غَفَرَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ كَانَ قَبْلَكُمْ، كَانَ سَهْلًا إِذَا بَاعَ، سَهْلًا إِذَا اشْتَرَى، سَهْلًا إِذَا اقْتَضَى۔(6)

اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو بخش دیا وہ جب بیچتا تھا اور جب خریدتا تھا اور جب تقاضا کرتا تھا تو نرمی سے پیش آتا تھا۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُ، قِيلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيهِمْ، فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔(7)

تم سے پہلے کسی امت میں ایک آدمی تھا۔ جب موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو (روح قبض ہونے کے بعد) اس سے پوچھا گیا کہ تو نے دنیا میں کوئی نیک عمل کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: میرے علم میں میرا کوئی (ایسا) عمل نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا کہ (اپنی زندگی پر) نظر ڈال (اور غور کر) اس نے پھر عرض کیا: میرے علم میں میرا کوئی (ایسا) عمل نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت اور لین دین کا معاملہ کیا کرتا تھا جس میں، میں دولت مند کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست کو معاف کر دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جنت میں داخل فرما دیا۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

• کچھ حق چھوڑ کر بھی آپ عرش کے سائے میں آگے آگے جگہ لے سکتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَتَدْرُونَ مَنِ السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ، وَإِذَا سُئِلُوهُ بَذَلُوهُ، وَحَكَمُوا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ ۔(8)

جانتے ہو قیامت کے دن اللہ عزوجل (کے عرش یا اس کے لطف وکرم کے) سایہ کی طرف سبقت لے جانے والے کون لوگ ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبقت لے جانے والے وہ لوگ ہیں (جب حق لینے کی باری آتی ہے تو ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان کو) جتنا حق دے دیا جاتا ہے بس اسی کو قبول کر لیتے ہیں (بقیہ معاف کر دیتے ہیں) اور جب (حق دینے کی باری آتی ہے اور) ان سے حق کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ لوگوں کو پورا پورا حق دیتے ہیں اور لوگوں کے حق میں وہی فیصلہ کرتے ہیں جو اپنی ذات کے بارے میں کرتے ہیں۔

• حق چھوڑ کر آپ حوض کوثر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر سکتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ ۔(9)

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک آدمی ہوتا، اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی دوسرے راستہ پر چلیں یا یہ فرمایا کہ انصار کسی دوسری پہاڑی درہ میں چلیں تو میں اسی راستہ یا اسی پہاڑی درہ پر چلوں گا جو جماعتِ انصار کا راستہ ہے، انصار تو قرب میں اندر کے کپڑے کے مانند ہیں جبکہ دوسرے لوگ باہر کے کپڑے کے مانند ہیں، اے انصار کی جماعت! تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر بلا استحقاق فضیلت دی جائے گی تو تم صبر کیے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر آ کر ملو۔

● حق چھوڑ کر آپ جنت کی بلند وبالا جگہوں میں محل لے سکتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا۔(10)

جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ (جھوٹ) ناحق و ناروا ہو تو اس کے لئے جنت کے کنارے پر محل بنایا جاتا ہے اور جو شخص جھگڑے اور بحث وتکرار چھوڑ دے باوجود اس کے کہ وہ حق پر ہو تو اس کے لئے جنت کے وسط میں محل بنایا جاتا ہے اور جس شخص کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کے لئے جنت کی بلند جگہ پر محل بنایا جاتا ہے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ خلاصہ:

(1) جھگڑوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

(2) جھگڑوں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے۔

(3) جھگڑنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

(4) حتی الامکان اپنے حق کے لیے بھی نہ جھگڑیں۔

(5) حق کے مطالبے میں نرمی اور چشم پوشی کریں۔

اس سے رحمت ملے گی، بخشش حاصل ہوگی، عرش کا سایہ نصیب ہوگا، حوض کوثر پر پانی ملے گا، جنت کے بلند و بالا محلات کے مستحق ہوں گے۔

تنازعات کے دنیوی اور کاروباری نقصانات

- آپس کے تنازعات کاروبار کی مسلسل ترقی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔
- تنازعات میں سرمایہ، اوقات اور صلاحیتیں ضائع ہوجاتی ہیں۔
- آپس میں نفرتیں پیدا ہوجاتی ہیں اور قانونی جنگیں شروع ہوجاتی ہیں۔
- ملازمین اور مالکان میں سرد جنگ شروع ہوجاتی ہے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کتاب: 2

مالی تنازعات کے اسباب ووجوہات پہچانیں اور جھگڑے پیدا ہی نہ ہونے دیں

باب 1:
پہلا سبب: معاملات کا صاف، واضح اور شفاف نہ ہونا
- کن معاملات ومعاہدات میں کیا کیا باتیں واضح ہونا ضروری ہیں؟

فصل 1: فیملی بزنس کے معاملات
فصل 2: میراث، ہبہ اور وصیت کے معاملات
فصل 3: شرکت کے معاملات
فصل 4: مضاربت کے معاملات
فصل 5: خرید وفروخت (نقد اور ادھار) کے معاملات
فصل 6: کرایہ داری کے معاملات
فصل 7: بروکری کے معاملات

باب 2:
دوسرا سبب: بد دیانتی

باب: 1

پہلا سبب: معاملات کا صاف، واضح، شفاف نہ ہونا

ہمارے مالی تنازعات کی ایک بڑی اور بنیادی وجہ آپس کے معاملات کا واضح نہ ہونا ہے جبکہ شریعت کی تعلیمات یہ ہیں؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ
مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۚ
وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ
وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا
يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ
سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ
فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ
رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰٮهُمَا
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰٮهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا
دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى
اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً
تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۖ وَلَا يُضَآرَّ

كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۚ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(البقرۃ:282)

اے ایمان والو جب تم کسی معین میعاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو،

(کیسے لکھا جائے) اور تم میں سے جو شخص لکھنا جانتا ہو تو وہ انصاف کے ساتھ تحریر لکھے، اور جو شخص لکھنا جانتا ہو لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جب اللہ نے اسے یہ علم دیا ہے تو اسے لکھنا چاہیے۔

(کون لکھوائے) اور تحریر وہ شخص لکھوائے جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہو، اور اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور اس (حق) میں کوئی کمی نہ کرے۔ ہاں اگر وہ شخص جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہے ناسمجھ یا کمزور ہو یا (کسی اور وجہ سے) تحریر نہ لکھوا سکتا ہو تو اس کا سرپرست انصاف کے ساتھ لکھوائے۔

(تحریر کے ساتھ گواہ بھی بنائے جائیں) اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنا لو، ہاں اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہو جائیں جنہیں تم پسند کرتے ہو، تاکہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔

(گواہوں کی ذمہ داری) اور جب گواہوں کو (گواہی دینے کے لیے) بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں،

(لکھنے کے فوائد) اور جو معاملہ اپنی میعاد سے وابستہ ہو، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اسے لکھنے سے اکتاؤ نہیں۔ یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف اور گواہی کو درست رکھنے کا بہتر ذریعہ ہے، اور اس بات کی قریبی ضمانت ہے کہ تم آئندہ شک میں نہیں پڑو گے۔

(کن معاملات میں نہ لکھنے کی گنجائش ہے) ہاں اگر تمہارے درمیان کوئی نقد لین دین کا سودا ہو تو اس کو نہ لکھنے میں تمہارے لیے کچھ حرج نہیں ہے۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنا لیا کرو۔ اور نہ لکھنے والے کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے، نہ گواہ کو۔ اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی، اور اللہ کا خوف دل میں رکھو، اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اس آیت کریمہ اور دیگر احادیث کی روشنی میں آپس کے معاملات سے متعلق درج ذیل چند اصول واضح ہوتے ہیں؛

اصول 1: جس سے جو بھی معاملہ کیا جائے وہ معاملہ بالکل صاف، شفاف اور واضح ہونا چاہیے، اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

- یعنی وہ معاملہ اپنوں سے ہو یا اجنبیوں سے ہو، معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔
- پھر وہ معاملہ خرید و فروخت کا ہو، کرایہ داری کا ہو، بروکری کا ہو، شرکت (پارٹنر شپ) کا ہو، مضاربت کا ہو، نکاح کا ہو، قرض کا ہو یا ہدیہ کا ہو۔
- جو بھی معاملہ ہو، جس کے ساتھ بھی ہو وہ معاملہ بالکل واضح اور صاف شفاف ہونا چاہیے۔

یعنی حقوق وحدود، اختیارات، ذمہ داریاں، مراعات، معاہدے میں طے شدہ اصول وضوابط اور شرائط، ملکیتوں کا تعین، نفع ونقصان اور اس کے تناسب وغیرہ کے اعتبار سے ہر چیز بالکل واضح ہونی چاہیے، ہر فریق کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ کس کا کیا حق ہے، کس کے کیا اختیارات ہیں اور کون سی چیزیں اس کے اختیارات کے دائرے سے باہر ہیں، کس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، نفع کا تناسب کیا ہے، کون کس حد تک مراعات لینے کا حقدار ہے وغیرہ۔

الغرض جو بھی معاملہ ہو وہ ہر اعتبار سے واضح ہونا چاہیے، اس میں ایسا کوئی ابہام، اجمال، پیچیدگی، گول مول، غیر واضح بات نہ ہو جو آگے چل کر لڑائی جھگڑے کا سبب بنے۔

اصول 2: فریقین کے مابین جو معاملات طے پائیں یا جو لین دین ہو ان تمام معاملات کو، معاہدوں کو، اصول وضوابط اور طے شدہ شرائط کو تحریری صورت میں بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔

● اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۔(البقرۃ:282)

اے ایمان والو جب تم کسی معین میعاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

● حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے معاملات کی لکھت پڑھت کا اہتمام فرماتے تھے۔

چنانچہ حدیث میں ہے:

عداء بن خالد بن ھوذہ نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسی تحریر نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے لیے تحریر کرائی تھی انہوں نے کہا کیوں نہیں اس پر انہوں نے ایک تحریر نکالی اس پر لکھا تھا:

هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ۔

یہ اقرار نامہ ہے کہ عداء بن خالد بن ھوذہ نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایک غلام یا ایک لونڈی خریدی جس میں نہ بیماری ہے نہ دھوکہ ہے یہ مسلمان کی مسلمان سے بیع ہے۔(11)

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین سے حدیبیہ کے مقام پر جو صلح کی تھی اسے بھی با قاعدہ لکھا گیا تھا۔(12)
- اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عمال کو جو ذمہ داریاں سونپتے تھے انہیں ان ذمہ داریوں کو لکھنے کا حکم فرماتے تھے۔(13)

الغرض معاملات کرتے وقت فریقین کو چاہیے کہ تمام ایسی باتیں جو بعد میں عموماً وجہ نزاع بنتی ہیں خوب وضاحت کے ساتھ لکھ لیا جائے۔ایسی دستاویز کی شرعی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم نے اسے لکھنے کی تفصیلات جس آیت میں بیان فرمائی ہیں اور جو قانون معاہدات کے بھی اہم اصولوں پر مشتمل ہے وہ قرآن کریم کی سب سے طویل آیت ہے (یعنی سورہ بقرہ کی آیت 282) جسے "آیۃ المداینۃ" کہا جاتا ہے،احادیث اور فقہ کی کتابوں میں بھی ایسی دستاویزات کے بارے میں مستقل باب ملتے ہیں،مثلاً حدیث کی مشہور کتاب ترمذی میں "کتابۃ الشروط" کے نام سے اور فقہ کی مشہور کتاب عالمگیریہ میں "کتاب المحاضر و السجلات" کے نام سے۔(14)

فوائد و حکمتیں:

فائدہ 1: حقوق کا تحفظ: تحریر کا فائدہ یہ کہ تحریر سے حقوق کا تحفظ ہو جاتا ہے، مال کے ضائع ہونے کے امکانات کم سے کم ہو جاتے ہیں۔(15)

اس سے متعلق احادیث میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک مسلمان جس کا نام بُدیل تھا، تجارت کی غرض سے اپنے دو عیسائی ساتھیوں تمیم اور عدی کے ساتھ شام گیا، وہاں پہنچ کر وہ بیمار ہو گیا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ بچ نہیں سکے گا؛ چنانچہ اس نے اپنے دو ساتھیوں کو وصیت کی کہ میرا سارا سامان میرے وارثوں کو پہنچا دینا، ساتھ ہی اس نے یہ ہوشیاری کی کہ سارے سامان کی ایک فہرست خفیہ طور پر تحریر کر کے اسے اسی سامان کے اندر چھپا دی، عیسائی ساتھیوں کو فہرست کا پتا نہ چل سکا، انہوں نے سامان وارثوں کو پہنچایا، مگر اس میں ایک

چاندی کا پیالہ تھا جس پر سونے کا ملمع چڑھا ہوا تھا اور جس کی قیمت ایک ہزار درہم بتائی گئی ہے وہ نکال کر اپنے پاس رکھ لیا، جب وارثوں کو بدیل کی بنائی ہوئی فہرست سامان میں ہاتھ لگی تو ان کو اس پیالہ کا پتہ چلا اور انہوں نے تمیم اور عدی سے مطالبہ کیا، انہوں نے صاف قسم کھالی کہ ہم نے سامان میں سے کوئی چیز نہ لی نہ چھپائی ہے؛ لیکن کچھ عرصے کے بعد بدیل کے وارثوں کو پتہ چلا کہ وہ پیالہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں ایک سنار کو فروخت کیا ہے، اس پر تمیم اور عدی نے اپنا موقف بدلا اور کہا کہ دراصل یہ پیالہ ہم نے بدیل سے خرید لیا اور چونکہ خریداری کا کوئی گواہ ہمارے پاس نہیں تھا اس لیے ہم نے پہلے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا اب چونکہ وہ خریداری کے مدعی تھے اور مدعی پر لازم ہوتا ہے کہ وہ گواہ پیش کرے اور یہ پیش نہ کر سکے تو قاعدے کے مطابق وارثوں میں سے بدیل کے قریب ترین دو عزیزوں نے قسم کھالی کہ پیالہ بدیل کی ملکیت تھا اور عیسائی جھوٹ بول رہا ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں فیصلہ کر دیا اور عیسائیوں کو پیالے کی قیمت دینی پڑی۔(16)

فائدہ 2: جھگڑوں سے حفاظت: معاملات اور معاہدات تحریر کرنے سے جھگڑے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں، کیونکہ تحریر کی حیثیت فریقین کے درمیان حَکَم کی ہو جاتی ہے۔ اور فریقین جھگڑے کے وقت اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، لہٰذا تحریر فتنہ روکنے کا سبب بنتی ہے۔ اور فریقین میں سے کوئی کسی کے حق کا انکار اس اندیشہ سے نہیں کر سکتا کہ یہ تحریر سامنے آئی تو رسوائی ہوگی۔

فائدہ 3: فاسد معاملات سے حفاظت: معاملات اور معاہدات تحریر کرنے کی وجہ سے فریقین فاسد معاملات سے بچ جاتے ہیں اس لیے کہ بسا اوقات فریقین کو فاسد معاملات کے ذرائع اور اسباب کا علم نہیں ہوتا، تو جب کسی تیسرے شخص کے پاس معاملات کی لکھت پڑھت کے لیے رجوع کرتے ہیں تو وہ ان کی رہنمائی کرتا ہے، تو فریقین اس طرح تحریر لکھوانے کی وجہ سے فاسد معاملات سے بچ جاتے ہیں۔

فائدہ 4: طے شدہ امور میں ابہام اور شکوک وشبہات سے حفاظت: معاملات اور معاہدات تحریر کرنے کی وجہ سے فریقین کے مابین معاملات اور معاہدات وغیرہ میں شک وشبہ ختم ہوجاتا ہے، اس لیے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ معاملات اور معاہدات کی مدت دراز ہوجانے کی وجہ سے فریقین پر لین دین اور وقت وغیرہ سے متعلق طے شدہ امور مشتبہ ہوجاتے ہے، لہٰذا جب فریقین نے معاہدات اور معاملات کو تحریر کیا ہوگا تو شکوک وشبہات کے وقت اس کی طرف رجوع کرکے شکوک وشبہات ختم کیے جاسکیں گے۔(17)

اصول 3: فریقین کو چاہیے کہ طے شدہ تحریری معاملات میں صرف تحریر کو کافی نہ سمجھیں بلکہ اس پر گواہ بھی بنالیں اور بوقت ضرورت رہن رکھ لیں، زرِ ضمانت وصول کرلیں، کسی شخص کو ضامن مقرر کرلیں وغیرہ۔

گواہ بنالیں:

قرآن کریم میں ہے؛

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۔(البقرۃ:282)

اور جب خرید وفروخت کرو تو گواہ بنالیا کرو۔(18)

رہن رکھ لیں:

قرآن کریم میں ہے؛

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ (البقرۃ:291)

اگر تم سفر پر ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو (ادائیگی کی ضمانت کے طور پر) رہن قبضے میں رکھ لیے جائیں۔ ہاں اگر تم ایک دوسرے پر بھروسہ کرو تو جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ اپنی امانت ٹھیک ادا کرے۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ".(19)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار اناج خریدا اور اپنی زرہ گروی رکھ دی۔

ضامن مقرر کرلیں

قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ہے؛

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ (یوسف:72)

انہوں نے کہا کہ: ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا اور جو شخص اسے لاکر دے گا، اس کو ایک اونٹ کا بوجھ (انعام میں) ملے گا، اور میں اس (انعام کے دلوانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

ایک حدیث میں ہے:

سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا قَالَ أَبُو قَتَادَةَ هُوَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُاللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَفَاءِ قَالَ بِالْوَفَاءِ فَصَلَّى عَلَيْهِ۔(20)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا تا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو کیونکہ اس پر قرض ہے"۔ (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "پورا پورا ادا کرو گے؟" تو انہوں نے کہا: (ہاں) پورا پورا ادا کروں گا تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

فوائد و حکمتیں:

گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ فریقین میں اگر کسی وقت باہمی نزاع پیش آجائے تو عدالت میں ان گواہوں کی گواہی سے فیصلہ ہو سکے، یہی وجہ ہے کہ فقہاءؒ نے فرمایا کہ محض تحریر حجت شرعی نہیں جب تک کہ اس پر شہادت شرعی موجود نہ ہو خالی تحریر پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، آج کل کی عام عدالتوں کا بھی یہی دستور ہے کہ تحریر پر زبانی تصدیق وشہادت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتیں۔ (21)

اصول 4: فریقین کو معاملات میں مال وحقوق وغیرہ کے تحفظ کے لیے ذکر کردہ ان بنیادی باتوں کا خیال کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں رائج قانونی اور احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرنی چاہیں۔

قانونی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شریعت میں نہ صرف پسندیدہ ہے بلکہ ان تدابیر کو اختیار نہ کرنا ناپسند کیا گیا ہے۔

چنانچہ حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا (جو ایک شخص کے خلاف اور دوسرے شخص کے حق میں تھا۔ چنانچہ مقدمہ کا فیصلہ جس شخص کے خلاف ہوا تھا اس نے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اٹھ کر) واپس جاتے ہوئے کہا کہ "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ یعنی مجھ کو میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ (سن کر) فرمایا: "إِنَّ اللّٰهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ

وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ"
اللہ تعالی نادانی ولا پرواہی پر ملامت کرتا ہے تم کو لازم ہے کہ (اپنے کاروبار اور معاملات میں) ہوشیار و چوکس رہو اور احتیاط و دانائی اختیار کرو، اگر تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيل کہو۔(22)

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص سے قرض لیا ہوگا اور وہ قرض اس نے ادا بھی کر دیا ہوگا لیکن اس سے نادانی اور حماقت ہوئی کہ اس نے قرض واپس کرتے وقت قرض خواہ سے کوئی رسید (receving) نہ لی اور نہ کسی کو گواہ کیا، آخر مدعی (قرض خواہ) نے بارگا رسالت میں اس شخص پر دعوی کر دیا۔ چونکہ اس (مدعی) نے قرض دینے کا ثبوت پیش کر دیا ہوگا لیکن یہ شخص (مدعی علیہ) قرض کی واپسی کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا اس لیے مقدمہ کا فیصلہ اس کے خلاف ہوا اور مدعی نے ڈگری حاصل کر لی۔ جب وہ مقدمہ ہار کر دربار رسالت سے نکلا تو اس نے ازراہ غم وحسرت حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہا اور اس طرح اس نے یہ اشارہ کیا کہ مدعی نے مجھ سے ناحق مال لے لیا اور میں خواہ مخواہ نقصان اٹھا بیٹھا۔

اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے کاروبار زندگی اور اپنے معاملات میں لاپرواہی، نادانی اور غفلت وکوتاہی کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ ایسا کرنے والے پر اللہ تعالی ملامت کرتا ہے، پھر تنبیہ فرمائی کہ تم کو لازم ہے کہ اپنے کاروبار اور معاملات میں ہوشیار و چوکس رہو اور احتیاط و دانائی اختیار کرو۔

حاصل یہ ہے کہ غفلت وکوتاہی سے اللہ تعالی راضی نہیں ہوتا کیونکہ حق تعالی نے انسان کو عقل سلیم کی جس دولت سے نوازا ہے اس کا صحیح مقتضی یہی ہے کہ بندہ اپنے تمام دینی و دنیاوی معاملات دانائی و ہوشیاری کو ملحوظ رکھے لہٰذا اس معاملہ میں تم سے جو کوتاہی و غفلت سرزد ہوئی ہے اس کو اپنے عجز پر محمول کر کے حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نہ کہو بلکہ آئندہ کے لیے اس بات کا عہد کر لو کہ پھر کبھی اس طرح کی غفلت وکوتاہی نہیں کرو گے اور احتیاط و ہوشیاری کو

بہر صورت ملحوظ رکھو گے۔

طیبیؒ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ گویا اس شخص پر یہ واضح کیا کہ لازم تو یہ تھا کہ تم اپنے معاملے میں ہوشیار رہتے اور کسی کو گواہ بنا کر یا اس کے مانند کوئی اور ثبوت رکھ کر کوتاہی وغفلت میں مبتلا نہ ہوتے تا کہ جب تمہارا مقدمہ پیش ہوتا اور تم فیصلے کے لیے یہاں حاضر ہوتے تو گواہوں کے ذریعہ مدعی پر اپنا حق ثابت کرنے پر قادر ہوتے مگر اب جب کہ تم اپنی غفلت وکوتاہی کی وجہ سے مدعی کے دعوے کو ناحق ثابت کرنے سے عاجز ہو تو حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہتے ہو حالانکہ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اس وقت کہا جاتا جب کہ حصولِ مقصد کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور اپنی تمام تدابیر و احتیاط اور ہوشیاری کے باوجود کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا، لہٰذا یہ ذہن نشین رہے کہ جب کوئی معاملہ کیا جائے اس میں پوری پوری احتیاط اور ہوشیاری کو ملحوظ رکھا جائے اور جب تمام تر امکانی احتیاط و ہوشیاری کے باوجود حصول مقصد کا کوئی راستہ ہاتھ نہ آئے اور اس طرح عجز و معذوری کے درجہ پر پہنچ جائے تو اس وقت حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہے۔(23)

لہٰذا معاملات اور کاروبار کرتے وقت فریقین کو چاہیے کہ وہ احتیاط اور ہوشیاری کے اس اہم نکتہ کو ملحوظ رکھیں اور معاملہ کی اہمیت اور حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے معاشرے میں رائج قانونی اور احتیاطی تدابیر بھی اختیار کر لیں۔ اور یہ بات بالکل بھی خاطر میں نہ لائیں کہ بھائیوں میں کیا حساب کتاب؟ باپ بیٹے میں کیا حساب؟ یہ تو دوئی کی اور عیب کی بات ہے کہ باپ بیٹے یا بھائی بھائی آپس میں حساب کتاب کریں۔ کیونکہ ابھی تو ایک طرف ایسی محبت کا اظہار ہے لیکن جب دس بارہ سال گزر گئے، شادیاں ہو گئیں، بچے ہو گئے، یا باپ جنہوں نے کاروبار شروع کیا تھا، دنیا سے چل بسے تو اب بھائیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کھڑے ہو گئے اور اب ساری محبتیں ختم ہو گئیں اور ایک دوسرے پر الزام عائد کرنے شروع کر دیے کہ اس نے زیادہ لیا ہے، میں نے کم لیا ہے، فلاں بھائی زیادہ کھا گیا

ہے، میں نے کم کھایا ہے، اب یہ جھگڑے ایسے شروع ہوئے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتے اور ایسے پیچیدہ ہوگئے کہ اصل حقیقت کا پتہ نہیں چلتا، آخر میں جب معاملہ تناؤ پر آگیا اور ایک دوسرے سے بات چیت کرنے اور شکل وصورت دیکھنے کے بھی روادار نہیں رہے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے۔

اسی وجہ سے عربی مقولہ ہے:

"تَعَاشَرُوا كَالإِخْوَانِ تَعَامَلُوا كَالأَجَانِبِ"

تم آپس میں بھائیوں کی طرح رہو اور ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا برتاؤ کرو، اخوت اور محبت کا برتاؤ کرو، لیکن جب لین دین کے معاملات پیش آئیں، اور خرید وفروخت اور کاروباری معاملات آپس میں پیش آئیں تو اس وقت اجنبیوں کی طرح معاملہ کرو۔

● حضرت حکیم الامتؒ نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ معاملہ کی صفائی نہایت برکت اور راحت کی چیز ہے، میں تو نصف سلوک معاملہ کی صفائی میں سمجھتا ہوں۔ بھائی اکبر علی صاحب مرحوم، جب شبیر علی یہاں پڑھتے تھے ان کے اخراجات کے لیے خرچہ بھیجتے تھے، میں پیسہ پیسہ کا حساب لکھ کر بھیجتا تھا اور اس پر ایک مرتبہ بھائی مرحوم کو ناگواری ہوئی اور لکھا کہ اس میں اجنبیت معلوم ہوتی ہے، ایسا کیوں کرتے ہو؟ میں نے لکھا کہ بھائی تم سمجھتے نہیں، مثلاً ایک مرتبہ تم نے چار مہینہ کا خرچ اندازہ کرکے پچاس روپیہ بھیجے اور وہ یہاں پر دو مہینے میں ہی صرف ہوگئے، اس لیے کہ کتاب ہے، کپڑا ہے، دوا دارو ہے، پھر ہم نے یہاں سے اطلاع کی تو تم کو وسوسہ کے درجہ میں شبہ ہوسکتا ہے کہ چار ماہ کا خرچ بھیجا تھا کیا ہوا، دو ہی مہینہ میں صرف ہوگیا، تو ایسی صورت کیوں اختیار کی جائے جو شبہ یا وسوسہ پیدا کرے، گو تم اس وسوسہ پر عمل نہ کرو مگر وسوسہ اور شبہ تو ہوسکتا ہے، اس پر سمجھ گئے اور لکھا کہ تم صحیح سمجھے، میں ہی غلطی پر تھا۔ فہم بھی بڑی چیز ہے ایک ہی مرتبہ میں سمجھ گئے۔ (24)

مشق: مالی تنازعات کا پہلا سبب

(1) مالی تنازعات اور جھگڑوں سے بچنے کے لیے قرآن وحدیث میں بیان کیے گئے چار اصول لکھیں۔

اصول1: ______________________

____

اصول2: ______________________

____

اصول3: ______________________

____

اصول4: ______________________

____

(2) آپس کے معاملات کو لکھنے کی چار حکمتیں اور فوائد بتائیں۔

فائدہ1: ______________________

فائدہ2: ______________________

فائدہ3: ______________________

فائدہ4: ______________________

(3) آپس کے معاملات میں گواہ بنانے کا فائدہ بتائیں۔

____

____

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

• کن معاملات و معاہدات میں کیا کیا باتیں واضح ہونا ضروری ہیں؟

فصل 1: فیملی بزنس کے معاملات
فصل 2: میراث، ہبہ اور وصیت کے معاملات
فصل 3: شرکت کے معاملات
فصل 4: مضاربت کے معاملات
فصل 5: خرید و فروخت (نقد اور ادھار) کے معاملات
فصل 6: کرایہ داری کے معاملات
فصل 7: بروکری کے معاملات

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 1:

فیملی بزنس کے معاملات

اصول 1: حیثیتیں متعین ہوں: فیملی بزنس میں اگر سارا سرمایہ باپ کا ہے تو باپ کے ساتھ کام کرنے والی اولاد کی حیثیت اور اگر سارا سرمایہ اولاد کا ہے تو اس میں باپ کے کام کرنے کی حیثیت واضح اور متعین ہونی چاہیے کہ وہ بحیثیتِ معاون کام کر رہے ہیں یا بحیثیتِ ملازم یا بحیثیتِ شریک۔

وجہ: اگر ایسا نہ کیا گیا تو بعض صورتوں میں ساری زندگی محنت کرنے والے (باپ ہو یا اولاد) کی کمائی ساری کی ساری جس کا سرمایہ ہے (باپ ہو یا اولاد) اس کی ہوگی اور میراث بننے کی صورت میں کام نہ کرنے والے بھی اس کمائی میں شریک ہوں گے۔

اصول 2: حیثیتوں کے شرعی تقاضے بھی پورے ہوں: فیملی بزنس میں اگر اولاد بحیثیتِ ملازم یا شریک کے کام کر رہے ہوں تو ملازمت (اجارۃ) اور شرکت کے شرعی تقاضوں کو بھی پورا کیا جائے یعنی ملازمت کی صورت میں تنخواہ متعین ہو اور شرکت کی صورت میں سرمایہ کا تناسب اور نفع کی شرح فیصد متعین ہو۔

وجہ: ایسا نہ کرنے کی صورت میں ملازمت کرنے والے کو محض اتنا ہی ملے گا جتنا اس جیسا کام کرنے والے ایک عام ملازم کو ملتا ہے اور شرکت کی صورت میں سب کو برابر برابر دینا پڑے گا۔

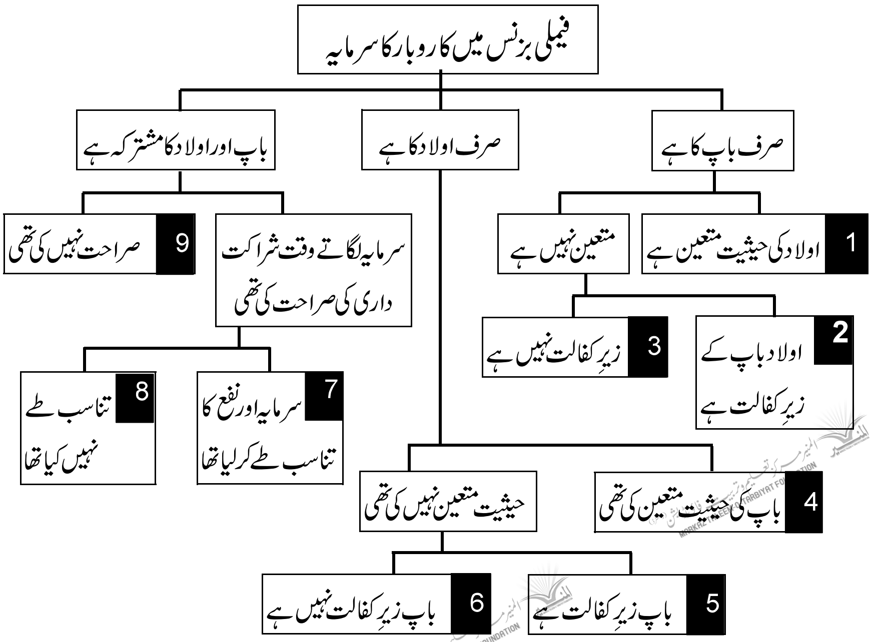

• کاروبار کا سرمایہ صرف والد کا ہے

(1) اولاد کی حیثیت متعین ہے: اگر والد بیٹے کی حیثیت معاون، ملازم، شریک کی متعین کر دے اور اس حیثیت کے شرعی تقاضے مکمل ہوں تو وہ حیثیت متعین ہوگی یعنی اگر وہ اپنے والد کے ساتھ بطورِ معاونت کے کام تبرعاً کرتے ہیں تو ان کو نفع وغیرہ سے کوئی حصہ نہیں ملے گا اور سرمایہ سمیت نفع والد کا شمار ہوگا، اور اگر انہوں نے آپس میں باہمی رضامندی سے ملازمت کا معاہدہ کیا ہو تو معاہدہ کے مطابق ہر ایک کو اجرت ملے گی، اور اگر انہوں نے شرعی طریقے سے شرکت کا کوئی معاملہ باہمی رضامندی سے آپس میں طے کیا ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک طے شدہ معاہدہ کے مطابق کمائی میں حصہ دار ہوگا۔(26)

(2) اولاد کی حیثیت متعین نہیں اور اولاد زیرِ کفالت ہے: سب کچھ باپ کا ہوگا اولاد کی حیثیت معاون کی ہوگی، والد کے انتقال کے بعد والد کے ورثاء میں شرعی ضابطہ میراث کے

مطابق تقسیم ہوگا۔(27)

(3) اولاد کی حیثیت متعین نہیں اور اولاد زیر کفالت نہیں ہے: اولاد ملازم شمار ہوگی۔ اولاد کو اجرت مثل ملے گی، یعنی ان جیسے لوگوں کو اس جیسے کام پر جتنی اجرت دی جاتی ہے اس کے مستحق ہوں گے۔(28)

- **کاروبار کا سرمایہ صرف اولاد کا ہو**

(4) سرمایہ لگاتے وقت حیثیت متعین تھی: جو حیثیت متعین کی گئی تھی اُسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔(29)

(5) سرمایہ لگاتے وقت حیثیت متعین نہیں کی تھی اور باپ زیرِ کفالت ہے: اس صورت میں باپ کی حیثیت معاون کی ہوگی اور سب کچھ اولاد کا ہوگا۔(30)

(6) سرمایہ لگاتے وقت حیثیت متعین نہیں کی تھی اور باپ زیرِ کفالت نہیں ہے: اس صورت میں باپ کی حیثیت ملازم کی ہوگی۔(31)

- **کاروبار کا سرمایہ والد اور اولاد کا مشترک ہو**

(7) سرمایہ لگاتے وقت صراحت کی تھی کہ بحیثیت شریک لگا رہا ہوں، اور مال اور نفع کا تناسب بھی طے تھا: جیسے طے ہوا اسی تناسب پر تقسیم ہوگا۔(32)

(8) سرمایہ لگاتے وقت صراحت کی تھی کہ بحیثیت شریک لگا رہا ہوں، اور مال اور نفع کا تناسب طے نہیں تھا: اصول کے مطابق نفع میں تمام شرکاء برابر کے حقدار ہوں گے اور اگر شرکاء باہمی رضامندی سے اپنے ظنِ غالب کی بنیاد پر مال کا تناسب طے کرلیں (مثلاً یہ اتفاق کیا جائے کہ 50 فیصد مال ایک کا تھا، 30 فیصد دوسرے کا اور 20 فیصد تیسرے کا، وغیرہ) اور پھر اسی تناسب سے نفع تقسیم کرلیں تو باہمی رضامندی سے یہ بھی جائز ہے اور یہ در حقیقت صلح کی صورت ہے۔(33)

(9) سرمایہ لگاتے وقت صراحت نہیں کی تھی: اس صورت میں بیٹا معاون ہوگا اور جو پیسے بیٹے نے لگائے ہیں وہ باپ کے لئے تبرع ہے۔(34)

❑ حیثیتیں متعین نہ ہونے اور ان کے شرعی تقاضے پورے نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے تنازعات

ایک کاروبار باپ نے شروع کیا، اب بیٹوں نے بھی اس کاروبار میں کام شروع کردیا، اب یہ متعین نہیں ہے کہ بیٹا جو باپ کے کاروبار میں کام کررہا ہے۔ وہ بحیثیت پارٹنر اور شریک کے کام کررہا ہے، یا ویسے ہی باپ کی مدد کررہا ہے، یا بیٹا بحیثیت ملازم کے باپ کے ساتھ کام کررہا ہے اور اس کی تنخواہ مقرر ہے۔ ان میں سے کوئی بات طے نہیں ہوئی اور معاملہ اندھیرے میں ہے۔ اب دن رات باپ بیٹے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں، باپ کو جتنے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کاروبار میں سے اتنے پیسے نکال لیتا ہے اور جب بیٹے کو ضرورت ہوتی ہے وہ نکال لیتا ہے، اب اسی طرح کام کرتے ہوئے سالہا سال گزر گئے اور رفتہ رفتہ دوسرے بیٹے بھی اس کاروبار میں آکر شامل ہوتے رہے، اب کوئی بیٹا پہلے آیا، کوئی بعد میں آیا، کسی بیٹے نے زیادہ کام کیا اور کسی بیٹے نے کم کام کیا۔

اب حساب کتاب آپس میں کچھ نہیں رکھا، بس جس کو جتنی رقم کی ضرورت ہوتی وہ اتنی رقم کاروبار میں سے نکال لیتا، اور یہ بھی متعین نہیں کیا کہ اس کاروبار کا مالک کون ہے اور کس کی کتنی ملکیت ہے؟ اور نہ یہ معلوم کہ کاروبار میں کس کا کتنا حصہ ہے؟ نہ یہ معلوم کہ کس کی تنخواہ کتنی ہے؟ اب اگر دوسرا ان سے کہے کہ آپس میں حساب و کتاب رکھو، تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ بھائیوں کے درمیان کیا حساب و کتاب، باپ بیٹے میں کیا حساب و کتاب یہ تو دوئی کی اور عیب کی بات ہے کہ باپ بیٹے یا بھائی بھائی آپس میں حساب و کتاب کریں، ایک طرف ایسی محبت کا اظہار ہے۔

لیکن جب دس بارہ سال گزر گئے، شادیاں ہوگئیں، بچے ہوگئے، یا باپ جنہوں نے کاروبار شروع کیا تھا، دنیا سے چل بسے، تو اب بھائیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کھڑے ہوگئے اور اب ساری محبت ختم ہوگئی اور ایک دوسرے پر الزام عائد کرنے شروع کر دیئے کہ اس نے زیادہ لے لیا، میں نے کم لیا، فلاں بھائی زیادہ کھا گیا، میں نے کم کھایا، اب یہ جھگڑے ایسے شروع ہوئے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، اور ایسے پیچیدہ ہوگئے کہ اصل حقیقت کا پتہ ہی نہیں چلتا، آخر میں جب معاملہ تناؤ پر آگیا اور ایک دوسرے سے بات چیت کرنے اور شکل وصورت دیکھنے کے بھی روادار نہیں رہے، اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے، تو آخر میں مفتی صاحب کے پاس آگئے کہ اب آپ مسئلہ بتائیں کہ کیا کریں؟ اب مفتی صاحب مصیبت میں پھنس گئے۔ بھائی جب کاروبار شروع کیا تھا، اس وقت تو ایک دن بھی بیٹھ کر یہ نہیں سوچا کہ تم کس حیثیت میں کاروبار کر رہے ہو؟ اب جب معاملہ الجھ گیا تو مفتی بیچارہ کیا بتائے کہ کیا کرو۔

یہ سارے جھگڑے اس لئے کھڑے ہوئے کہ شریعت کے اس حکم پر عمل نہیں کیا کہ معاملات صاف ہونے چاہئیں۔ چاہے کاروبار باپ بیٹے کے درمیان ہو یا بھائی بھائی کے درمیان ہو یا شوہر اور بیوی کے درمیان ہو، اپنوں کے درمیان ہو یا غیروں کے درمیان، لیکن ہر ایک کی ملکیت ایک دوسرے سے ممتاز ہونی چاہیے، کس کا کتنا حق ہے؟ وہ معلوم ہونا چاہیے۔ یاد رکھئے بغیر حساب وکتاب کے جو زندگی گزر رہی ہے، وہ گناہ کی زندگی گزر رہی ہے، اس لئے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ جو کھا رہے ہیں وہ اپنا حق کھا رہے ہیں یا دوسرے کا حق کھا رہے ہیں۔(35)

مشق: فیملی بزنس کے معاملات

سوال: فیملی بزنس کے معاملات سے متعلق بنیادی شرعی اصول ذکر فرمائیں۔

اصول 1: ____________________

اصول 2: ____________________

(1) کاروبار کا سرمایہ صرف والد کا ہو اور کاروبار میں اولاد کی حیثیت متعین نہیں اور اولاد والد کے زیر کفالت ہو تو کاروبار میں اولاد کی حیثیت ہوگی: معاون ملازم شریک

(2) کاروبار کا سرمایہ صرف والد کا ہو اور کاروبار میں اولاد کی حیثیت متعین نہیں اور اولاد والد کے زیر کفالت نہ ہو تو کاروبار میں اولاد کی حیثیت ہوگی: معاون ملازم شریک

(3) کاروبار کا سرمایہ صرف اولاد کا ہو اور کاروبار میں والد کی کوئی حیثیت متعین نہیں اور والد اولاد کے زیر کفالت ہو تو کاروبار میں والد کی حیثیت ہوگی: معاون ملازم شریک

(4) کاروبار کا سرمایہ صرف اولاد کا ہو اور کاروبار میں والد کی کوئی حیثیت متعین نہیں اور وہ اولاد کے زیر کفالت بھی نہیں تو کاروبار میں والد کی حیثیت ہوگی: معاون ملازم شریک

(5) کاروبار میں سرمایہ والد اور اولاد کا مشترکہ ہو اور کاروبار میں سرمایہ لگاتے وقت صراحت نہیں کی تھی کہ کس حیثیت سے سرمایہ لگایا تو اب بیٹے کی حیثیت ہوگی: معاون ملازم شریک

(6) کاروبار کا سرمایہ والد اور اولاد کا مشترکہ ہو اور اولاد نے سرمایہ دیتے وقت صراحت کی تھی کہ بحیثیت شریک لگا رہا ہوں لیکن نفع کا تناسب طے نہیں کیا گیا: ____________

____

(7) کاروبار کا سرمایہ صرف والد کا ہو یا صرف اولاد کا ہو اور ساتھ کام کرنے والے کی حیثیت واضح اور متعین ہو یا مشترکہ ہو اور سرمایہ لگاتے وقت حیثیت متعین ہو: ________

فصل 2:

میراث، ہبہ اور وصیت کے معاملات

اصول 1: ملکیتوں میں امتیاز ہو: جو چیزیں آپ کے پاس موجود ہیں یا کسی دوسرے کے پاس ہیں ان کے بارے میں زندگی ہی میں اس بات کی تعیین ہو، لکھت پڑھت ہو، گھر والوں یا کسی نہ کسی کے سامنے یہ وضاحت ضرور ہو کہ ان میں سے:

- کونسی چیز آپ کی ملکیت ہے اور کونسی چیز آپ کی ملکیت نہیں بلکہ دوسرے کی ملکیت ہے،
- اور جو چیزیں دوسروں کی ملکیت ہیں تو کن کن کی ملکیت ہیں،
- اور کس ملکیت میں کس کا کیا تناسب ہے تا کہ انتقال کے بعد میراث کی تقسیم میں جھگڑے نہ ہوں، دوسرے کی ملکیت کا ناجائز استعمال نہ ہو اور کسی وارث کی حق تلفی نہ ہو۔

وضاحت:

ہر شخص پر لازم ہے کہ جو چیزیں اس کے زیر استعمال ہیں یا اس کے قبضہ میں ہیں یا اس نے کسی کو دے رکھی ہیں تو ان چیزوں سے متعلق اس بات کا تعین ہو کہ کونسی چیز اس کی ذاتی ملکیت ہے اور کون سی چیز دوسرے کی ملکیت ہے جو بطور امانت، عاریت لی ہوئی ہے۔

اسی طرح جو اشیاء کسی دوسرے کو دی ہوئی ہیں تو وہ بطور ملکیت دی ہیں یا صرف استعمال کے لیے بطور عاریت دی ہیں یا امانتاً دی ہیں، اسی طرح ذاتی چیز اگر کسی کو ملکیتاً دی

ہے تو کس کو دی ہے، بیوی کو دی ہے یا بیٹوں کو دی ہے یا بیٹیوں کو دی ہے پھر سب کو دی ہے یا بعض کو دی ہے اور کس کو کس تناسب سے دی ہے، کتنی دی ہے، یہ سب وضاحتیں زندگی ہی میں اس لیے ضروری ہیں تاکہ کل انتقال ہوجانے کے بعد ملکیتوں کا تعین نہ ہونے کی وجہ سے میراث کی تقسیم میں کسی قسم کا نزاع نہ ہو۔

● اکابر اور اسلاف رحمہم اللہ کے یہاں اس معاملہ میں بہت احتیاط برتی جاتی تھی، نمونہ کے طور چند واقعات ملاحظہ فرمائیں؛

حضرت ڈاکٹر صاحب کی احتیاط: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد ماجدؒ کا انتقال ہوا تو میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ تعزیت کے لئے تشریف لائے، ابھی تدفین نہیں ہوئی تھی، جنازہ رکھا ہوا تھا، اس وقت حضرت والاؒ کی طبیعت ناساز تھی، کمزوری تھی، اور ساتھ میں حضرت والد صاحب کی وفات کے صدمے کا بھی طبیعت پر بڑا اثر تھا، حضرت والد صاحب کا خمیرہ رکھا ہوا تھا ہم وہ خمیرہ حضرت ڈاکٹر صاحب کے پاس لے گئے کہ حضرت تھوڑا سا کھالیں تاکہ کمزوری دور ہوجائے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے خمیرہ ہاتھ میں لینے سے پہلے فرمایا کہ بھائی اب اس خمیرہ کا کھانا میرے لئے جائز نہیں، کیونکہ یہ خمیرہ اب ورثاء کی ملکیت ہوگیا اور جب تک سارے ورثاء اجازت نہ دیں اس وقت تک میرے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت سارے ورثاء بالغ ہیں اور سب یہاں موجود ہیں، اور سب بخوشی اجازت دے رہے ہیں، لہذا آپ تناول فرمالیں، تب جاکر آپ نے وہ خمیرہ تناول فرمایا۔ (36)

حضرت مفتی صاحبؒ کی احتیاط: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ ایک جگہ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد ماجدؒ کی بات یاد آگئی، آخر زمانے میں وفات سے کچھ عرصہ پہلے بیمار تھے، اور بستر پر تھے، اور اپنے کمرے ہی کے اندر محدود ہوکر رہ گئے تھے، اس کمرے میں ایک چارپائی ہوتی تھی، اسی چارپائی پر سارے کام انجام دیتے تھے،

والد صاحب کے کمرے کے برابر میں میرا ایک چھوٹا سا کمرہ ہوتا تھا، میں اس میں بیٹھا رہتا تھا۔ کھانے کے وقت جب والد صاحب کیلئے ٹرے میں کھانا لایا جاتا تھا، تو آپ کھانا تناول فرماتے اور کھانے کے بعد فرماتے کہ یہ برتن جلدی سے واپس اندر لے جاؤ، یا مدرسہ سے کوئی کتاب یا چیز منگوائی تو فارغ ہوتے ہی فرماتے کہ اس کو جلدی سے واپس کر دو، یہاں مت رکھو۔ بعض اوقات ہمیں وہ برتن یا کتاب وغیرہ لے جانے میں دیر ہو جاتی تو ناراضگی کا اظہار فرماتے کہ دیر کیوں کی، جلدی لے جاؤ۔ ہمارے دل میں بعض اوقات خیال آتا کہ والد صاحب برتن اور کتاب واپس کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں، اگر پانچ سات منٹ تاخیر ہو جائے گی تو کونسی قیامت آجائے گی۔ اس دن یہ عقدہ کھلا جب آپ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اپنے وصیت نامے میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ یہ میرا کمرہ جس میں میری چارپائی ہے، اس کمرے کے اندر جو اشیاء ہیں، صرف یہ اشیاء میری ملکیت ہیں، اور گھر کی باقی سب اشیاء مین اپنی اہلیہ کی ملکیت کر چکا ہوں۔ اب اگر میرا انتقال اس حالت میں ہو جائے کہ میرے کمرے میں باہر کی کوئی چیز پڑی ہوئی ہو تو اس وصیت نامہ کے مطابق لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ میری ملکیت ہے اور پھر اس چیز کے ساتھ میری ملکیت جیسا معاملہ کریں گے۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اس کمرے میں کوئی باہر کی چیز دیر تک پڑی نہ رہے، جو چیز بھی آئے وہ جلدی واپس چلی جائے۔ (37)

مثال 1:

بیوی کے زیور کے بارے میں وضاحت نہ کرنا: کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شوہر کی طرف سے زندگی میں بیوی کو زیور دیا جاتا ہے لیکن اس کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی کہ یہ بطور ملکیت ہے یا بطور عاریت۔ اب شوہر کے انتقال کے بعد جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، بیوی یا لڑکی والے کہتے ہیں کہ مالکانہ طور پر دیا تھا لہٰذا یہ بیوی کا حق ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ لڑکے والے کہتے ہیں کہ یہ زیور صرف استعمال کے لیے دیا تھا لہٰذا یہ بھی مرحوم کا ترکہ

ہے اور اس میں صرف بیوی کا حق نہیں ہے بلکہ اس میں تمام وارثوں کا حق ہے۔

حکم:

1) بطور ملکیت دینے کی وضاحت ہو یعنی شوہر نے زیور وغیرہ جو چیز بھی بیوی کو دی تھی تو یہ وضاحت کردی تھی کہ بطور ملکیت دے رہا ہوں تو اس صورت میں بیوی مالک ہوگی۔

2) بطور عاریت دینے کی شوہر کی طرف سے وضاحت ہو تو اس صورت میں شوہر مالک ہوگا۔

3) بطور ملکیت یا بطور عاریت دینے کی کوئی صراحت نہ ہو تو اس صورت میں عرف ورواج پر مدار ہوگا، ہمارے ملک کے اکثر علاقوں میں یہ رواج ہے کہ شادی کے موقع پر دلہن کو شوہر کی طرف سے زیورات پہنائے جاتے ہیں اور یہ زیورات لڑکی کی ملکیت نہیں کیے جاتے بلکہ صرف پہننے اور استعمال کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں لہٰذا اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو یہ زیورات اس کے ترکہ اور میراث کا حصہ ہوں گے اور تمام ورثاء کا اس میں حق ہوگا، بیوی یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ زیورات تو میرے ہیں کیونکہ مجھے دیے گئے تھے اس لیے کہ اس کے پاس صرف عاریت کے طور پر تھے۔(38)

مثال 2:

جہیز کے بارے میں وضاحت نہ کرنا: لڑکی کو اس کے ماں باپ جہیز میں زیور، کپڑے، سامان وغیرہ (ملکیت میں دینے کی وضاحت کیے بغیر) دیتے ہیں تو یہ سامان کس کی ملکیت ہوگا؟

حکم:

اس مسئلہ میں بھی عرف ورواج معتبر ہوگا، چونکہ ہمارے یہاں کا عرف یہ ہے کہ لڑکی کا باپ لڑکی کو جو زیور وغیرہ جہیز میں دیتا ہے وہ چونکہ لڑکی ہی کو بطور ملکیت دینا مقصود ہوتا ہے لہٰذا یہ سب چیزیں لڑکی کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء کو ملیں گی۔(39)

مثال 3:

والد کے مکان کی تعمیر میں لگائی جانے والی رقم کی وضاحت نہ کرنا: ایک مکان تعمیر ہو رہا

ہے، اس ایک مکان میں کچھ پیسے باپ نے لگائے، کچھ پیسے ایک بیٹے نے لگائے، کچھ پیسے دوسرے بیٹے نے لگائے، کچھ پیسے کہیں سے قرض لے لیے اور اس طرح وہ مکان تعمیر ہوگیا۔ اس وقت آپس میں کچھ طے نہیں کیا کہ بیٹے اس تعمیر میں جو پیسے لگا رہے ہیں وہ قرض کے طور پر لگا رہے ہیں؟ یا باپ کی مدد کر رہے ہیں؟ یا وہ بیٹے مکان میں اپنا حصہ لگا کر پارٹنر بننا چاہتے ہیں؟ اس کا کچھ پتہ نہیں اور پیسے سب کے لگ رہے ہیں لیکن کوئی بات واضح نہیں ہے۔ جب ان میں سے ایک کا انتقال ہوا تو اب جھگڑا کھڑا ہوجاتا ہے کہ یہ مکان کس کا ہے؟ ایک کہتا ہے کہ میں نے اس مکان میں اتنے پیسے لگائے ہیں، دوسرا کہتا ہے کہ میں نے اتنے پیسے لگائے ہیں، تیسرا کہتا ہے زمین تو میں نے خریدی تھی، اور اس جھگڑے کے نتیجے میں ایک فساد برپا ہوجاتا ہے۔

حکم:

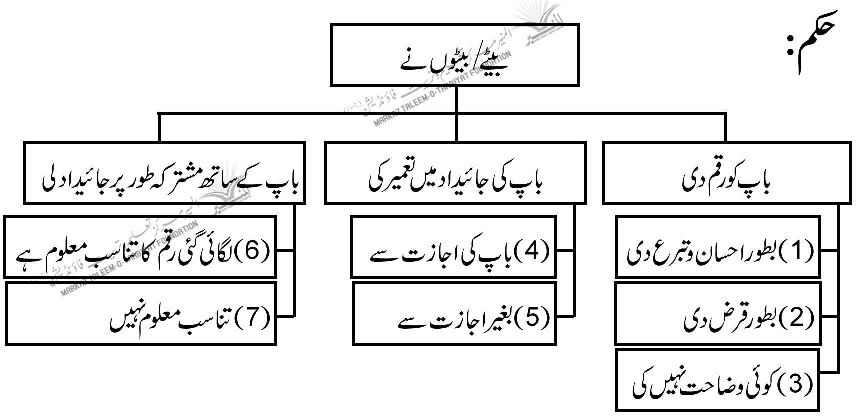

● بیٹوں نے باپ کو مکان کی تعمیر کے لئے رقم دی

(1) بطور احسان وتبرع دی تھی: باپ کے انتقال کے بعد وہ یہ رقم ترکہ سے وصول نہیں کرسکتا۔ (40)

(2) وہ رقم بطور قرض دی تھی: ترکہ سے یہ رقم وصول کرسکتا ہے۔ اور ایسی صورت میں باقی قرضوں کی طرح یہ قرض بھی میراث کی تقسیم سے پہلے ہی اداء کرنا ضروری ہے۔ (42)

(3) وہ رقم قرض وتبرع کی تفصیل کے بغیر دی تھی اور باقی ورثاء کو اس رقم کے قرض ہونے پر اعتراض نہ ہو: یہ رقم بھی قرض ہی شمار ہوگی اور حسب سابق ترکہ سے یہ رقم وصول کرسکتا ہے۔(43)

- لیکن اگر دوسرے ورثاء اس کے قرض ہونے کا انکار کریں تو بیٹے کی دی ہوئی رقم قرض شمار نہیں ہوگی بلکہ تبرع اور احسان شمار ہوگی۔ چنانچہ وہ رقم ترکہ سے وصول نہیں کی جاسکتی۔(44)

● بیٹے نے باپ کی جائیداد میں تعمیر کی

(4) باپ کی اجازت سے بیٹے نے باپ کے پورے مکان یا اس کے کسی حصہ کی ازخود تعمیر کروائی تھی مثلاً کوئی منزل یا کمرہ وغیرہ تعمیر کیا تھا: باپ کے انتقال کے بعد وہ تعمیر شدہ حصہ خاص اسی بیٹے کا ہوگا اور وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوگا اور نہ کسی وارث کو اس کے مطالبہ کا حق ہوگا۔ البتہ باپ کی ملکیت میں شامل زمین یا مکان کا حصہ ترکہ میں شامل ہوگا جس میں دیگر ورثاء سمیت اس جائیداد میں شریک بیٹا بھی اپنے حصہ شرعی کے بقدر حقدار ہوگا۔(45)

(5) باپ کی اجازت کے بغیر بیٹے نے کسی قسم کی تعمیر کروائی تھی مثلاً کوئی منزل یا کمرہ وغیرہ تعمیر کیا تھا: باپ کے انتقال کے بعد وہ جائیداد اس تعمیر سمیت ترکہ میں شامل ہوگی اور اس میں تمام ورثاء حقدار ہوں گے۔ تاہم تعمیر کرنے والا اس تعمیر کے ملبہ کی قیمت (اگر لینا چاہے تو صرف اسی) کا مستحق ہوگا۔(46)

● باپ بیٹے نے مشترکہ طور پر جائیداد خرید کر تعمیر کی

(6) کس نے کتنی رقم لگائی یہ سب معلوم ہو یعنی بیٹے/ بیٹوں نے باپ کے ساتھ مل کر یا بھائیوں نے آپس میں مل کر زمین خریدی اور اس پر مل کر مکان بنایا اور کس نے کتنی رقم لگائی یہ سب معلوم ہو۔

حکم: تو یہ پوری جائیداد مشترک شمار ہوگی اور ہر ایک اپنے لگائے گئے سرمایہ کے تناسب کے بقدر اس تعمیر کا مالک ہوگا۔(47)

(7) کس نے کتنی رقم لگائی یہ معلوم نہ ہو:

حکم: تو اصول کے مطابق اس مکان میں باپ بیٹا برابر کے حقدار ہوں گے اور اگر باہمی رضامندی سے اپنے ظنّ غالب کی بنیاد پر اس مکان پر خرچ کی گئی رقم کا تناسب طے کر لیں (مثلاً یہ طے کرلیا جائے کہ 70 فیصد باپ نے خرچ کی تھی اور 30 فیصد بیٹے نے خرچ کی تھی وغیرہ) اور پھر اسی تناسب سے باپ کے انتقال کے بعد باپ کی جائیداد جو کہ 70 فیصد تھی ورثاء آپس میں تقسیم کرلیں تو باہمی رضامندی سے یہ بھی جائز ہے اور یہ درحقیقت صلح کی صورت ہے۔(48)

اصول 2: ملکیتوں کی منتقلی کے شرعی تقاضے پورے ہوں: زندگی میں اگر ملکیت کسی کو منتقل کرنی ہے، ہبہ کرنا ہے تو وہ منصفانہ کیا جائے اور شرعی تقاضوں کے مطابق کیا جائے تاکہ مرنے کے بعد تنازعات اور جھگڑے نہ ہوں۔

وضاحت:

مرنے کے بعد بہت سارے جھگڑے اور لڑائیاں اس وجہ سے بھی پیش آتے ہیں کہ انسان اپنی زندگی میں اپنی بیوی یا کسی اولاد کو مکان یا پلاٹ وغیرہ ہبہ (Gift) کرتا ہے جو شرعی اصولوں کے مطابق نہیں ہوتا تو شرعاً وہ مکان یا پلاٹ حسب سابق اسی شخص کی ملکیت شمار ہوتا ہے اور اس شخص کے انتقال کے بعد اس میں تمام وارثین کا حق ہوتا ہے جبکہ وہ شخص جس کو اس نے ہبہ کیا تھا وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے دیا تھا لہٰذا میں اس کا مالک ہوں اور اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، چنانچہ پھر تنازعات اور جھگڑے پیدا ہوجاتے ہیں۔

مثال:

اپنی جائیداد کی تقسیم کا معاملہ ہے تو تقسیم محض یہ کہہ دینے سے نہیں ہوتی کہ میں نے تو اپنا مکان

بیوی کے نام کر دیا تھا، یعنی اس کے نام مکان کی رجسٹری کرادی تھی، اب رجسٹری کرادینے سے وہ یہ سمجھے کہ وہ مکان بیوی کے نام ہو گیا، حالانکہ شرعی اعتبار سے کوئی مکان کسی کے نام رجسٹری کرانے سے اس کی طرف منتقل نہیں ہوتا، جب تک اس پر اس کا قبضہ نہ کرادیا جائے اور اس سے یہ نہ کہا جائے کہ میں نے یہ مکان تمہاری ملکیت کر دیا، اب تم اس کے مالک ہو۔اس کے بغیر دوسرے کی ملکیت اس پر نہیں آتی۔

ان سارے مسائل کا آج لوگوں کو علم نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ الل ٹپ معاملہ چل رہا ہے اور اس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں، فتنہ اور فساد پھیل رہا ہے، اور معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے، آپس میں مقدمہ بازیاں چل رہی ہیں۔اگر آج لوگ شریعت پر ٹھیک ٹھیک عمل کر لیں تو آدھے سے زیادہ مقدمات تو خود بخود ختم ہو جائیں۔یہ خرابیاں اور جھگڑے تو ان لوگوں کے معاملات میں ہیں جن کی نیت خراب نہیں ہے، وہ لوگ جان بوجھ کر دوسروں کا مال دبانا نہیں چاہتے، البتہ جہالت کی وجہ سے انہوں نے ایسا طریقہ اختیار کیا کہ اس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑا کھڑا ہو گیا۔لیکن جو لوگ بد دیانت ہیں، جن کی نیت ہی خراب ہے، جو دوسروں کا مال ہڑپ کرنا چاہتے ہیں، ان کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔(49)

بہر حال ذیل میں ورثاء کے درمیان جائیداد کی تقسیم کے احکامات تحریر کیے جارہے ہیں اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔

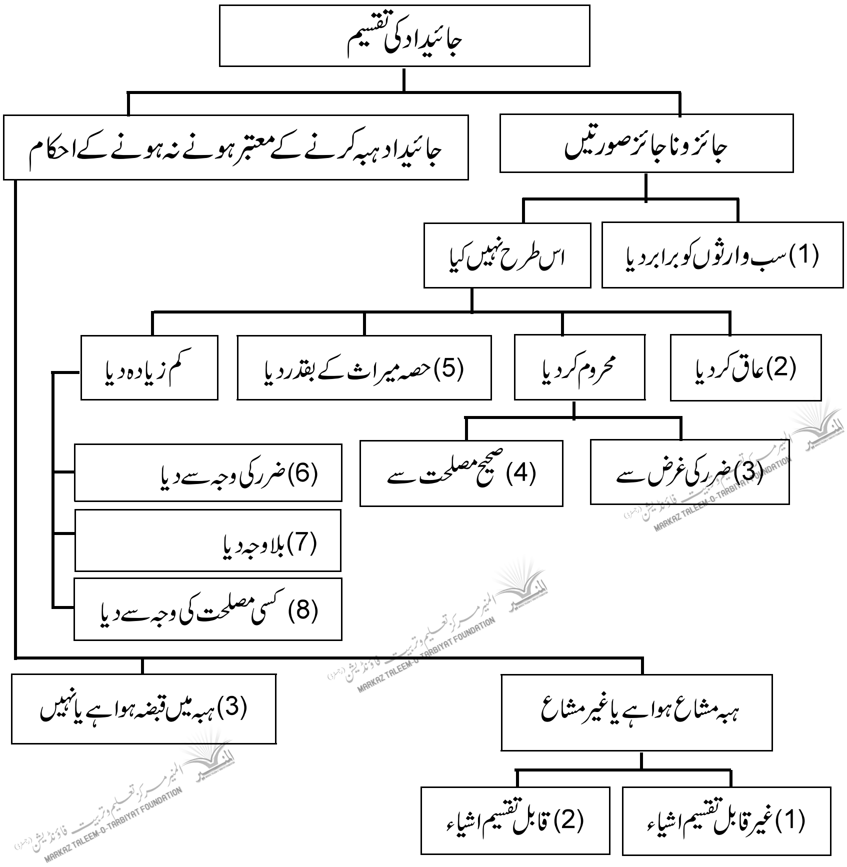

❑ جائیداد کی تقسیم کی منصفانہ اور غیر منصفانہ، جائز و ناجائز صورتیں اور ان کے احکام

(1) سب ورثاء کو برابر دینا:

- عام حالات میں اولاد کے درمیان تقسیم کے وقت برابری اور مساوات افضل اور بہتر ہے واجب نہیں ہے، ہاں اگر بعض کو خواہ مخواہ نقصان پہنچانا مقصود ہو تو پھر برابری لازم ہوگی۔
- اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھائی بہن کے ساتھ بھی ہبہ میں برابری کرنی چاہیے۔(50)

(2) سب کو برابر نہیں دینا کسی کو عاق کر دینا: شریعت کی رو سے اپنی اولاد کو جائیداد سے عاق کرنے کا اعتبار نہیں ہے لہذا والد کے عاق کرنے سے اسکا حقِ میراث ختم نہیں ہوتا بلکہ

جس طرح دوسرے ورثاء حق دار ہوتے ہیں ایسے ہی عاق شدہ وارث بھی میت کی وفات کے بعد حقدار ہوتا ہے کیونکہ وراثت ملکِ اضطراری اور حقِ شرعی ہے والد اور اس کی وارث بننے والی اولاد کے قصد اور ارادے کے بغیر یہ حق ثابت ہو جاتا ہے۔(51)

(3) کسی کو محروم کرنا ضرر کی غرض سے: وارث محروم کرنے سے بھی محروم نہیں ہوگا۔(52)

(4) کسی کو محروم کردنا صحیح مصلحت کی غرض سے: کسی مصلحت (بے دین ہونے) کی وجہ سے بقدرِ قوت سے زائد نہیں دینا چاہیے، انکو محروم کرنا اور زائد مال امور دینیہ میں صرف کرنا مستحب ہے۔ ہاں اگر کسی شرعی وجہ سے محرو کرنا چاہتا ہو تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ انتقال سے قبل حالتِ صحت میں یا تو سارا مال باقی ورثاء کو ھبہ کر کے مالک وقابض بنا کر دیدے یا پھر کسی کارِ خیر دیدے تو محروم ہو جائیگا۔(53)

(5) حصہ میراث کے بقدر دیا: امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہدیہ میں لڑکا اور لڑکی میں برابری ہونی چاہیے اور امام محمدؒ کے نزدیک لڑکے کو لڑکی کا دوگنا ہدیہ دینا بہتر ہے، تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی زندگی میں موت کے تصور سے پہلے کوئی چیز ہبہ کرے تو اولاد میں برابری کرے اور اگر موت سے پہلے اولاد کو ترکہ کے جھگڑوں سے بچانے کے لیے جائیداد وغیرہ ہبہ کرے تو اس صورت میں لڑکے کو لڑکی کا دوگنا دے۔(54)

(6) کسی کو کم کسی کو زیادہ دینا ضرر کی وجہ سے: مکروہ تحریمی ہے البتہ قضاءً نافذ ہوگا مگر دیانۃً واجب الرد ہے۔ (55)

(7) کسی کو کم کسی کو زیادہ دینا بلاوجہ: مکروہِ تنزیہی ہے، ذکور واناث (بیٹے اور بیٹیوں) میں تسویہ (برابر) دینا مستحب ہے۔(56)

(8) کسی کو کم کسی کو زیادہ دینا کسی مصلحت کی وجہ سے: کسی مصلحت (دینداری، خدمت گزاری، خدماتِ دینیہ کا شغل یا احتیاج وغیرہ) وجوہ کی بناء پر تفاضل مستحب ہے۔(57)

❑ زندگی میں اپنی جائیداد کسی کو ہبہ کرنے اور اس کے معتبر ہونے نہ ہونے کے احکام

(1) ہبہ مشاع غیر قابلِ تقسیم اشیاء: اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو، پوری نہ دو (یعنی

مشاع کا ہبہ ہو) تو اسکا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم کی چیز ہے آدھی بانٹ دینے کے بعد کام کی رہے گی یا نہ رہے گی، اگر بانٹ دینے کے بعد اس کام کی نہ رہے جس کام کی ہے جیسے چکی کہ اگر بیچوں بیچ سے توڑ کے دیدو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے چوکی، پلنگ، پتیلی، لوٹا، کٹورہ، پیالہ، صندوق، جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کیے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو دینا جائز ہے، اگر وہ قبضہ کرلے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے اسکا مالک بن گیا اور وہ چیز مشترک ہوگئی۔(58)

(2) ہبہ مشاع قابلِ تقسیم اشیاء: (یعنی بغیر تقسیم ہوئے ان کا ہبہ)

1) اگر وہ ایسی چیز ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے: زمین، گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج، غلہ، دودھ، دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کیے ان کا دینا صحیح نہیں ہے جو اگر چہ اس شئ میں اپنے شریک ہی کو دیا ہو، اگر تم نے کسی سے کہا کہ ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دے دیا وہ کہے کہ ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کرلے تب بھی اس کا مالک نہیں ہوا، ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے۔ ہاں اس کے بعد اگر اس میں سے آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالہ کردو تو اب البتہ اس کا مالک ہو جائے گا، الّا یہ کہ باپ اپنے نابالغ بچوں کو ہبہ کرے تو چونکہ قبضہ ضروری نہیں ہے لہٰذا ہبہ میں شیوع مفسد نہیں۔ (59)

2) شریک کو دینا صحیح ہے مگر یہ قول ظاہر مذہب کے خلاف ہے اس لیے بدون مجبوری اس پر عمل کرنا درست نہیں۔(60)

(3) ہبہ میں قبضہ ہوا یا نہیں: قبضہ کیلئے تمکین یعنی ہر قسم کے اختیار دینا اور رفع موانع ضروری ہیں لہٰذا محض زبانی ہبہ یا کاغذات نام کروا کر ایسے ہی موہوبہ مکان سے اپنا سامان الگ نہ کرنے سے ہبہ نہ ہوگا۔(61)

اسی طرح اگر کسی نے مکان لیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی اس گھر سے نکل کے

دینا چاہیے، البتہ اگر ہبہ کرنے والا مکان میں موجود اپنا سار سامان جس کو ہبہ کیا ہے پہلے اس کے پاس امانت کے طور پر رکھ دے پھر اس کو مکان ہبہ کردے تو جائز ہے اور اس کا مکان سے سامان نکالنا ضروری نہ ہوگا۔

بیوی اپنے شوہر کے ساتھ جس مکان میں رہتی ہے وہ اس کی اپنی ملکیت ہے اس نے وہ مکان شوہر کو ہبہ کردیا تو اسی حالت میں ہبہ صحیح ہوگیا کیونکہ عورت اور اس کا مکان شوہر ہی کے قبضہ میں ہوتا ہے۔(62)

اصول 3: لین دین سب واضح ہو: جو لین دین اور حقوق جن کی ادائیگی آپ کے ذمہ ہو یا جن کی وصولیابی آپ کا حق ہو اور جن کے لیے وصیت کرنی ہے وہ سب واضح ہو اور ان سب معاملات کو لکھ لیا جائے، گھر والوں کو یا کسی معتبر شخص کو بتادیا جائے اور گواہ مقرر کرلیے جائیں۔

وضاحت:

ہر شخص پر اپنی زندگی میں ہی اپنے تمام مالی لین دین واضح رکھنا ضروری ہے، جس کے جو حقوق مالیہ آپ پر واجب ہوں جن کی ادائیگی آپ کو کرنی ہو یا آپ کے حقوق ہوں جو آپ کو دوسروں سے وصول کرنے ہوں تو ان سب معاملات کو اپنی زندگی میں ہی کہیں لکھ لیں بلکہ احتیاطاً اس کی دو تین کاپیاں بھی کروالیں کیونکہ بعض اوقات اس کی ایک کاپی ہوتی ہے اور وہ کہیں گم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے اس وصیت پر عمل مشکل ہوجاتا ہے، چنانچہ حال ہی ایک بڑے عالم کا انتقال ہوا، ان کے داماد نے بتلایا کہ انہوں نے مجھے کہہ رکھا تھا کہ میں نے اپنی وصیت اپنی جیب میں ہی میں پرس میں رکھی ہوئی ہے، جب میرا انتقال ہوجائے تو سب سے پہلے میرا وصیت نامہ کھولنا اور اس پر عمل کرنا، ان کے انتقال کے بعد پرس مل ہی نہیں رہا، اب وصیت پر عمل کیسے کریں؟ اگر ان کی وصیت کی کئی نقول

ہوتیں، ایک بیوی کے پاس ہوتی، ایک بیٹے کے پاس ہوتی، ایک گھر میں ہوتی، ایک دفتر میں ہوتی، تو وہ مل جاتی اور اس پر عمل ہو جاتا، تو یہ تجربہ کی بات ہے کہ وصیت لکھنی چاہیے اور اور اس کے بارے میں گھر والوں کو آگاہ بھی رکھنا چاہیے اکثر لوگ وصیت وغیرہ لکھ تو لیتے ہیں لیکن اپنے گھر والوں یا کسی اور قابل اعتبار شخص کو نہیں بتاتے، ایسا نہیں کرنا چاہیے، کم از کم گھر والوں کو معلوم ہونا چاہیے کیونکہ اس کے مرنے کے بعد ان چیزوں کا وارث انہی کو بننا ہے، اگر ان کو پتہ ہوگا تو وہ بآسانی اس میں شریعت کے مطابق عمل کر سکیں گے۔ **(63)**

یہ سب اس لیے ضروری ہے تاکہ مرنے کے بعد کسی قسم کے تنازع پیدا ہونے یا کسی حق والے کا اپنے حق سے محروم رہنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مثال 1:

● **بیوی کے مہر کی وضاحت ہو:** کہ میں بیوی کا مہر ادا کر چکا ہوں یا اس نے خوشدلی سے معاف کر دیا ہے، یا میں نے اب تک ادا نہیں کیا ہے جس کی مقدار یہ ہے ________ یا میں نے مکمل مہر ادا نہیں کیا ہے، کچھ باقی ہے جس کی مقدار یہ ہے ________ اس کو میرے انتقال کی صورت میں میرے ترکہ میں سے بیوہ کو ادا کر دیا جائے خواہ وہ مانگے یا نہ مانگے۔

● **لین دین یا قرض کی وضاحت ہو:** اگر کوئی قرض ذمہ میں واجب الاداء ہو اور قرض خواہ نے معاف نہ کیا ہو تو اس سے متعلق مکمل تفصیلات اس طرح واضح ہوں کہ فلاں سے فلاں موقع پر اتنی اتنی رقم لی گئی تھی جو اب تک اس کو ادا نہیں کی گئی اور اس نے معاف بھی نہیں کی جس کا پورا حساب میری فلاں ڈائری یا کاپی میں درج ہے جو فلاں جگہ رکھی ہے یا میرے فلاں محاسب کے پاس ہے، لہٰذا میرے انتقال کے بعد اس حساب کو دیکھ کر قرض خواہ کو وہ رقم ادا کر دی جائے خواہ وہ مانگیں یا نہیں اور انہیں یاد ہو یا نہ ہو۔

● **حقوق اللہ (عبادات بدنیہ) کی وضاحت ہو:** اگر کوئی نماز، روزہ، سجدہ تلاوت وغیرہ ذمہ میں واجب ہو جس کی اب تک قضاء نہ کی ہو تو اس کا ایک محتاط اندازہ لگایا جائے اور اس کو

اپنے پاس لکھ کر محفوظ رکھا جائے اور جیسے جیسے ادائیگی ہوتی جائے ویسے ویسے ان کی تعداد میں کمی کر دی جائے اور یہ وصیت لکھ دی جائے کہ میرے انتقال کے بعد اس نماز، روزے اور سجدہ تلاوت کے اس حساب کو ضرور دیکھ لیا جائے تاکہ جو کمی ہو اس کا فدیہ ادا کیا جا سکے۔

اسی طرح جو آدمی حج پر قادر تھا اور اس نے حج نہیں کیا تو اس کو حج بدل کی وصیت کرنا ضروری ہے۔

● **حقوق اللہ (عبادات مالیہ) کی وضاحت ہو:** اگر کسی سال یا کئی سالوں کی زکوٰۃ، عشر، قربانی یا صدقہ فطر ادا نہ کیا ہو اور وہ ذمہ میں واجب الاداء ہو یا نذر مانی ہو اور اس کو پورا نہ کیا ہو یا کفارے (قسم توڑنے یا روزہ توڑنے وغیرہ کی وجہ سے) ذمہ میں ہوں تو اس کا بھی مکمل حساب کتاب لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھا جائے اور جیسے جیسے ادائیگی ہوتی جائے ویسے ویسے اس حساب کتاب میں اس کی وضاحت کر دی جائے اور یہ وصیت لکھ دی جائے کہ میرے انتقال کے بعد میرے اس حساب کتاب کو ضرور دیکھا جائے اور میرے ذمہ جس قدر زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر اور قربانی، کفارے وغیرہ کی ادائیگی رہ جائے وہ میرے ترکہ سے اداء کی جائے۔(64)

نوٹ: مذکورہ بالا تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد اگر ذمہ میں ہوں تو ان کی وصیت کرنا واجب ہے، وصیت نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شریعت کے مطابق میراث میں سے کچھ نہیں ملتا اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے، باقی اور لوگوں کے لیے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔(65)

● ذیل میں ایک جامع وصیت نامہ دیا جا رہا ہے اس کے مطابق اپنا وصیت نامہ تیار کیا جا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

❑ وصیت کی اہمیت کے بارے میں احادیث شریفہ

1) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان مرد کے (مال یا اپنے تعلقات کے) معاملہ میں کوئی بات وصیت کے قابل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دو راتیں بھی وصیت کے بغیر نہ گزارے۔(66)

2) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس دن میں نے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اس دن سے ایک رات بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ میں نے وصیت نامہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا ہو۔(67)

3) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کر کے مرا تو وہ راہ مستقیم اور پسندیدہ طریقہ پر مرا اور تقویٰ وشہادت پر مرا اور اس حال میں مرا کہ اس کی مغفرت کی گئی۔(68)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مذکورہ بالا احادیث شریفہ میں وصیت کی تاکید اور اہمیت کی بنا پر وصیت کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اپنے شوق و رغبت اور تہہ دل سے اپنے اختیار سے صحت کی حالت میں اس وصیت نامہ پر دستخط کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اے اللہ میرے تمام وصیتیں قبول فرما اور مجھ کو صراط مستقیم پر برقرار رکھ کر کامل ایمان کی حالت میں موت عطا فرما۔(آمین)

نام:______________________

کامل پتہ:______________________

____

بندہ______________________ کی طرف سے اپنی اولاد اور احباب کو یہ وصیت ہے کہ:

(1) حالت نزاع میں سورہ یٰسین کی بکثرت تلاوت کرے یا کرائے۔(69)
نیز کلمہ طیّبہ کی تلقین کرے یا کسی اور سے کروائے، خاص طور پر کسی غیر محرم مرد/عورت کو میرے پاس ہرگز نہ آنے دے۔ کسی غیر محرم مرد یا عورت سے کلمہ کی تلقین یا سورہ یسین کی تلاوت کرواتے وقت شرعی پردہ کا خاص طور پر اہتمام کرے۔(70)
خبردار! شرعی پردہ کی خلاف ورزی ہرگز نہ ہونے پائے۔ انتقال کے بعد میری لاش کے پاس بیٹھ کر اجتماعی طور پر تلاوتِ قرآن نہ کی جائے۔ ہاں البتہ انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ سے جس قدر توفیق ہو تلاوتِ قرآن مجید کر کے ایصال ثواب کرے۔(71)
(2) انتقال کے فوراً بعد سب سے پہلے غسل دیا جائے اور بہت جلد کفنانے اور دفنانے کا انتظام کیا جائے۔(72)
(3) میرے جنازے کی تیاری نیز غسل اور کفن دفن کے سلسلے میں سنت کی پوری رعایت کی جائے۔(73)
(4) میرے انتقال کے بعد بلند آواز سے نہ روئے نہ شریعت کے خلاف باتیں کرے۔(74)
اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اگر جمعرات یا جمعہ کی صبح کو میرا انتقال ہو جائے تو نماز جمعہ سے قبل ہی دفن کر دیا جائے، جنازہ میں لوگوں کی کثرت کی غرض سے یا کسی عزیز کے انتظار میں نماز جمعہ کا انتظار نہ کیا جائے۔(75)
انتقال کے بعد میری نماز جنازہ کسی متقی اور متبع سنت اللہ والے سے پڑھوانے کا بندوبست کیا جائے۔(76)
(6) بیماری یا کسی اور عذر کی بناء پر زندگی میں اگر میری نماز قضاء ہو جائے یا روزہ چھوٹ جائے یا زکوٰۃ ادا نہ ہو سکے تو سب سے پہلے میری جائیداد سے تجہیز و تکفین کے انتظام کے بعد قرضوں کی ادائیگی سے فارغ ہو کر جو باقی بچے اس سے نماز، روزہ، زکوٰۃ کا کفارہ اور فدیہ ادا کرے۔(77)

- بیوی کے مہر کی وضاحت: ____________________

____

- قرضوں کی وضاحت: ____________________

____

____

- حقوق اللہ میں عبادات بدنیہ (جو ذمہ میں ہوں) کی وضاحت: ____________________

____

____

- حقوق اللہ میں عبادات مالیہ (جو ذمہ میں ہوں) کی وضاحت: ____________________

____

____

(7) میرے انتقال کے بعد ایصال ثواب کے طور پر اگر کوئی کچھ کرنا چاہتا ہو تو دیندار پرہیز گار مفتیان کرام کے مشورہ سے ضرور انجام دیا جائے، محض اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کیا جائے۔(78)

(8) مجھے بغلی یا صندوقی قبر کے اندر دفن کر دیا جائے، کیونکہ یہ بہتر طریقہ ہے۔(79)

قبر کے اندر داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے میت کو لٹانا سنت ہے، اسی طرح کہ سینہ بالکل قبلہ کی طرف رہے ضرورت ہو تو سر اور پیٹھ کے نیچے قدرے مٹی رکھ دینا جائز ہے (چت لٹا کر صرف منہ قبلہ کی جانب کر دینا غلط طریقہ ہے بلکہ اس سے مردہ کو تکلیف ہوتی ہے)(80)

(9) زیارت قبر مردوں پر مستحب ہے۔ زیارت کے معنی ہے مقبرہ کا جا کر دیکھنا، اس میں رہنے والوں کو سلام پہنچانا، عذاب قبر اور دنیا کی زندگی کو بے حقیقت خیال کر کے، دل کو نرم کرنا اور مردوں پر ثواب بخشنے کو زیارت کہتے ہیں۔ ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ میری قبر کی

زیارت کر لی جائے اس کے لیے جمعہ کا دن بہتر ہے۔(81)

(10) ایصال ثواب پر مشتمل تمام بری رسومات سے اجتناب کرنا مثلاً محفل میلاد، انعقادِ قل خوانی، تیجے، چالیسویں کا کھانا کھلانا، پیدائش اور موت کی سالگرہ منانا وغیرہ۔(82)

(11) اجرت کے طور پر کسی کو کچھ دینا مثلاً بطور نذرانہ کسی کو کوئی چیز ہبہ کرنا، کھلانا، مٹھائی وغیرہ تقسیم کے بدلے میں کلام پاک کا ختم پڑھوانا اور محفل دعاء و درود کا انتظام کرنا یہ تمام باتیں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں بالکل حرام ہیں۔(83)

تفسیر معارف القرآن میں حوالہ فتاوی شامی میں لکھا ہے کہ علامہ شامی نے شرح درمختار اور شفاء العلیل میں مدلل طور پر تفصیل سے لکھا ہے کہ اجرت کے عوض میں میت کے لیے قرآن مجید کا ختم کرانا یا کوئی دعاء اور وظیفہ کا پڑھوانا بالکل حرام ہے کیونکہ ان کاموں پر کوئی دینی بنیادی ضرورت مبنی نہیں ہے، چونکہ بطور اجرت قرآن مجید کی تلاوت حرام ہے اس لیے پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گناہ گار ہوں گے، اس طور پر پڑھنے والا جب خود ثواب سے محروم رہے گا تو پھر میت کو کیا خاک ثواب پہنچائے گا، قبر کے پاس قرآن شریف پڑھوانا اور اجرت کے طور پر قرآن مجید کا رواج اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تابعین اور قرون اولیٰ سے ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ امور بے شک خرافات اور بدعت ہیں۔

(12) جس بستی یا شہر میں میرا انتقال ہو جائے اسی بستی یا شہر کے عام قبرستان میں مجھے دفن کر دینا۔(84)

(13) میت کو نہلاتے وقت ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک اور عورتوں کے لیے تمام بدن کا پردہ کا خاص طور پر خیال رکھیں۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو آدمی لمبی سی چادر میت کے جسم سے کچھ اوپر کھینچے رکھیں۔(85)

(14) ایک مرتبہ سے زیادہ نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔(86)

غائبانہ جنازہ ہرگز نہ پڑھائی جائے۔(87)

(15) مرنے کے بعد آنکھ یا جسم کے کسی عضو کا ہبہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ جائز نہیں۔(88)

(16) چہرہ دکھانے کے رواج سے خوب احتیاط کریں خصوصاً غیر محرم عورتوں کا چہرہ نامحرم مردوں کو دکھانے سے باز رہے اور غیر محرم مردوں کا چہرہ نامحرم عورتوں کو دکھانے سے باز رہے۔(89)

(17) یاد رکھو! قبر کے اوپر گھر بنانا حرام ہے، مضبوطی کے لیے قبر پکی کرنا، اونچی بنانا اور لیپنا مکروہ تحریمی ہے۔(90)

❑ ایصال ثواب کے چند جائز طریقے:

☆..... کچھ روپے پیسے یا کھانا اور کپڑا وغیرہ کسی محتاج مسلمان کو عطا کرنا، مگر اس کے سامنے کچھ ظاہر کیے بغیر خود اللہ تعالیٰ سے مانگنا کہ اے اللہ! اس کار خیر کا بدلہ میں جو اجر ملے وہ فلاں آدمی کو پہنچا دے۔(91)

☆..... صدقہ جاریہ یعنی مساجد و مدارس یا دینی طالب علم یا مدرسین کے اجرت کے لیے روپے پیسے صرف کرنا یا کسی دینی امر میں منقولہ وغیر منقولہ جائیداد صرف کر کے خداوند قدوس سے خود ہی دعا مانگنا کہ اے اللہ! تو ان کاموں کا ثواب فلاں کو بخش دے نیت کے اندر کسی قسم کی کوئی آمیزش نہ ہو تعارف اور شہرت کی نیت ہرگز نہ ہو ورنہ ثواب سے محروم رہے گا۔(92)

☆..... کلام پاک میں کچھ تلاوت کرنا یا نفل نمازیں پڑھنا یا نفلی روزہ رکھنا یا تسبیحات و استغفار اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر میت کو فائدہ پہنچانا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے اندر مردہ کی حالت پانی میں ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح ہے وہ اپنی عزیز و اقارب کی دعاؤں کا منتظر رہتا ہے۔(93)

پھر میت کے لیے اس طرح دعا مانگے کہ اے اللہ تو فلاں کے گناہوں کو درگذر فرما کر اس قبر کے عذاب سے بچالے۔ اس کی آخرت کی مشکلات آسان فرما کر اس پر رحمت نازل فرما،

اس کو ہمیشہ کے لیے چین نصیب فرما، اس کی خطاؤں کو معاف فرما، برف اور اولے سے تو گناہوں کو دھوڈال۔ جیسے میلے کچیلے کپڑے دھو کر صاف کیے جاتے ہیں ویسے ہی تو اس گناہوں کے میل کو صاف کردے اس دنیا کے مکان، ساتھی اور جوڑے کی بہ نسبت تو آخرت میں بہتر مکان ساتھی اور جوڑا عطا فرما، اس کی قبر کی جگہ کشادہ کردے اور قبر اور جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔(94)

❑ آخری نصیحت:

☆..... سنت کو پورا خیال رکھتے ہوئے باجماعت نماز پنجگانہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔ عورتیں اپنے گھروں میں پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے نمازیں پڑھتی رہیں۔ نماز سے باہر کی زندگی بھی مسنون طریقے سے بسر کریں اور مسنون دعاؤں کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔(95)

☆..... اپنے گھروں میں بے پردگی انسانوں اور جانوروں کی تصویریں ٹیلی ویژن، گانا بجانا وغیرہ ہرگز گھسنے نہ دے۔(96)

☆..... شادی بیاہ اور دوسری دینی وگھریلو محفلوں کے اندر ہر قسم کی غیر شرعی رسومات اور اسراف سے باز رہے، خصوصاً سنت کے مطابق مسجد کے اندر نکاح پڑھانے کی کوشش کی جائے۔(97)

☆..... متبعین سنت علماء، طلباء اور مشائخ نیز دین کے صحیح خدمت گاروں و مبلغین دین سے عقیدت ومحبت رکھے، ان کی خدمت کرے اور ہمیشہ ان سے تعلق رکھے۔(98)

☆..... روزانہ تلاوت قرآن مجید کی عادت ڈالے۔(99)

اور کسی جید قاری صاحب سے حرفوں کی مشق کرلے اور قرآن شریف کے چار حقوق کا لحاظ رکھے۔(1) قرآن کی محبت (2) اس کی تعظیم (3) صحیح تلاوت (4) قرآن کریم کے اوامر ونواہی کا کامل اتباع۔(100)

☆..... حقوق العباد کی ادائیگی میں اگر کوتاہی ہو جائے تو حق والے سے معافی مانگ لینا اور جہاں تک ہو سکے مالی حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتے رہو۔(101)

☆..... وارثوں کے اندر بٹوارے سے پہلے جائیداد کا صدقہ نہ کرے اور اس میں مسکینوں کو کھانا نہ کھلائے، کیونکہ تقسیم سے پہلے اس کا ترکہ و جائیداد سے مہمان نوازی اور ہبہ و صدقہ سب ممنوع اور یتیم ہو۔ یتیم کا مال کھانا تو آگ کا نکلنا ہے۔ نابالغ سے تو اجازت لے کر بھی صدقہ نہ کرے کیونکہ نابالغ کی اجازت شرعاً غیر معتبر ہے۔(102)

☆..... لڑکے لڑکیاں اور ہر وارث کا حق پائی پائی کر کے تقسیم کر دینا خصوصاً لڑکیوں کے حقوق پامال نہ ہونے دے۔(103)

☆..... بھائی بہنوں کے خوشگوار تعلقات میں کسی قیمت پر رخنہ نہ پڑے اور بگاڑ پیدا نہ ہو، صلہ رحمی اور انمول خوشگوار رشتہ کی حفاظت کے لیے اپنی خواہشات اور جائیداد اپنا منصب و عہدہ اگر قربانی کی ضرورت ہو تو بھی گریز نہ کرے، باہمی یک جہتی ہمدردی اور اتحاد و اتفاق سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت کی بے شمار نعمتیں نصیب ہونے کے ساتھ دنیا کے اندر چین اور آرام، راحت و آسائش نیز عزت و توقیر اور دولت میں خیر و برکت اور ترقی حاصل ہوتی ہے اور اس کے برخلاف عدم اتفاق اللہ کی ناراضگی اور آخرت کی بربادی کے علاوہ دنیا کے اندر پریشانی، بے عزتی اور ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔ یاد رہے محض دنیاوی تعلقات قائم رکھنے کی وجہ سے خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔(104)

☆..... اگر کوئی حاجت اور مشکلات درپیش ہو تو دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کر بارگاہ ایزدی میں استعانت طلب کرنے کی عادت ڈالے کسی مخلوق کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ کسی عالم دین یا اپنے دین دار احباب سے دعا کی درخواست کرے۔ کبھی کبھی صلاۃ الحاجت پڑھ کر اللہ سے دعاء مانگے۔(105)

تتمہ

دنیا کی زندگی میں اپنا رہن سہن، چال چلن، بات چیت، ڈانٹ ڈپٹ اور تعلیم و تربیت وغیرہ میں دانستہ اور نادانستہ طور پر کسی کو تکلیف پہنچ جانا ناممکن نہیں اس لیے میں ہر ایک سے خدا کے واسطے معافی مانگتا ہوں، خدا مجھے معاف کر دے، اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ فلاں کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہے تو تم میری طرف سے معافی مانگ لینے کی حتی الامکان کوشش کرنا۔(106)

دستخط:________________________

گواہ نمبر 1:________________________

گواہ نمبر 2:________________________

گواہ نمبر 3:________________________

تاریخ:________________________

(مرتب کردہ: حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ کب کن لوگوں کے لیے وصیت کرنا بہتر ہے، کب نہیں؟

(1) اگر انسان بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے، وارثوں کے لیے چھوڑ دے تا کہ وہ اچھی طرح سہولت کے ساتھ گزر بسر کریں، کیونکہ اپنے وارثوں کو سہولت و آرائش کی حالت میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے، البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کو بہر حال پورا کرے، ورنہ گناہ گار ہوگا۔(107)

(2) اگر کسی کو کوئی رشتہ دار غریب ہو اور شریعت کی رو سے وارث نہ بن سکتا ہو جبکہ اس شخص کے پاس بہت مال و دولت ہے تو اسی صورت میں اس غریب رشتہ دار کے لیے کچھ وصیت کرنا مستحب ہے اور باقی لوگوں کے لیے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔(108)

❑ کن لوگوں کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے؟

1) مرتد کے لیے۔(109)

2) غیر مسلم حربی (جو کہ دار الحرب میں ہو) کے لیے۔(110)

❑ کتنے مال کی وصیت کی جا سکتی ہے؟

- **کل مال کی وصیت کرنا:** جس شخص کے قریبی/ بعیدی کس قسم کے ورثاء نہ ہوں، تمام فوت ہو چکے ہوں تو اس کو کل مال کی وصیت کرنا جائز ہوگا اور اگر اس کا کوئی وارث میاں بیوی میں کسی ایک کے علاوہ موجود ہو، خواہ بعید ہی کیوں نہ ہو تو کل مال کی وصیت نہیں کر سکتا۔(111)
- **تین چوتھائی (75 فیصد) مال کی وصیت کرنا:** جس شخص کی صرف بیوی ہو اور اولاد وغیرہ کچھ نہ ہو تو وہ تین چوتھائی مال کی وصیت کر سکتا ہے۔(112)
- **آدھے مال کی وصیت کرنا:** جس عورت کا صرف شوہر ہو اور اولاد وغیرہ کچھ نہ ہو تو وہ آدھے مال کی وصیت کر سکتی ہے۔(113)

● **تہائی مال کی وصیت کرنا:** جس شخص کے میاں بیوی میں سے کسی ایک کے علاوہ کوئی وارث موجود ہو تو وہ تہائی مال کی وصیت کر سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ پورے تہائی کی وصیت نہ کرے، تہائی سے کم کی وصیت کرے۔ (114)

اصول 4: انتظامات واختیارات کی پالیسی واضح ہو؛ زندگی میں ہی انتظامات اور اختیارات سے متعلق واضح نظم اور پالیسی بنائی جائے تاکہ مرنے کے بعد تنازعات اور جھگڑے نہ ہوں۔

وضاحت:

ہر شخص کو اپنے کاروبار یا کمپنی یا ادارہ کے لیے اپنے بعد انتظام سنبھالنے کا کوئی طریقہ کار وضع کر دینا چاہیے تاکہ بعد میں اسی نظم کے تحت معاملات انجام دیے جائیں اور کسی کی طرف سے تنازع کی صورت پیدا نہ ہو مثلاً ایک والد اگر یہ چیز طے نہیں کرتا اور اپنے بعد کاروبار سنبھالنے کے حوالہ سے کوئی واضح پالیسی نہیں بناتا تو اس سے کئی جھگڑے وجود میں آجاتے ہیں۔

اصول 5: میراث کی تقسیم میں جلدی کریں؛ تنازعات اور جھگڑوں سے بچنے کے لیے وارثوں کو چاہیے کہ میت کے انتقال کے بعد میراث کی تقسیم میں جلدی کریں، بلا وجہ تاخیر نہ کریں، بلکہ اگر کوئی ایک وارث بھی تقسیم کا مطالبہ کرے تو ترکہ کو تقسیم کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

وضاحت:

شریعت کا حکم یہ ہے کہ جونہی کسی کا انتقال ہو جائے، فوراً اس کی میراث تقسیم کرو، اور شریعت نے جس کا جتنا حق رکھا ہے وہ ادا کرو۔ لیکن آج ہمارے معاشرے میں جہالت اور نادانی کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی کے مرنے پر اس کے وارثین سے یہ کہا جائے کہ بھائی میراث تقسیم

کرو، تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ توبہ، توبہ، ابھی تو مرنے والے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور تم نے میراث کی تقسیم کی بات شروع کر دی۔ چنانچہ میراث کی تقسیم کو دنیاوی کام قرار دے کر اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اب ایک طرف تو اتنا تقویٰ ہے کہ یہ کہہ دیا کہ ابھی تو مرنے والے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا، اس لئے مال و دولت کی بات ہی نہ کرو، اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ جب میراث تقسیم نہیں ہوئی اور مشترکہ طور پر استعمال کرتے رہے تو سال کے بعد وہی لوگ جو مال و دولت کی تقسیم سے بہت اعراض برت رہے تھے، وہی لوگ اسی مال و دولت کے لئے ایک دوسرے کا خون پینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے لگتے ہیں کہ فلاں زیادہ کھا گیا، فلاں نے کم کھایا۔ لہٰذا شریعت نے میراث کی تقسیم کا فوری حکم اس لئے دیا تاکہ ملکیتیں ممتاز ہو جائیں، اور ہر شخص کی ملکیت واضح ہو کہ کونسی چیز کس کی ملکیت ہے۔ آج ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے کہ میاں بیوی کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ گھر کا کونسا سامان میاں کا ہے اور کونسا بیوی کا ہے، زیور میاں کا ہے یا بیوی کا ہے، جس گھر میں مقیم ہیں، اس کا مالک کون ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بعد میں جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (115)

اصول 6: <u>میرث میں کسی وجہ سے تاخیر کی صورت میں آمدن و منافع کی متعلقہ تقسیم کریں</u>؛ اگر کسی وجہ سے میراث (جائیداد و کاروبار وغیرہ) کی فوری تقسیم میں دشواریاں ہوں تو تمام ورثاء باہمی رضامندی سے میراث کی باقاعدہ تقسیم ہونے تک منقولی و غیر منقولی اشیاء و املاک کے منافع و آمدن کی منصفانہ تقسیم کا طریقہ کار وضع کر لیں اور اس پر علماء سے فتویٰ بھی لے لیں۔

وضاحت:

بعض اوقات فوت شدہ شخص کی میراث کی فوری تقسیم کرنا واقعۃً مشکل ہوتا ہے کیونکہ ترکہ میں چلتے ہوئے کاروبار ہوتے ہیں، جائیدادیں ہوتی ہیں تو ایسی صورت میں اگر سب ورثاء فی

الوقت ترکہ کو مشترک رکھنے اور تقسیم نہ کرنے پر متفق ہوں تو ترکہ کی تقسیم کرنا ضروری نہیں لیکن اس صورت میں بھی ورثاء کو چاہیے کہ جلد از جلد باہمی رضامندی سے کوئی ایسا طریقہ کار وضع کرلیں جس میں ہر وارث کو اس کے حصہ کے بقدر میراث میں شامل منقولی اور غیر منقولی چیزوں، جائیدادوں، کاروباروں کے منافع، آمدن اور کرایہ وغیرہ جو بھی ہو وہ سب ورثاء کو ملے۔ ایسا نہ ہو کہ میراث کی باقاعدہ تقسیم تک آمدن وغیرہ بعض ورثاء لیں اور بعض کو محروم کردیں اور یہ چیز کدورتوں، جھگڑوں اور تنازعات کا باعث بنے۔(116)

جیسے حال ہی میں ایک صاحب کا انتقال ہو جن کے ورثاء میں ایک بیوہ، تین بیٹیاں اور سات بیٹے شامل تھے۔ اب مرحوم کے ورثاء کا فوری طور پر جائیداد اور کاروبار وغیرہ کا تقسیم کرنا ایک مشکل کام تھا کیونکہ مرحوم کا چلتا ہوا کاروبار تھا جس میں مرحوم کے چار بیٹے مرحوم کے ساتھ کام کرتے تھے، نیز مرحوم کی جائیداد میں بعض ورثاء کی بیوی بچوں سمیت رہائش تھی اس لیے فی الوقت میراث کی باقاعدہ تقسیم دشوار تھی چنانچہ ان سب ورثاء نے تنازعات اور اختلافات سے بچنے کے لیے باہمی رضامندی سے اس جائیداد کی عارضی تقسیم طے کرکے دار الافتاء سے فتویٰ لیا تو مفتیان حضرات نے ان کے باہمی اتفاق سے میراث کی اس عارضی تقسیم کار کی تصویب فرمائی۔(117)

ذیل میں مرحوم کا ترکہ اور اس کی عارضی تقسیم ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر شمار	ترکہ	عارضی تقسیم
(1)	312 گز کا تین پورشن والا ایک مکان، جس کے 75 فیصد وہ مالک تھے۔	باہمی رضامندی سے اس جائیداد کا تو ایک کرایہ متعین کرلیا کہ جو بھی جائیداد استعمال کرے گا وہ کرایہ ادا کرے گا اور پھر اس مکمل جائیداد سے حاصل ہونے والا تمام کرایہ ہر حقدار کو اس کے حصہ شرعی کے مطابق دیا جائے گا۔
(2)	ایک مکان کا پورشن جو کہ 1182 گز کا چوتھائی ہے۔	حسب سابق

(3)	پانچ دوکانیں، جن میں سے ایک دوکان ایک بیٹے کو اس وضاحت کے ساتھ دے رکھی تھی کہ کاروبار تمہارا اور دوکان میری، اور باقی چار دوکانوں پر مرحوم کا اپنا کاروبار تھا۔	حسب سابق
(4)	کاروبار جس پر مرحوم کے سات بیٹوں میں سے چار بیٹے بطور معاون کام کرتے تھے، جبکہ باقی تین بیٹے موحوم کے کاروبار میں شریک نہیں تھے	جو چار بیٹے جس جس دوکان پر بطور معاون کام کر رہے تھے، تمام بالغ ورثاء نے انہی کو اس کاروبار کا مالک بنا دیا۔
(5)	پانچ گاڑیاں جو کہ ان چار بیٹوں کے استعمال میں تھیں جو مرحوم کے کاروبار میں شامل تھے اور انہوں نے اسی کاروبار کے منافع سے خریدی۔	یہ تمام گاڑیاں میراث میں شامل ہوں گی اور اس میں ہر وارث کا حق ہے
(6)	مرحوم کا گھریلو سامان۔	ورثاء نے جو کہ تمام عاقل بالغ ہیں، باہمی اتفاق سے موحوم کا گھریلو سامان مرحوم کی اہلیہ کو ہدیہ کر دیا۔

نوٹ: اگر کسی طریقہ کار کو وضع کیے بغیر ایک وارث یا ایک سے زیادہ ورثاء ترکہ کے تقسیم ہونے سے قبل اس میں تصرف کرنے لگیں تو اس کے احکام یہ ہوں گے؛

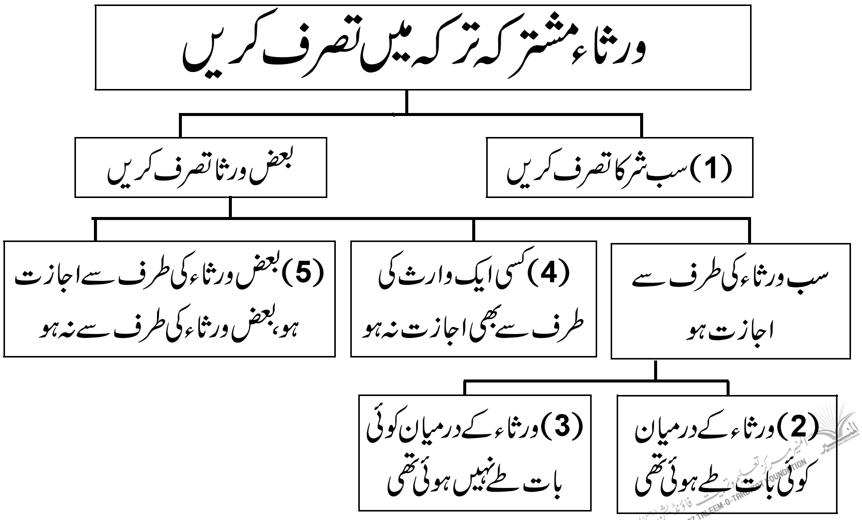

(1) تمام ورثاء مشترکہ ترکہ میں تصرف کریں: اصل ترکہ اور اس میں جو نفع ہوا ہے یہ دونوں تمام ورثاء میں مشترک ہوگا، کوئی وارث زیادہ نفع کے مطالبے کا حقدار نہیں ہوگا اگرچہ اس کی محنت اور تجربہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہو۔(118)

(2) مشترکہ ترکہ میں کوئی ایک وارث یا بعض ورثاء دیگر تمام ورثاء کی اجازت سے تصرف کریں اور سب وارثوں کے درمیان کوئی بات طے پائی تھی: طے شدہ معاملہ کا اعتبار ہوگا، مثلاً؛

(الف) سارا نفع لیں گے: اگر یہ طے ہوا تھا جو ورثا کام کریں گے وہ سارا نفع اپنے لیے لیں گے اور کام نہ کرنے والے ورثاء کو نفع میں سے کچھ نہیں ملے گا تو یہ صورت جائز ہے اور ایسی صورت میں کام نہ کرنے والوں کا حصہ بطور قرض ہوگا اور ان کو صرف اتنا حصہ ملے گا جتنا اصل ترکہ میں ان کا حصہ ہے، نفع میں ان کو کچھ نہیں ملے گا۔

(ب) صرف ان کے حصہ کے بقدر نفع ملے گا، اضافی نہیں ملے گا: اگر یہ طے ہوا تھا جو ورثاء کام کریں گے ان کو نفع میں سے کوئی اضافی حصہ نہیں ملے گا بلکہ صرف ان کے حصہ کے بقدر نفع ان کو ملے گا تو یہ صورت بھی درست ہے اور تقسیم کے وقت حسب معاہدہ ہر شریک کو اس کے حصہ کے بقدر اصل ترکہ اور نفع ملے گا، اپنے حصہ سے زائد نفع نہیں ملے گا۔

(ج) حصہ کے بقدر نفع بھی ملے گا اور خاص تناسب سے اضافی نفع بھی ملے گا: اگر یہ طے ہوا تھا کہ جو ورثاء کام کریں گے ان کو زائد نفع ایک خاص تناسب سے ملے گا تو یہ صورت بھی جائز ہے اور ایسی صورت میں تقسیم کے وقت ورثاء کو اپنے حصہ کے بقدر اصل ترکہ اور نفع بھی ملے گا اور حسب معاہدہ کام کرنے والے ورثاء کو نفع میں سے وہ طے شدہ مخصوص نسبت سے بھی نفع ملے گا۔

(د) حصہ کے بقدر نفع بھی ملے گا اور اضافی اجرت بھی ملے گی: اگر یہ طے ہوا تھا کہ جو ورثاء کام کریں گے ان کو اجرت ملے گی تو یہ صورت بھی جائز ہے اور ایسی صورت میں تقسیم کے وقت ورثاء کو اپنے حصہ کے بقدر اصل ترکہ اور نفع بھی ملے گا اور حسب معاہدہ کام کرنے والے ورثاء کو اجرت بھی ملے گی۔ الغرض ورثاء نے باہمی رضامندی سے جو بھی طے کیا ہو ہوگا وہ شرعاً معتبر ہوگا۔(119)

(3) مشترکہ ترکہ میں کوئی ایک وارث یا بعض ورثاء دیگر تمام ورثاء کی اجازت سے تصرف کریں اور سب وارثوں کے درمیان کوئی بات طے نہ پائی تھی: ترکہ مع اضافہ تمام ورثاء میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگا اور مشترکہ ترکہ میں کام کرنے والا وارث اپنے حصہ کے ساتھ ساتھ اجرت مثل کا مستحق ہوگا۔(120)

(4) مشترکہ ترکہ میں کوئی ایک وارث یا بعض ورثاء تصرف کریں اور کسی ایک وراث کی طرف سے بھی تصرف کرنے کی اجازت نہ ہو: کام کرنے والے وارث کے لیے اپنے حصہ کے بقدر نفع حلال ہے اور باقی ورثاء کے حصہ کے بقدر نفع حلال نہیں جو کہ ان کو لوٹانا ضروری ہوگا۔ کیونکہ مشترکہ ترکہ میں ہر شخص دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہے، اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا غصب ہے لہٰذا دوسرے کے حصہ میں بغیر اجازت تصرف کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہونے والا منافع کا مالک اگرچہ وہ خود ہے لیکن چونکہ ان منافع میں خبث ہے جس کی وجہ سے یہ منافع واجب التصدق ہیں اور چونکہ ان منافع کے مالکین معلوم ہیں (یعنی دوسرے ورثاء) اس لیے ان کے حصے کا نفع ان کو واپس کرنا ضروری ہوگا، تاہم اس کام کرنے والے وارث کے اپنے حصے میں جتنا نفع ہوا ہے وہ اس کے لیے حلال ہے۔

کیونکہ اس کا اپنا حصہ میں تصرف کرنا درست ہے۔(121)

(5) مشترکہ ترکہ میں کوئی ایک وارث یا بعض ورثاء تصرف کریں اور بعض ورثاء کی طرف سے تصرف کرنے کی اجازت ہو اور بعض کی طرف سے اجازت نہ ہو:

اس صورت میں حاصل ہونے والے نفع کا حکم یہ ہوگا کہ جن ورثاء نے تصرف کی اجازت دی تھی تو ان کے حصوں کے مطابق نفع ان کی ملکیت ہوگا لہٰذا وہ اس نفع کے حقدار ہوں گے اور اس کے علاوہ باقی نفع کام کرنے والے وارث کا مملوک ہوگا۔لیکن اس کے لیے اس میں سے صرف اتنا حصہ حلال اور طیب ہوگا جتنا اس کے اپنے حصہ میراث کے مقابلے میں آتا ہے، باقی جو نفع ان ورثاء کے حصوں سے حاصل ہوا جنہوں نے اجازت نہیں دی تو وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوگا بلکہ وہ ملکِ خبیث ہے جس کا ان ورثاء کو لوٹانا ضروری ہے بشرطیکہ اس پر قادر ہو ورنہ فقراء ومساکین کو صدقہ کردے۔(122)

اصول 7: میراث شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کریں: جھگڑوں سے بچنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ورثاء میراث کی تقسیم شرعی طریقہ کے مطابق کریں جس کے لیے ان کو یہ معلوم ہو کہ؛

(1) ترکہ کسے کہتے ہیں؟

(2) ترکہ میں کس کس کے کیا کیا حق وابستہ ہوتے ہیں اور کس کا حق مقدم ہوتا ہے اور کس کا مؤخر؟

(3) حق معاف کرنے اور معاف کروانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

وضاحت:

❑ پہلی بات: ترکہ کسے کہتے ہیں؟

مرحوم کی طرف منسوب بعض چیزیں مرحوم کا ترکہ شمار ہوتی ہیں، بعض چیزیں ترکہ شمار نہیں ہوتیں جبکہ بعض چیزوں کے ترکہ شمار ہونے نہ ہونے میں تفصیل ہے۔ چنانچہ جو چیزیں مرحوم

کے ترکہ میں شامل ہوتی ہیں پہلے ان کو ذکر کیا جاتا ہے۔

الف: جو اموال مرحوم کی ملکیت میں ہوں: مرحوم کے انتقال کے بعد مرحوم کے ملکیت میں موجود جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال و جائیداد، مکان، دکان، پلاٹ، نقد رقم، سونا، چاندی، زیورات، کپڑے، برتن، چھوٹا بڑا گھریلو ساز و سامان وغیرہ غرض جو کچھ ہو وہ سب مرحوم کا ترکہ ہے بشرطیکہ مرحوم کی زندگی میں اس مال میں کسی اور کا حق وابستہ نہ ہو۔

ب: جو مرحوم کا مال / حق کسی اور کے ذمہ ہو: اسی طرح مرحوم کا کوئی ایسا مالی حق جو مرحوم کی زندگی میں ہی کسی شخص یا ادارہ کے ذمہ واجب الاداء ہوگیا ہو اور وہ اپنی زندگی ہی میں کسی وقت اس کا لازمی طور پر مطالبہ کرسکتا ہو (جیسے: پنشن، گریجویٹی اور جی پی فنڈ وغیرہ) تو وہ مالی حق بھی ترکہ میں شامل ہوگا۔

● **یہ چیزیں مرحوم کے ترکہ میں شامل نہیں:**

الف: جو مال بوقت انتقال مرحوم کی ملکیت میں نہ ہو: مثلاً زندگی ہی میں مرحوم نے اپنی کوئی چیز یا جائیداد کسی شخص کو شرعی طریقہ پر ہبہ یا صدقہ یا وقف کردی ہو تو اب وہ ہبہ یا صدقہ یا وقف کیا گیا مال مرحوم کے ترکہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

ب: جو مال انتقال کے بعد مرحوم کے لیے دیا گیا ہو: مثلاً اگر کسی کے وارث کو حکومت کی جانب سے اس کے سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے ''پنشن'' ملتی ہے تو اس رقم کے مرحوم کے ترکہ میں داخل ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پنشن مرحوم کے نام پر جمع شدہ ایسی رقم ہو جو زندگی میں مرحوم کا لازمی حق بن چکی ہے اور قانوناً وہ اپنی موت سے پہلے اس کے مطالبہ کا اختیار رکھتا تھا تو پنشن کی ایسی رقم مرحوم کے ترکہ میں شامل ہو کر تمام وارثوں میں حسبِ حصص میراث تقسیم ہوگی۔

● اور اگر وہ پنشن ایسی رقم ہو جو زندگی میں اس کا حق نہ بنی ہو تو وہ حکومت کی جانب سے عطیہ ہوگی اور اس کو ترکہ میں شامل نہیں کیا جائے گا بلکہ جس وارث کے نام سے حکومت وہ رقم

جاری کرے گی اسی کی ملکیت ہوگی باقی وارثوں کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی کمپنی ہمدردی اور تعاون کے طور پر اپنے ملازمین کی اولاد یا والدین وغیرہ کے لیے ملازم کے فوت ہونے کی صورت میں ہر ماہ تنخواہ دینے کا وعدہ کرے یا یکمشت ان کو کوئی رقم دے دے تو وہ کمپنی کی طرف سے ملازم کے رشتہ دار کے ساتھ امداد اور تعاون ہے، وہ مرحوم کے ترکہ میں شمار نہیں ہوگا، بلکہ کمپنی جس وارث کو یا جن جن ورثاء کو یہ رقم دے گی وہ اس کے مالک ہوں گے، ان کے علاوہ دوسروں کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا۔

ناگہانی آفات میں فوت ہونے والے شخص کے ورثاء کو ملنی والی رقم

حکومت نے مالی امداد اگر مرنے والے کے نام پر جاری کی ہو تو یہ رقم سب ورثاء میں میراث کے حصوں کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔

اور اگر کسی خاص رشتہ دار مثلاً بیوی یا والد یا بیٹے وغیرہ کے نام پر جاری کی ہو تو وہ صرف اسی وارث کو ملے گی جس کے نام پر جاری کی گئی ہے دوسرے ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا۔(123)

ج: جس مال میں مرحوم کی زندگی میں ہی کسی دوسرے شخص کا حق وابستہ ہو گیا ہو: جو اموال مرحوم کی ملکیت میں تو ہوں لیکن ان اموال میں مرحوم کی زندگی میں ہی کسی دوسرے شخص کا حق وابستہ ہو گیا ہو۔

مثال 1: (المبیع المحبوس للثمن)

مرحوم نے اپنی زندگی میں کوئی چیز خریدی جس پر قبضہ کرنے اور اس کی قیمت ادا کرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو چونکہ خریدی گئی چیز پر فروخت کنندہ کا حق ہے اس لیے وہ اس چیز کا سب سے پہلے مستحق ہوگا۔ لہٰذا وہ چیز ترکہ میں شمار نہیں ہوگی بلکہ فروخت کنندہ کو حق ہوگا کہ قیمت ملنے تک اس چیز کو اپنے پاس محبوس رکھے یا وہ چیز کسی اور کو فروخت کرکے اپنے پیسے وصول کرلے۔

اگر فروخت کرنے کے بعد قیمت زیادہ حاصل ہوجائے تو اپنے حق سے زائد قیمت ورثاء کو واپس کرنا ضروری ہوگا اور اگر کم حاصل ہو تو اپنا بقیہ حق ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔

مثال 2: (المستاجر عند تعجیل الاجرۃ)

مرحوم نے کوئی مکان کرایہ پر دیا اور پیشگی دس سال کا کرایہ وصول کرلیا اور ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا تو وہ مکان ترکہ میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ اب کرایہ دار کو حق ہوگا کہ اپنی رقم ملنے تک اس مکان کو اپنے پاس محبوس رکھے یا وہ مکان کسی اور کو فروخت کر کے اپنے پیسے وصول کرلے۔

اگر فروخت کرنے کے بعد قیمت زیادہ حاصل ہوجائے تو اپنے حق سے زائد قیمت ورثاء کو واپس کرنا ضروری ہوگا اور اگر کم حاصل ہو تو اپنا بقیہ حق ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔

اسی طرح مرہونہ چیز اور مہر کی مثال بھی ہے (124)

❑ **دوسری بات: ترکہ میں کس کس کے کیا کیا حق وابستہ ہوتے ہیں اور کس کا حق مقدم ہوتا ہے اور کس کا مؤخر؟**

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ ترکہ کیا ہوتا اور اس میں کیا چیزیں شامل ہوتی ہیں اور کیا چیزیں شامل نہیں ہوتیں تو اب یہ جاننا ضروری ہے کہ ترکہ میں کس کے کیا کیا حقوق وابستہ ہوتے ہیں اور اس میں کس کا حق مقدم ہے اور کس کا مؤخر تاکہ ہر حق والے کو اس کا حق پورا پورا صحیح ترتیب کے مطابق مل جائے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

ذیل میں میراث کی تقسیم کا مکمل شرعی طریقہ کار لکھا جارہا ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

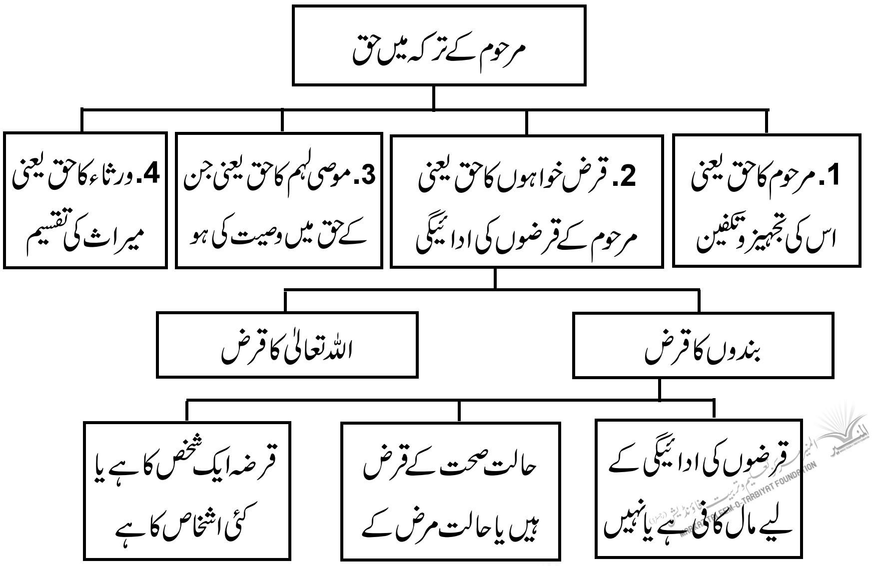

1. ترکہ میں پہلا حق یعنی مرحوم کی تجہیز وتکفین

مرحوم کے ترکہ میں سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس میں سے مرحوم کے کفن ودفن کے مسنون متوسط اخراجات نکالے جائیں، لیکن اگر کوئی شخص یہ اخراجات اپنی طرف سے احسان کے طور پر ادا کردے تو پھر یہ اخراجات ترکہ سے نکالنے کی ضرورت نہیں۔(125)

2. مرحوم کے قرض کی ادائیگی

ترکہ میں سے مرحوم کی تجہیز وتکفین کا مناسب اور مسنون انتظام کرنے کے بعد دیکھیں گے کہ اگر مرحوم کے ذمہ کوئی قرض واجب الاداء ہو تو اسے ادا کیا جائے گا۔(126)

اب قرضوں کی مختلف نوعیتیں ہیں جن کو جاننا ضروی ہے اس لیے اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظ فرمائیں۔

❑ بندوں کا قرض

قرضوں کی ادائیگی کے لیے مال کافی ہے

(2.1) تجہیز وتکفین کے بعد مرحوم کا مال بندوں کے تمام قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی ہو،

خواہ وہ قرضے حالت صحت کے ہوں یا حالت مرض کے یا دونوں کے، پھر ایک شخص کا قرضہ ہو یا کئی اشخاص کے قرضہ ہوں، تو مرحوم کے مال سے وہ تمام قرضے ادا کیے جائیں گے۔(127)

قرضوں کی ادائیگی کے لیے مال کافی نہیں

(2.2) قرضہ ایک ہی شخص کا ہو: اگر مرحوم کا مال ادائے قرض کے لیے کافی نہیں ہو اور قرض بھی ایک ہی شخص کا ہے (خواہ حالت صحت کا قرضہ ہو یا حالت مرض کا) تو جو کچھ مال تجہیز و تکفین کے بعد باقی بچے وہ قرض دار کو دے دیا جائے گا، باقی کو وہ اگر چاہے تو معاف کر دے یا آخرت پر موقوف رکھے، وارثوں کے ذمہ پر اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔(128)

قرضے کئی اشخاص کے ہوں:

(2.3) تمام قرضے صرف حالت صحت کے ہوں

تجہیز و تکفین کے بعد مرحوم کا مال قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو اور قرضے کئی اشخاص کے ہوں نیز یہ تمام قرضے صرف حالت صحت کے ہوں تو سب قرض خواہوں کو ان کے حصہ کے تناسب سے مال دیا جائے گا یعنی جس کا قرض زیادہ ہو وہ اسی تناسب سے زیادہ لے اور جس کا قرض کم ہو وہ اسی حساب سے کم لے۔ باقی جو قرض رہ جائے وہ قرض خواہ معاف کر کے ثواب و اجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر موقوف رکھیں، مرحوم کے وارثوں کے ذمہ پر اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔(129)

(2.4): تمام قرضے حالت مرض کے ہوں

حسب سابق تجہیز و تکفین کے بعد مرحوم کا مال قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو اور قرضے کئی اشخاص کے ہوں نیز یہ تمام قرضے حالت مرض کے ہوں تو سب قرض خواہوں کو ان کے حصہ کے تناسب سے مال دیا جائے گا یعنی جس کا قرض زیادہ ہو وہ اسی تناسب سے زیادہ لے اور جس کا قرض کم ہو وہ اسی حساب سے کم لے۔ باقی جو قرض رہ جائے وہ قرض خواہ

معاف کر کے ثواب و اجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر موقوف رکھیں، مرحوم کے وارثوں کے ذمہ پر اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔(130)

(2.5): کچھ قرضہ حالت صحت کے ہوں اور کچھ قرضہ حالت مرض کے

مرحوم کا مال قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو اور قرضے کئی اشخاص کے ہوں جن میں سے کچھ قرضے حالت صحت کے ہوں اور کچھ قرضے حالت مرض کے تو سب سے پہلے حالت صحت کے قرضے ادا کیے جائیں گے، اس کے بعد حالت مرض کے۔ جس کا طریقہ یہ ہو گا کہ؛

(1) اگر مال اس قدر کم ہو کہ حالتِ صحت کے تمام قرضوں کی ادائیگی اور حالتِ مرض کے کچھ قرضوں کی ادائیگی ہو سکے تو حالتِ صحت کے تمام قرضے ادا کرنے کے بعد حالتِ مرض کے قرض خواہوں میں حصہ رسد تقسیم کر لیا جائے یعنی جس کا قرض زیادہ ہو وہ زیادہ لے اور جس کا قرض کم ہو وہ اسی حساب سے کم لے۔ باقی جو قرض رہ جائے وہ قرض خواہ معاف کر کے ثواب و اجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر موقوف رکھیں۔ میت کے وارثوں پر جبر نہیں کر سکتے کہ تم اپنے پاس سے ادا کرو۔

(2) اگر مال اس قدر کم ہو کہ صرف حالت صحت کے تمام قرضوں کی ادائیگی ہو سکتی ہو اور حالت مرض کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے کچھ مال نہ بچتا ہو تو صرف حالت صحت کے قرضوں کو ادا کیا جائے گا اور حالت مرض کے قرض خواہ محروم رہیں گے، اب ان کو اختیار ہے معاف کر کے ثواب و اجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر موقوف رکھیں۔ میت کے وارثوں پر جبر نہیں کر سکتے کہ تم اپنے پاس سے ادا کرو۔

(3) اگر مال اس سے بھی کم ہو کہ صرف حالت صحت کے قرضوں کی ادائیگی بھی مکمل نہ ہوتی ہو تو جو کچھ مال ہے اس کو حالت صحت کے قرض خواہوں میں حصہ رسد تقسیم کر لیا جائے یعنی جس کا قرض زیادہ ہو وہ زیادہ لے اور جس کا قرض کم ہو وہ اسی حساب سے کم لے۔ باقی جو قرض رہ جائے وہ قرض خواہ معاف کر کے ثواب و اجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر

موقوف رکھیں۔ میت کے وارثوں پر جبر نہیں کر سکتے کہ تم اپنے پاس سے ادا کرو۔(131)

❑ اللہ کا قرض

واجب الادا قرضوں میں سے ایک قرض اللہ جل جلالہ کا ہے جیسے زکوٰۃ، کفارہ، قضاء نماز اور روزے کا فدیہ وغیرہ اس قرض کی ادائیگی کا حکم یہ ہے؛

1) وصیت نہیں کی: اگر مرحوم نے ان قرضوں کی ادائیگی کی کوئی وصیت نہ کی ہو تو ورثاء پر اس کا ادا کرنا ضروری نہیں۔

2) وصیت کی اور وہ تہائی مال سے پوری ہوتی ہو: اگر مرحوم نے ان قرضوں کے ادا کرنے کی وصیت کی ہو اور وہ اس کے تہائی مال سے پوری ہوتی ہو تو مرحوم کے تہائی مال سے اس کی ادائیگی ضروری ہوگی۔

3) وصیت کی اور وہ تہائی مال سے پوری نہ ہوتی ہو: اگر مرحوم کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے تہائی مال سے زیادہ مال صرف کرنا پڑتا ہو تو تہائی مال سے زیادہ مال کی وصیت پر عمل کرنا ورثاء پر لازم نہیں۔(132)

3. موصی لہم یعنی جن کے حق میں وصیت کی ہو

مرحوم کی تجہیز و تکفین اور اس کے قرضوں کی ادائیگی کے بعد دیکھیں گے کہ اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو بقیہ ترکہ کے ایک تہائی (1/3) کی حد تک اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔

❑ کن وصیتوں پر عمل کرنا وارثوں کے لیے ناجائز ہے؟

1) قاتل کے لیے وصیت: جو وصیت مرحوم نے قاتل کے لیے کی ہو مثلاً جس شخص کے لیے وصیت کی تھی اسی نے قتل کر دیا تو وارثوں کے لیے اس وصیت کا پورا کرنا جائز نہیں۔(133)

2) معصیت کی وصیت: مرحوم نے اگر کسی معصیت یا بدعت کے کام کی وصیت کی ہو تو وارثوں کو ایسی وصیت پورا کرنا جائز نہیں۔(134)

مثال 1: کوئی اپنی قبر پختہ کرنے یا اس پر قبہ بنانے کی وصیت کرے تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔(135)

مثال 2: کسی شخص نے اپنے انتقال کے بعد تیجہ، دسواں، چہلم یا مروجہ عرس یا میلاد کی وصیت کی ہو تو وارثوں کو یہ وصیت پوری کرنا جائز نہیں۔(136)

❑ کن وصیتوں پر عمل کرنا وارثوں کی مرضی پر موقوف ہے؟

مرحوم کی ان وصیتوں پر عمل کرنا وارثوں کی مرضی پر موقوف ہے، چاہیں تو پورا کریں، چاہیں تو نہ کریں۔ لیکن ان وصیتوں پر عمل کرنا چاہیں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں۔

1) مرحوم کی جو وصیت تہائی مال سے زیادہ ہو۔(137)

2) مرحوم نے جو وصیت کسی وارث کے حق میں کی ہو۔(138)

3) مرحوم نے میراث کی شرعی تقسیم کے برخلاف اپنی طرف سے کسی تقسیم کی وصیت کی، تمنا کی ہو کہ فلاں وارث کو اتنا اور فلاں کو اتنا دیا جائے۔(139)

❑ کن وصیتوں پر عمل کرنا وارثوں پر ضروری ہے؟

1) مرحوم نے جو وصیت نماز، روزہ اور سجدہ تلاوت کے فدیہ کی ادائیگی یا زکوٰۃ، صدقہ فطر، کفارۃ، حج بدل وغیرہ کی ادائیگی کی ہو۔

2) یا جو وصیت کسی بھی نیک کام یا نیک مقصد میں اپنا مال صرف کرنے کی ہو، تو وارثوں پر اس وصیت کا مرحوم کے تہائی مال کی حد تک پورا کرنا لازم ہے۔(140)

4. میراث کی تقسیم

مرحوم کے ترکہ میں سے ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس کی تجہیز و تکفین، قرضوں کی ادائیگی اور ترکہ کے ایک تہائی (1/3) کی حد تک وصیت پر عمل بالترتیب کیا جائے گا۔ اس سب کے بعد جو کچھ مال باقی بچے وہ سب مرحوم کا ترکہ شمار ہوگا جس میں مرحوم شخص کے انتقال کے وقت

موجود تمام ورثاء کا اپنے حصہ شرعی کے بقدر حق ہے، خواہ وہ ورثاء بالغ ہوں یا نابالغ، شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔(141)

(ہر ایک وارث کے حق کی بالتفصیل جاننے اور سمجھنے کے لیے بندہ کی کتاب ''فہم میراث'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔)

❏ تیسری بات: حق معاف کرنے اور معاف کروانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ وارثوں میں سے کسی کا اپنا حق معاف کرنا یا کسی سے اس کا حق معاف کروانے کی شرعی حیثیت کیا ہے، اس کا صحیح طریقہ کیا ہے، کب حق معاف ہو جاتا ہے اور کب حق معاف نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ یہ بات واضح رہے کہ شرعاً ہر وارث کا مرحوم کی میراث میں اپنا اپنا حق متعین ہوتا ہے جو بلاعوض کسی کے نام کرنے یا چھوڑنے یا ساقط کرنے یا معاف کرنے سے ختم نہیں ہوتا خواہ وارث اپنا حصہ خوشی سے معاف کریں یا بلا خوشی دباؤ اور شرما شرمی کی وجہ سے معاف کریں بلکہ وہ حق بدستور باقی رہتا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی وارث کا کسی دوسرے وارث کے لیے مثلاً بہنوں کا اپنے بھائیوں کے لیے اپنا حصہ بخوشی لکھوانے، معاف کرنے یا چھوڑ دینے یا بغیر رضا مندی کے محض مروت یا دباؤ کی وجہ سے مجبور ہو کر چھوڑ دینے سے ان کا حصہ میراث ختم نہیں ہوتا اور نہ بھائی ان کے حصے کے مالک بنتے ہیں بلکہ اگر بھائی اس طرح بہنوں کے حصہ پر قبضہ کریں گے تو وہ ناجائز اور حرام طریقے سے بہنوں کے حصہ پر قبضہ کرنے کے مرتکب ہوں گے۔ کیونکہ شریعت کی رو سے کسی کا مال اس کی دلی خوشی اور رضا مندی کے بغیر لینا ناجائز اور حرام ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۔

(النسآء: 29)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر باطل طریقے سے کھانا اور قبض کرنا حرام ہے۔لہٰذا کسی وارث (مثلاً بہنوں) سے مال وجائیداد خوشدلی اور رضامندی کے بغیر لکھوانا یا معاف کروانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ اس سے ان کا حق نہ ساقط ہوتا ہے اور نہ ختم ہوتا ہے۔

اوراگر کسی وارث نے بلاعوض خوشی اور رضامندی سے بھی مال وجائیداد معاف کردیا یا کسی کو ہدیہ کردیا تو بھی اس طرح معاف کرنے یا ہدیہ کرنے سے اس وارث کا حق ختم نہیں ہوگا، جس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے وارث کے لیے اپنا حصہ چھوڑنا یا معاف کرنا فقہی اعتبار سے ابراء (بری کرنا) ہے اور ابراء دین اور قرض سے صحیح ہوتا ہے، اعیان (یعنی سامان اور جائیداد وغیرہ ٹھوس اشیاء) سے صحیح اور معتبر نہیں ہوتا لہٰذا میراث میں ملی ہوئی جائیداد اور مال ودولت سے اپنا حصہ بھائیوں یا کسی اور وارث کے حق میں چھوڑنے اور دستبردار ہونے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔(142)

البتہ اگر کوئی وارث واقعۃً بخوشی و رضامندی کسی دوسرے وارث کو اپنا حصہ دینا چاہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں:

(1) میراث کی باقاعدہ تقسیم اور ہر ایک کا اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے بعد ہبہ کرنا

(2) حصہ میراث کے بدلہ کوئی رقم یا جائیداد وغیرہ پر صلح کرنا

(3) حصۂ میراث فروخت کرنا

اب ذیل میں ہر ایک صورت کی ضروری تفصیل ذکر کی جارہی ہے؛

(1) میراث کی باقاعدہ تقسیم اور ہر ایک کا اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے بعد ہبہ کرنا: یعنی مرحوم کے ترکہ میں جو چیزیں قابل تقسیم ہوں ان سب کو تقسیم کیا جائے اور ہر وارث کو اس کا حصہ الگ الگ کر کے اس کے قبضہ میں دیا جائے۔ اس کے بعد جو وارث اپنا حصہ خوشدلی کے ساتھ کسی دوسرے فرد کو دینا چاہے تو دیدے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اگر کوئی وارث اپنا حصہ ایک سے زیادہ افراد کو ہبہ کر رہا ہو تو ہبہ کرنے والا اپنا حصہ قبضہ کرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک کے درمیان تقسیم کر کے ہبہ کرے جیسا کہ ہبہ کے قابل اعتبار ہونے کا شرعی طریقہ ہے۔ (143)

(2) حصہ میراث کے بدلہ کسی رقم یا جائیداد وغیرہ پر صلح کرنا: اصول یہ کہ اگر کوئی وارث میراث میں اپنے حصہ کے بدلے کچھ لیکر دست بردار ہو رہا ہو تو فقہاء کرامؒ اس دست برداری اور تبادلہ کو خرید وفروخت پر محمول کرتے ہیں۔ اور خرید وفروخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ان اموال میں ہو جس میں سود جاری ہوتا ہے (سونا، چاندی، مکیلی، موزونی اشیاء) تو ان میں یہ ضروری ہے کہ کسی ایک طرف احتمالی یا یقینی اضافہ نہ ہو اور جس مجلس میں یہ تبادلہ ہو رہا ہو اسی میں عوض پر قبضہ ہو۔ اس اصول کی روشنی میں صلح اور دست برداری کی وہ صورتیں جن میں سودی معاملہ نہیں بن رہا وہ صورتیں جائز ہوں گی اور جن صورتوں میں سودی معاملہ لازم آ رہا ہے وہ ناجائز ہوں گی۔ (144)

نمبر شمار	مرحومہ کے ترکہ میں یہ چیزیں تھیں	وارث نے اپنے حصہ کے بدلے یہ عوض لیا	حکم
1	صرف سامان اور جائیداد تھی۔ مثلا گاڑی، کپڑے، برتن، مکان، زمین وغیرہ	نقد رقم لی	جائز ہے خواہ عوض میں لی جانے والی رقم ترکہ میں موجود حصہ سے کم ہو یا زیادہ، جس مجلس میں یہ معاملہ ہوا ہے اس میں رقم پر قبضہ کیا گیا ہو یا نہیں۔ (145)
2	صرف سامان اور جائیداد تھی۔ مثلا گاڑی، کپڑے، برتن، مکان، زمین وغیرہ	کچھ سامان یا کچھ جائیداد لی	جائز ہے خواہ عوض میں لیا جانے والا سامان ترکہ میں موجود حصہ سے کم ہو یا زیادہ۔ (146)
3	سامان+سونا یا چاندی یا نقدی	سامان لیا	جائز ہے خواہ عوض میں لیا جانے والا سامان ترکہ میں موجود حصہ سے کم ہو یا زیادہ۔ جس مجلس میں یہ معاملہ ہوا ہے اس میں سامان پر قبضہ کیا گیا ہو یا نہیں۔ (147)
4	سامان+سونا یا چاندی یا نقدی	سونا یا چاندی یا نقد رقم لی	● اس صورت میں جائز ہوگا جبکہ عوض میں لیا جانے والا سونا یا چاندی یا نقدی ترکہ میں موجود اس کے حصہ کے سونے یا چاندی یا نقدی سے زیادہ ہو۔ ● برابر یا کم ہونے کی صورت میں ناجائز ہے۔ (148)
5	صرف سونا یا صرف چاندی یا صرف نقدی	سونا یا چاندی یا نقد رقم لی	ترکہ موجود حصہ کے بقدر سونا یا چاندی یا رقم لینا جائز ہے، کم یا زیادہ لینا جائز نہیں بشرطیکہ جس مجلس میں معاملہ ہو اسی میں قبضہ کرلیا جائے۔ (149)
6	سونا یا چاندی تھا	سونے کی صورت میں چاندی لی اور چاندی کی صورت میں سونا لیا	جائز ہے۔ عوض میں لیا جانے والا سونا یا چاندی ترکہ میں موجود اس کے حصہ کے سونے یا چاندی سے خواہ کم ہو یا زیادہ ہو بشرطیکہ جس مجلس میں معاملہ ہوا اسی میں قبضہ کرلیا جائے۔ (150)
7	سونا+چاندی تھی	سونا+چاندی لی	جائز ہے۔ عوض میں لیا جانے والا سونا اور چاندی ترکہ میں موجود اس کے حصہ کے سونے اور چاندی سے خواہ کم ہو یا زیادہ ہو بشرطیکہ جس مجلس میں معاملہ ہوا اسی میں قبضہ کرلیا جائے۔ (151)

(3) حصۂ میراث فروخت کرنا: اگر کوئی وارث اپنا حصہ معاف کرنا چاہتا ہے اور نہیں لینا چاہتا تو اس کی ایک آسان شکل یہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ وہ وارث اپنا حصہ دوسرے کو ایک مقررہ قیمت کے عوض فروخت کردے، اس کے بعد وہ وارث چاہے تو اس سے مقررہ قیمت وصول کرلے اور چاہے تو معاف کردے۔ یہ طریقہ زیادہ آسان ہے اور شرعاً اس طرح معاملہ صحیح ہوجائے گا۔

تاہم ایک بات ذہن نشین رہے کہ اس طریقہ کار میں صرف وہی صورتیں جائز ہوں گی جن میں سودی معاملہ لازم نہیں آرہا ہو۔(152)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مشق: میراث، ہبہ اور وصیت کے معاملات

میراث، ہبہ اور وصیت کے معاملات سے متعلق سات اصول مختصراً ذکر کریں:

اصول 1: ____________________

اصول 2: ____________________

اصول 3: ____________________

اصول 4: ____________________

اصول 5: ____________________

اصول 6: ____________________

اصول 7: ____________________

صحیح غلط

(2) شوہر نے بیوی کو زیور بطور ملکیت یا بطور عاریت دینے کی صراحت کے بغیر دیا تو زیور بیوی کی ملکیت ہوگا ______ ☐ ☐

(3) بیٹے نے باپ کو مکان کی تعمیر کے لیے رقم قرض یا تبرع کی تفصیل کے بغیر دی تھی اور باقی ورثاء کو اس رقم کے قرض ہونے پر اعتراض ہو تو یہ رقم تبرع شمار ہوگی ___ ☐ ☐

(4) باپ کی اجازت کے بغیر بیٹے نے گھر کی تعمیر کروائی تو باپ کے انتقال کے بعد وہ تعمیر ترکہ میں شامل نہیں ہوگی ______ ☐ ☐

(5) اپنی زندگی میں کسی بیٹے کو جائیداد سے عاق کرنا ناجائز ہے ______ ☐ ☐

(6) زندگی میں میراث تقسیم کرنے کی صورت میں سب کو برابر دینا ضروری نہیں ___ ☐ ☐

(7) مشاع چیز جو قابل تقسیم ہو اس کو تقسیم سے پہلے ہبہ کرنا جائز ہے ______ ☐ ☐

(8) ہبہ بغیر قبضہ کے تام نہیں ہوتا ______ ☐ ☐

صحیح غلط

(9) جھگڑے کا ایک بڑا سبب میراث تقسیم کرنے میں تاخیر کرنا ہے ________ ❑ ❑

(10) اگر میراث کی فوری تقسیم مشکل ہو تو منافع و آمدن کی منصفانہ تقسیم ضروری نہیں ہے ________ ❑ ❑

(11) اگر تقسیم سے پہلے تمام ورثہ ترکہ میں تصرف کریں تو حاصل شدہ منافع برابر تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے ________ ❑ ❑

(12) اگر بعض ورثا سب ورثا کی اجازت سے تصرف کریں تو منافع سب میں برابر تقسیم ہوگا ________ ❑ ❑

(13) اگر بعض ورثا سب ورثا کی اجازت کے بغیر تصرف کریں تو منافع تصرف کرنے والے ورثا کا ہوگا ________ ❑ ❑

(14) اگر میت نے زندگی میں کوئی مال کسی کو ہبہ کر دیا ہو تو وہ مال بھی ترکہ میں شامل ہوگا ________ ❑ ❑

(15) اگر حکومت/ ادارے نے میت کی بیوی کے نام مالی امداد جاری کی ہو تو وہ سب ورثا میں برابر تقسیم ہوگی ________ ❑ ❑

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 3:

شرکت کے معاملات

اصول 1: اگر فریقین کے درمیان شرکت کا معاملہ ہو تو جھگڑے سے بچنے کے لیے معاملہ کرتے وقت درج ذیل باتوں کا معلوم اور ایک دوسرے پر واضح ہونا ضروری ہے؛

(1) ہر شریک کے سرمایہ کا تناسب

(2) کاروبار کی نوعیت

(3) کاروبار کے انتظامات، اختیارات اور مراعات وغیرہ سے متعلق اصول

(4) نفع ونقصان کی تقسیم کا تناسب وطریقہ

(5) شرکت ختم کرنے کا طریقہ کار یا کسی شریک کی علیحدگی کا طریقہ کار

وضاحت:

- ❑ ہر شریک کے سرمایہ کا تناسب

(1) ہر شریک کے سرمایہ کا تناسب واضح اور معلوم ہونا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ فلاں شریک کا سرمایہ کس تناسب سے ہے، بلکہ یہ بات اچھی طرح واضح ہو کہ جتنے شرکاء ہیں ان کا شرکت کے معاملہ میں سرمایہ کا تناسب کس فیصد سے ہے، مثلاً پانچ شرکاء ہیں اور ہر ایک کے سرمایہ کا تناسب 20 فیصد ہے۔

حکم:

اگر سرمایہ کا تناسب معلوم نہ ہو تو اصول کے مطابق نفع میں تمام شرکاء برابر کے حقدار ہوں گے اور اگر شرکاء باہمی رضامندی سے اپنے ظنِ غالب کی بنیاد پر مال کا تناسب طے کر لیں (مثلاً یہ اتفاق کیا جائے کہ 50 فیصد مال ایک کا تھا، 30 فیصد دوسرے کا اور 20 فیصد تیسرے کا، وغیرہ) اور پھر اسی تناسب سے نفع تقسیم کر لیں تو باہمی رضامندی سے یہ بھی جائز ہے اور یہ در حقیقت صلح کی صورت ہے۔(153)

□ کاروبار کی نوعیت

(2) شرکت کے تحت کیے جانے والے کاروبار کی نوعیت فریقین کے سامنے واضح ہو اور ان کو معلوم ہو کہ شرکت کے تحت کس قسم کا کاروبار کیا جائے گا، آیا ہر قسم کا کاروبار کیا جا سکتا ہے یا کسی خاص چیز مثلاً کپڑے وغیرہ کا ہی کاروبار کیا جائے گا، نیز فلاں جگہ یا فلاں پارٹی سے کیا جائے گا اور فلاں جگہ پر یا فلاں پارٹی سے کاروبار نہیں کیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ (154)

□ کاروبار کے انتظامات، اختیارات اور مراعات وغیرہ سے متعلق اصول

(3) شرکت کے تحت کیے جانے والے کاروبار کے انتظامات، اختیارات اور مراعات وغیرہ سے متعلق اصول معلوم اور واضح ہونے چاہییے جس میں شرکت کے تحت ہر شریک کے اختیارات و حقوق، ذمہ داریاں اور اس کی سہولیات و مراعات اچھی طرح واضح ہو جائیں۔ تاکہ کسی بھی موقع پر ناحق مطالبہ کرنے یا حق ہونے کے باوجود حق نہ دینے کی وجہ سے جھگڑے پیدا نہ ہوں۔

- ہر شریک کو شرکت کے شرعی قوانین کے تحت جو اختیارات وغیرہ حاصل ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1) ہر شریک شرکت کے تحت امور کی انجام دہی کے لیے ملازم رکھ سکتا ہے،

2) نقد و ادھار پر (جیسے مناسب خیال کرے) مال فروخت کر سکتا ہے،

قیمت خرید سے زیادہ یا قیمت خرید سے کچھ کم میں فروخت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ شرکاء کے درمیان باہمی رضامندی کے تحت اس کے علاوہ کوئی بات طے نہ ہو، مثلاً شرکاء نے یہ طے کرلیا کہ ادھار خرید و فروخت نہیں ہوگی، یا مال فلاں قیمت سے کسی حال میں کم فروخت نہیں کرنا ہے وغیرہ۔ کیونکہ شرکاء نے اگر باہمی رضامندی سے یہ طے کرلیا تو اس صورت میں ہر شریک کو طے شدہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے معاملہ کرنا لازم ہوگا۔ **(155)**

3) یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شرعاً ہر شریک کسی پارٹی سے کیے ہوئے معاملہ کو فسخ کر سکتا ہے۔ اور اسی طرح ہر شریک کو شرکت فسخ کرنے کا بھی اختیار ہے۔ **(156)**

4) ہر شریک کاروبار کے فروغ کے لیے شرکت کے مال میں سے کسی کو اتنا ہدیہ دے سکتا ہے جتنا عام طور پر مارکیٹ میں دیا جاتا ہے۔ **(157)**

5) ہر شریک شرکت کا مال بطور گروی (رہن) رکھوا سکتا ہے اور شرکت کے مال کے بدلے کوئی چیز بطور گروی (رہن) رکھ بھی سکتا ہے۔ **(158)**

6) ہر شریک شرکت کا مال کہیں لے جانا چاہے تو لے جا سکتا ہے بشرطیکہ راستہ اور جگہ مامون و محفوظ ہو۔ **(159)**

7) ہر شریک کاروباری ضروریات کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کر سکتا ہے اور اس سلسلے میں سفر، قیام، طعام کے اخراجاتِ سفر شرکت کے مال سے لیے جا سکتے ہیں۔ جبکہ سفر گھر سے اتنا دور ہو کہ رات اپنے گھر نہیں لوٹ سکتا ہو۔ **(160)**

8) ہر شریک شرکت کے مال میں امین بھی ہے، وکیل بھی ہے اور کفیل بھی۔ اس لیے ہر شریک امانت، وکالت اور کفالت کے تمام شرعی تقاضوں کو معلوم کرلے اور ہر ایک ان تقاضوں اور ان شرعی حیثیتوں کو اپنے کاروبار میں ملحوظ رکھے۔

❑ نفع و نقصان کی تقسیم کا تناسب و طریقہ

(4) شرکت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نفع نقصان کا تناسب اور اس کی تقسیم کا طریقہ

کار واضح طور پر طے ہونا اور ہر فریق کو اس کا علم ہونا ضروری ہے۔تا کہ کاروبار میں نفع و نقصان ہوجانے کے بعد کسی قسم کے جھگڑے کا اندیشہ نہ رہے۔

● **نفع ونقصان کا تناسب:**

شرکت کے معاملہ میں اگر نقصان ہوجائے تو اس صورت میں شریعت نے از خود ہی واضح طور پر یہ طے کر دیا ہے کہ ہر شریک اپنے مال اور سرمایہ کے تناسب سے نقصان برداشت کرے گا، لہٰذا شرکت کرتے ہوئے ہر شریک پر یہ واضح کر دیا جائے کہ شرکت کے معاملہ میں نقصان ہوجانے کی صورت ہر شریک اپنی سرمایہ کاری کے تناسب سے نقصان برداشت کرے گا۔تا کہ بعد میں شریعت کے اس اصول سے بے خبری کسی نزاع کا باعث نہ ہو۔(161)

جہاں تک نفع کے تناسب کا معاملہ ہے تو اس میں شرکاء شرعاً خود مختار ہیں کہ جس تناسب سے چاہیں نفع طے کرلیں، لیکن اس کا طے کرنا اور بالکل واضح ہونا ضروری ہے۔نفع کے تناسب کا تعین نہ کرنا یا ایسا مبہم اور غیر واضح طور پر متعین کرنا جس سے نزاع کا اندیشہ ہو جائز نہیں۔(162)

حکم:

شرکت کے معاملہ میں نفع کا تناسب طے نہ ہو یا طے تو ہو مگر غیر واضح ہو تو اس سے شرکت فاسد ہوجاتی ہے۔اور ہر شریک کو اس کے سرمایہ کے بقدر نفع ملے گا اور جس نے شرکت کے تحت ہونے والے کاروبار میں عملاً حصہ لیا ہو، اس کو اس کی محنت کی اجرت اس جیسے کاروبار میں اس جیسے شخص کو جو اجرت ملتی ہے (یعنی اجرت مثل) وہ ملے گی۔(163)

● **نفع ونقصان کی تقسیم کا طریقہ کار:**

شریعت کے اصولوں کے مطابق شرکاء کے درمیان نفع ونقصان کا مکمل حتمی حساب اور اس کی تقسیم تمام سامان تجارت بیچنے کے بعد ہوتی ہے البتہ اگر شرکاء تخمینہ لگا کر منافع کی ماہانہ یا سالانہ عارضی طور پر تقسیم کریں تو اس کا مکمل طریقہ کار واضح ہو، اس کو لکھ کر محفوظ کیا جائے

تا کہ کاروبار کے اختتام کے وقت جب حقیقی حساب وکتاب ہو اس وقت کسی حوالے سے پیچیدگی نہ ہو جو جھگڑے کا باعث بنے۔(164/1)

◻ شرکت ختم کرنے کا طریقہ کار یا کسی شریک کی علیحدگی کا طریقہ کار

(5) مختلف حالات یا واقعات کے نتیجے میں شرکت خود بخود ختم ہو جاتی ہے (مثلاً کوئی ایک شریک وفات پا جائے) یا کبھی (کسی قانونی پابندی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے) شرکت ختم کرنا پڑتی ہے یا کسی موقع پر شرکاء از خود ہی شرکت ختم کرتے ہیں یا کوئی شریک کاروبار ختم کیے بغیر شرکت سے علیحدہ ہوتا ہے تو ان سب مواقع میں شریعت کے طے شدہ اصولوں کے مطابق شرکت ختم کرنے کا طریقہ کار یا کسی شریک کی علیحدگی کا طریقہ کار ہر شریک پر واضح ہو تا کہ اس موقع پر کسی شریک کی جانب سے ناحق مطالبہ کرنے یا حق ہونے کے باوجود حق نہ دینے کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہو جانے کا امکانات مسدود ہو جائیں۔

مزید تفصیل کے لیے بندہ کی تصنیف ''مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات'' ملاحظہ فرمائیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مشارکہ نامہ

عقد مشارکہ (شرکت عنان) کے اصول

مشارکہ فارم پُر کرنے سے پہلے درج ذیل اصول پیش نظر رہیں تاکہ مشارکہ شرعی بنیادوں پر ہو سکے۔

1) اس مشارکہ میں شرکاء باہمی رضامندی سے جس قدر چاہیں سرمایہ لگا سکتے ہیں۔ (164/2)

2) تمام شرکاء کا کام کرنا ضروری نہیں، بلکہ بعض شرکاء پر کام نہ کرنے کی شرط لگانا بھی جائز ہے۔ (164/3)

3) شریک عمیل یا اکثر عمل کرنے والے کے لیے اس کے سرمایہ سے زیادہ نفع مقرر کرنا جائز ہے، غیر عمیل کے لیے یا تمام شرکاء کے لیے عمل مشروط ہونے کی صورت میں کم عمل کرنے والے شریک کے لیے اُس کے سرمایہ سے زیادہ نفع مقرر کرنا جائز نہیں، البتہ بعض شرکاء عامل ہوں اور بعض غیر عامل اور عاملین میں سے بعض کا عمل کم ہو، بعض کا زیادہ تو اس صورت میں کم عمل کرنے والے شرکاء کے لیے بھی سرمایہ کے تناسب سے زیادہ نفع مقرر کرنا جائز ہے۔ (164/4)

4) اگر کسی شریک کے لیے عمل مشروط ہوا اور کسی وجہ سے عمل کی نوبت نہ آسکی تو بھی وہ عمیل ہی شمار ہوگا اور اس کو طے شدہ نسبت کے مطابق نفع ملے گا۔ (164/5)

5) صحتِ مشارکہ کے لیے ضروری ہے کہ شرکاء کا حصہ حاصل شدہ نفع میں فیصد کے اعتبار سے مقرر ہو، نہ کہ رأس المال کی نسبت سے۔ کسی کے لیے سرمایہ کے تناسب سے نفع طے کرنا کہ کل سرمایہ کا اتنا فیصد نفع ملے گا جائز نہیں۔ (164/6)

6) عمیل (کام کرنے والا شریک) کاروبار میں دوسرے شرکاء کا وکیل ہوتا ہے لہٰذا دوسرے

شرکاء کے ساتھ طے شدہ شرائط پر عمل کرنا اس پر لازم اور ضروری ہوگا، اور اگر اس نے ان شرائط کی مخالفت کی تو ضامن ہوگا۔ **(164/7)**

7) شرکاء کے لیے طے شدہ نفع کے علاوہ کسی عمل کی متعین اجرت اور تنخواہ لینا جائز نہیں، البتہ عمیل کے لیے نفع کا تناسب اس کے سرمایہ سے زیادہ رکھنا جائز ہے، نیز جو عمیل دیگر کام کرنے والے شرکاء کی بنسبت زیادہ یا اچھا کام کرتا ہے وہ دوسرے کام کرنے والے شرکاء سے بھی زیادہ نفع رکھ سکتا ہے۔ **(164/8)**

8) اگر عمیل کی کوتاہی یا تعدی کے بغیر سرمایہ کلی یا جزوی طور پر جائع ہوجائے یا کاروبار میں نقصان ہوگیا تو وہ نقصان پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اس کے بعد سارے شرکاء اپنے رأس المال کے بقدر برابر ذمہ دار ہوں گے، البتہ اگر عمیل کی کوتاہی یا تعدی سے مندرجہ بالا صورتیں پیش آجائیں تو وہ ضامن ہوگا۔ **(164/9)**

9) سرمایہ کاروبار میں خرچ کرنے اور اپنے مال کے ساتھ خلط کرنے سے پہلے عمیل کے ہاتھ میں امانت ہوتا ہے اور امانت کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ جس کاروبار کے لیے سرمایہ لیا گیا ہے اسی میں خرچ کیا جائے، اگر عمیل نے اس سے ہٹ کر کسی دوسرے کاروبار یا ذاتی کام وغیر میں لگادیا تو غاصب سمجھا جائے گا اور سرمایہ کا ضامن ہوگا اور اس مال کی نفع اور نقصان کا تعلق اب عمیل ہی سے ہوگا، دوسرے شرکاء کے ساتھ نہ ہوگا، لہٰذا نقصان کی صورت میں سارا نقصان عمیل کا ہوگا اور نفع بھی اسی کا ہوگا، البتہ غصب کی وجہ سے یہ منافع اس کے لیے حرام ہیں، اس لیے نفع کی صورت میں عمیل پر لازم ہے کہ اس منافع کو تمام شرکاء کے سرمایہ کی نسبت سے تقسیم کرکے اصل سرمایہ کے ساتھ ان کے حوالے کرے نہ کہ طے شدہ نفع کی نسبت سے۔

اگر عمیل نے سرمایہ کسی کاروبار میں نہیں لگایا (بلکہ اس سے اپنے قرضے اور دیون ادا کیے یا اپنے پاس ویسے ہی رکھے رہا) جس کے نتیجے میں نفع کچھ بھی حاصل نہ ہوا پر بھی وہ دوسرے

شرکاء کو ہر ماہ نفع کے نام سے کچھ دیتا رہا تو ان شرکاء کے لیے یہ نفع حلال نہیں، اگر لیا تو عمیل کو واپس کرنا واجب ہے، البتہ اگر عمیل کی خیانت کا ان کو علم نہیں تو معذور ہیں۔(164/10)

10) شرکت عنان میں سرمایہ کا نقدی ہونا ضروری ہے، اگر کل یا بعض سرمایہ منفعت ہو تو یہ شرکت جائز نہیں، مثلاً دو شریک ہیں ایک کا سرمایہ نقد اور دوسرے کی طرف سے سرمایہ کی جگہ دکان کی منفعت ہے تو یہ جائز نہیں۔(164/11)

11) چلتے ہوئے مشترکہ کاروبار میں اگر کوئی نیا شخص کاروبار میں شریک ہونا چاہے یا قدیم شرکاء میں سے کوئی مزید سرمایہ لگانا چاہے تو ایسی صورت میں چونکہ قدیم شرکاء کا حصہ عروض اور سامان کی صورت میں ہے اور جدید شرکاء کی طرف سے نقد رقم ہے اس لیے بوقت عقد قدیم شرکاء کے منجمد اثاثوں اور سامان تجارت کی بازاری قیمت لگا کر ان کا سرمایہ متعین کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد نئے آنے والے فرد کو پہلے موجود سرمایہ میں شریک کیا جائے۔ مثلاً اس کو نصف یا ثلث جتنا بھی وہ سرمایہ لگانا چاہتا ہے وہ فروخت کر دیا جائے اور پھر شرکت عنان کا عقد کر لیا جائے۔(164/12)

12) اگر عمیل کو دوسرے شرکاء نے اپنے سرمایہ سے زیادہ کاروبار کی اجازت نہیں دی پھر بھی اس نے سرمایہ سے زائد کا کاروبار کیا تو اس زائد کاروبار کا نفع اور نقصان دونوں عمیل ہی کے ہوں گے۔ اگر اجازت دی تو زائد کاروبار میں ان کی آپس میں ایک نئی شرکت وجود میں آ جائے گی جس کو اصطلاح میں شرکت وجوہ کہا جاتا ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ نفع اور نقصان دونوں ضمان کی نسبت سے ہوں گے، لہٰذا اگر زائد کاروبار میں ضمان کی نسبت طے ہو گئی تو نفع اور نقصان بھی اسی تناسب سے تقسیم ہوں گے، اگر اجازت دیتے وقت ضمان کی نسبت طے نہ ہوئی تو دونوں پر ضمان برابر (پچاس پچاس فیصد) آئے گا اور نفع بھی برابر برابر تقسیم ہوگا، خواہ اصل عقد شرکت میں شرح نفع کچھ بھی ہو۔ غرض اس زائد کاروبار کے نفع ونقصان کا اصل عقد شرکت کے نفع ونقصان کے تناسب سے کوئی تعلق نہیں۔

مثلاً دو شریکوں نے پانچ پانچ لاکھ کا سرمایہ جمع کر کے عقد مشارکہ کی اور شرح نفع غیر عمیل کے لیے 30 فیصد اور عمیل کے لیے 70 فیصد طے ہوئی، اور غیر عمیل نے عمیل کو یہ اجازت بھی دی کہ آپ سرمایہ سے زائد دس لاکھ تک کاروبار کر سکتے ہیں اور اس اضافی دس لاکھ کے کاروبار میں سے چار لاکھ کا ضمان مجھ پر ہوگا اور چھ لاکھ کا ضمان آپ پر اور عمیل اس پر راضی بھی ہوا، تو اس صورت میں اصل کاروبار کے منافع 30 اور 70 فیصد کے تناسب سے تقسیم ہوں گے اور زائد کاروبار کے منافع 40 اور 60 فیصد کی نسبت سے تقسیم ہوں گے، اور نقصان کی صورت میں اصل عقد مشارکہ کا نقصان تو شرکاء پر سرمایہ کے تناسب سے ہوگا جبکہ اس زائد کاروبار کا نقصان 40 اور 60 فیصد کے تناسب سے آئے گا، اسی طرح اگر غیر عمیل نے زائد کاروبار کے پورے ضمان کو اپنے ذمہ لے لیا تو اس زائد کاروبار کا پورا نفع و نقصان دونوں صرف اسی کے ہوں گے۔ اگر انہوں نے ضمان کی نسبت طے نہیں کی تو اصل کاوربار کے منافع تو 30 اور 70 فیصد کے تناسب سے تقسیم ہوں گے اور نقصان سرمایہ کے تناسب سے، جبکہ اس زائد کاروبار کے نفع اور نقصان دونوں برابر برابر ہوں گے۔

نوٹ: شرکتِ عنان اور اس شرکتِ وجوہ دونوں کے سرمایہ کے تناسب کو محفوظ رکھنا ضروری ہے تا کہ نفع اور نقصان کا ٹھیک ٹھیک تعین ہو سکے۔ (164/13)

13) غیر عمیل کی صریح اجازت کے بغیر عمیل نہ مالِ مشارکہ سے کسی کو قرض دے سکتا ہے اور نہ مشترکہ کاروبار کے لیے قرض لے سکتا ہے، البتہ اس کی اجازت سے دوسروں کو قرض دے سکتا ہے اور تجارت کے لیے باجازت قرض لینے کی صورت میں اس قرض کی ادائیگی اور اس کا نفع و نقصان دونوں کے ذمہ ہوگا۔ (164/14)

(وضاحت): اس عقد میں کام نہ کرنے والے شریک کو غیر عمیل اور کام کرنے والے شریک کو عمیل کہا جائے گا۔

مشارکہ (شرکت) فارم

(اگر بعض افراد مل کر شرکت پر کاروبار کرنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ معاہدے کو تحریری شکل دے لیں، ذیل میں شرکت کے معاہدے کا ایک فارم بطور نمونہ پیش ہے جو کہ شرعی اصولوں کے مطابق تیار کیا گیا ہے، اس کے مطابق بھی معاہدہ کیا جا سکتا ہے، یہ بات ملحوظ رہے کہ شرکت کا معاہدہ کرنے سے پہلے فریقین شرکت کے اصول اور مسائل کو سمجھ کر پڑھ لیں۔)

عقدِ مشارکہ (شرکت) شرائط اور تفصیلات

آج مؤرخہ__________ کو فریقِ اول مسمی__________ ولد__________

شناختی کارڈ نمبر__________ ساکن__________ اور فریق ثانی

مسمی__________ ولد__________ شناختی کارڈ نمبر__________

ساکن__________ نے__________ ماہ/سال کے لیے باہم عقدِ مشارکہ کیا۔

1) جس میں فریقِ اول کا سرمایہ مبلغ__________ جو کہ کل سرمایہ مشارکہ کا__________ فیصد ہے۔

2) فریقِ اول کام نہیں کرے گا/کرے گا۔

3) فریقِ اول کو کل نفع میں سے__________ فیصد ملے گا۔

4) نفع سے زائد نقصان ہر فریق پر اس کے سرمایہ کے تناسب سے ہوگا۔

5) مذکورہ بالا مدت سے پہلے کسی فریق کو دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر یہ عقدِ مشارکہ ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، البتہ ہر فریق شق نمبر 10 میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اپنا حصہ فروخت کر سکتا ہے، خواہ کسی شریک کو فروخت کرے یا کسی تیسرے فریق کو۔

6) ہر ماہ فریق اول مبلغ__________ اور فریق ثانی مبلغ__________ اپنی ذاتی ضرورت کے اخراجات کے لیے تخمینی نفع کے عنوان سے وصول کیا کریں گے۔

البتہ حتمی نفع نقصان کا حساب عقد کے اختتام پر کیا جائے گا۔

7) فریق غیر عمیل فریق عمیل کو یہ سرمایہ مشارکہ مطلقہ/__________ کاروبار کے لیے دے رہا ہے۔

8) عمیل غبن فاحش (قیمت کی ایسی کمی یا زیادتی جو عام تاجر کو قابل قبول نہ ہو) کے بغیر کاروبار کرنے کا پابند ہے، لہٰذا ایسی خریداری جو غبنِ فاحش کے ساتھ کی گئی ہو خود اسی کے لیے ہوگی اور اس کا نقصان بھی اسی کے ذمہ ہوگا۔

9) فریقِ غیر عمیل فریقِ عمیل کو سرمایہ سپرد کر کے سرمایہ کی حد تک/سرمایہ سے زیادہ مبلغ __________ تک کاروبار کا اختیار دیتا ہے، نیز فریقِ عمیل کو کاروبار میں مبلغ__________ تک قرض لینے اور مبلغ__________ تک قرض دینے کی اور__________ مالیت تک ادھار پر خریدنے اور__________ مالیت تک ادھار فروخت کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے، اور فریقِ عمیل کو کاروباری اغراض کے لیے تاجروں کے عرف کے مطابق ہدایا اور انعامات دینے کی بھی اجازت دیتا ہے، نیز اس کا بھی مکمل اختیار دیتا ہے کہ یہ مال کسی تیسرے فریق کو مضاربت یا مشارکہ پر دے۔

10) مدت مشارکہ ختم ہونے سے قبل باہمی رضامندی سے عقد مشارکہ ختم کرنے یا مدت ختم ہونے کے بعد سرمایہ کا تصفیہ کیا جائے گا، جس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں، تصفیہ عملاً وجود میں آنے سے قبل مشارکہ برقرار رہے گا، لہٰذا فریق غیر عمیل کو ان ایام کا بھی نفع ملے گا۔

(الف) مشارکہ ختم کرنے والے فریق کسی بھی شریک کو اپنا حصہ بیچ دے۔

(ب) مشارکہ ختم کرنے والا اپنا حصہ باہمی رضامندی سے کسی تیسرے فریق کو فروخت کردے، اس صورت میں وہ شخص مشارکہ ختم کرنے والے کی جگہ آجائے گا اور اس کے ساتھ معاملہ کی وہی شرائط وتفصیلات ہوں گی جو اس وقت مشارکہ ختم کرنے والے فریق کے ساتھ ہیں۔

(ت) اگر یہ مشارکہ صرف دو افراد کے مابین ہے یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان ہے اور تمام شرکاء عقد ختم کرنے پر متفق ہیں تو سرمایہ کے تصفیہ کی مزید یہ صورت بھی ممکن ہے۔ فریقِ غیر عمیل فریقِ عمیل کو اتنا وقت دے کہ وہ تمام عروض وسامان کو بیچ کر اس کو نقد کی صورت میں تبدیل کردے، اگر دیون اور قرض ہوں تو وہ بھی وصول کرلے پھر اپنا سرمایہ اور طے شدہ شرح سے نفع تقسیم کرلیں۔

تنبیہ: اگر یہ دین اور قرض شہر کے اندر ہیں تو وصولی کا خرچ فریق عمیل پر ہوگا، اور اگر شہر سے باہر ہیں تو مالِ مشارکہ سے ادا کیا جائے گا، اور اگر آمد ورفت کا خرچ دین اور قرض سے بڑھ گیا تو زائد مقدار فریق عمیل کے ذمہ ہوگی۔

11) فریقِ غیر عمیل فریق عمیل کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ جس سے چاہے کاروباری معاملات کرے۔

12) اصولِ شرکت کے مطابق شرکت کے کاروبار پر ہونے والے براہ راست اخراجات (مثلاً اخراجاتِ سفر) مالِ شرکت سے وصول کیے جائیں گے البتہ بالواسطہ اخراجات (مثلاً فریق عمیل کے علاج معالجہ پر صرف ہونے والے اخراجات) اس کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

13) فریقین میں سے کسی کے انتقال ہونے کی صورت میں بھی یہ عقد شرکت ختم ہوجائے گا، لہٰذا دونوں فریق اپنی جانب سے ایک ایک شخص مقرر کرتے ہیں جن کے نام شرکت نامہ کے آخر میں درج ہیں۔

14) کسی بھی فریق کی موت کی صورت میں اس کا نامزد کنندہ اس کے قائم مقام کی حیثیت سے دوسرے فریق کے ساتھ تصفیہ اور دیگر تمام معاملات باہم رضامندی سے نمٹائے گا۔ البتہ فوت شدہ فریق کے ورثہ میں سے ایک یا چند افراد یا ان کے سرپرست دوسرے فریق کے ساتھ شرکت پر مال لگانا چاہیں تو نئے شرکت نامہ کے ذریعہ ذکر کردہ اصول کے مطابق لگا سکیں گے۔

عقد شرکت کی یہ تحریر لکھ دی گئی ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

نوٹ: مندرجہ بالا شقوں میں سے اختیاری شقوں میں سے کسی شق کے ترک کرنے پر فریقین رضامند ہوں تو اسے اس مشارکہ نام میں سے حذف کیا جا سکتا ہے۔

فریق عمیل / غیر عمیل	فریق عمیل / غیر عمیل
نام________ولد________	نام________ولد________
دستخط______________	دستخط______________
فریق عمیل/غیر عمیل کا نامزد کنندہ	فریق عمیل/غیر عمیل کا نامزد کنندہ
نام________ولد________	نام________ولد________
شناختی کارڈ نمبر______________	شناختی کارڈ نمبر______________
فریق عمیل/غیر عمیل سے رشتہ________	فریق عمیل/غیر عمیل سے رشتہ________
دستخط______________	دستخط______________
گواہ نمبر 1	گواہ نمبر 2
نام________ولد________	نام________ولد________
شناختی کارڈ نمبر______________	شناختی کارڈ نمبر______________
دستخط______________	دستخط______________

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(وضاحت نامہ)

میں مسمی/مسماۃ____________ ولد/زوجہ____________

شناختی کارڈ نمبر____________ ساکن____________ اس بات کی وضاحت کرتا/کرتی ہوں کہ میں نے جو سرمایہ شرکت کے طور پر دیا ہے وہ کسی غیر شرعی/غیر قانونی طریقے سے حاصل نہیں کیا نیز جس بینک اکاؤنٹ کے ذریعے میں اپنے شریک عمیل/غیر عمیل کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں/کروں گا/کرتی ہوں/کروں گی، اسے میں نے کبھی غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا/کروں گا/گی۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا بیان درست اور واقعہ کے مطابق ہے اس کے خلاف ہونے کی صورت میں تمام تر قانونی مسائل کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی شریک عمیل/غیر عمیل اس سلسلے میں کسی طرح جوابدہ نہ ہوگا۔

دستخط اقرار کنندہ____________ فون نمبر____________

گواہ نمبر 1	گواہ نمبر 2
نام____________	نام____________
ولدیت____________	ولدیت____________
شناختی کارڈ نمبر____________	شناختی کارڈ نمبر____________
دستخط____________	دستخط____________

(مصدقہ دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی۔ فتویٰ نمبر: 4982)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مشق: شرکت کے معاملات

اگر فریقین کے درمیان شرکت کا معاملہ ہو تو جھگڑے سے بچنے کے لیے معاملہ کرتے وقت کن باتوں کا معلوم اور ایک دوسرے پر واضح ہونا ضروری ہے؟

(1)____

(2)____

(3)____

(4)____

(5)____

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 4:

مضاربت کے معاملات

اصول 1: اگر فریقین کے درمیان مضاربت کا معاملہ ہو تو جھگڑے سے بچنے کے لیے معاملہ کرتے وقت درج ذیل باتوں کا معلوم اور ایک دوسرے پر واضح ہونا ضروری ہے؛

(1) سرمایہ کار کے سرمایہ کا تناسب

(2) کاروبار کی نوعیت

(3) کاروبار کے انتظامات، اختیارات اور مراعات وغیرہ سے متعلق اصول

(4) نفع ونقصان کی تقسیم کا تناسب وطریقہ

(5) کاروبار ختم کرنے کا طریقہ کار یا کسی مضارب/سرمایہ کار کی علیحدگی کا طریقہ کار (165)

وضاحت:

- سرمایہ کار کے سرمایہ کا تناسب

(1) کاروبار میں جو لوگ سرمایہ کاری کر رہے ہوں ان کے سرمایہ کا تناسب واضح اور معلوم ہونا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ فلاں سرمایہ کار کا سرمایہ کس تناسب سے ہے، بلکہ یہ بات اچھی طرح واضح ہو کہ جتنے بھی سرمایہ کار ہیں ان کا کاروبار میں سرمایہ کا

تناسب کس فیصد سے ہے، مثلاً پانچ شرکاء ہیں اور ہر ایک کے سرمایہ کا تناسب بیس فیصد ہے۔

حکم: (165/2)

☐ کاروبار کی نوعیت

(2) مضاربت کے تحت کیے جانے والے کاروبار کی نوعیت فریقین کے سامنے واضح ہو اور ان کو معلوم ہو کہ مضاربت مطلقہ ہے یا مقیدہ، یعنی مضارب کو مضاربت کے تحت کیا کام کرنا ہے، کہاں، کس جگہ، کس وقت، کس طرح، کس کے ساتھ کرنا ہے اس حوالے سے کسی قسم کی کوئی پابندی ہے یا نہیں ہے اور اگر کوئی پابندی ہے تو وہ کیا ہے، ان سب باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔ (166)

☐ کاروبار کے انتظامات، اختیارات اور مراعات وغیرہ سے متعلق اصول

(3) مضاربت کے تحت کیے جانے والے کاروبار کے انتظامات، اختیارات اور مراعات وغیرہ سے متعلق شرعی اصول معلوم اور واضح ہونے چاہیئیں جس میں مضاربت کے تحت ہر فریق کے اختیارات وحقوق، ذمہ داریاں اور اس کی سہولیات ومراعات اچھی طرح واضح ہوجائیں۔ تاکہ کسی بھی موقع پر ناحق مطالبہ کرنے یا حق ہونے کے باوجود حق نہ دینے کی وجہ سے جھگڑے پیدا نہ ہوں۔

- مضاربت کے شرعی قوانین کے تحت ہر فریق کی حیثیت، اس کے اختیارات وغیرہ ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

مضارب جب مال مضاربت پر قبضہ کرے تو اس کے بارے میں وہ امین ہوگا تصرف میں وکیل ہوگا نفع ہوتو اس میں شریک ہوگا۔ اور نقصان ہوتو بری ہوگا۔ اگر مضاربت فاسد ہوجائے تو اجیر (مزدوری کا مستحق ہوگا) اگر شرط یا عرف کے خلاف کام کرے تو ضامن ہوگا۔ (167)

(1) امین (Trustee): سب سے پہلے مضارب رب المال کے دیے ہوئے سرمایہ کا امانت دار (امین) ہے، امین کا شرعی حکم یہ ہوتا ہے کہ وہ سرمائے کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کرے، اور اس کے باوجود کسی آسمانی آفت سے سرمایہ برباد ہوجائے تو اس پر کوئی تاوان نہیں آتا، مضارب بھی چونکہ امین ہے اس لیے کسی آسمانی آفت کے نتیجہ میں اگر سرمایہ برباد ہوجائے یا کم ہوجائے تو وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے، البتہ اگر یہ نقصان اس کی کسی غفلت، کوتاہی یا بے تدبیری یا رب المال کی عائد کردہ شرائط کی مخالفت کی وجہ سے ہو تو پھر اس کے ذمہ تاوان آتا ہے۔ **(168)**

(2) وکیل (Agent): مضارب کی دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ رب المال کے سرمایہ کو تجارت میں استعمال کرنے کے لیے رب المال کا وکیل (Agent) ہے اور رب المال اس کا موکل (principal) ہے، لہٰذا اس حیثیت میں اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے موکل یعنی رب المال کی تمام ہدایات کی پابندی کرے۔ **(169)**

(3) شریک (Partner): مضارب کی تیسری حیثیت یہ ہے کہ جب تجارت کرنے کے نتیجہ میں سرمایہ بڑھ جائے یعنی نفع حاصل ہوجائے تو اس نفع میں وہ رب المال کا شریک ہے، اور طے شدہ تناسب سے نفع وصول کرنے کا حقدار ہے۔ **(170)**

(4) ضامن (Liable): مضارب کی چوتھی حیثیت اس وقت سامنے آتی ہے، جب وہ کاروبار میں کسی غفلت، کوتاہی، بددیانتی یا شرائط کی کسی خلاف ورزی کا مرتکب ہو، اس صورت میں وہ اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے، یعنی اگر مذکورہ افعال کے نتیجہ میں کاروبار میں نقصان ہوگیا تو مضارب کے لیے ضروری ہے کہ وہ رب المال کے نقصان کی تلافی کرے۔ **(171)**

- مضاربت میں نقصان ہونے کی صورت میں منافع سے پورا کیا جائے گا، اگر اس سے پورا نہ ہوسکے تو رأس المال سے پورا کیا جائے گا، مضارب پر کسی بھی صورت نقصان نہیں ڈالا

جائے گا۔(172)

(5) اجیر (Employee): مضارب کی پانچویں حیثیت اس وقت سامنے آتی ہے، جب مضاربت کے معاہدے میں کسی شرعی نقص کی وجہ سے مضاربت فاسد ہوجائے، اس صورت میں مضارب طے شدہ نفع کے بجائے اتنی اجرت کا حقدار ہوتا ہے، جو اس قسم کے کام کے لیے عام طور سے بازار میں لوگوں کو دیجاتی ہے۔

البتہ وہ اجرت اس منافع سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے جو اس کو صحیح مضاربت کی صورت میں ملتا، اسی طرح ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ اجرت مثل فاسد مضاربت میں اس وقت دی جاتی ہے جب کوئی نفع حاصل ہوا ہو، لیکن اگر اس صورت میں کوئی نفع ہی نہیں ہوا تو پھر کوئی اجرت نہیں دی جائے گی۔(173)

مضاربت میں مضارب کو چار طرح کے تصرفات اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں

(1) وہ کام جو بلا اجازت بھی کرسکتا ہے: یہ اس وقت ہوگا جب رب المال نے مضارب پر کام، مکان طریقہ وغیرہ کے اعتبار سے کوئی پابندی نہ لگائی ہو، (یعنی مضاربت مطلقہ) اور یوں کہے کہ یہ مال لے لو اس سے مضاربت کرو۔ چنانچہ اس صورت میں مضارب کو خرید وفروخت، کرایہ داری، رہن، حوالہ وغیرہ تمام تصرفات کا اختیار ہوگا۔(174)

(2) وہ کام جو اجازت سے بھی نہیں کرسکتا: اس سے مراد وہ تصرفات ہیں جن کی شرعاً اجازت نہیں ہے، جیسے: مردار، خنزیر، خون، شراب وغیرہ یا ان پر مشتمل اشیاء کی خرید وفروخت۔(175)

(3) وہ کام جن کی صریح اجازت ہو تو کرسکتا ہے: اس سے مراد وہ تصرفات ہے جو تاجر عام طور پر نہیں کرتے، جیسے کاروبار کے لیے رب المال کی اجازت کے بغیر قرض لینا۔(176)

(4) وہ کام جن میں صراحتاً عمومی اجازت دی جائے تو کرسکتا ہے: اس وقت ہوگا جب رب المال مضارب سے کہے کہ آپ جو مناسب سمجھے وہ کریں تو اس صورت میں وہ یہ کام کرسکتا ہے، اگرچہ صراحتاً ان کی اجازت نہیں ہو، جیسے: مضاربت، شراکت پر مال دینا۔(177)

رب المال کے اختیارات

(1) رب المال اور مضارب آپس میں مضاربت کے مال/ اثاثوں کی خرید وفروخت کر سکتے ہیں۔(178)

(2) رب المال اور مضارب کے درمیان مرابحہ کے ساتھ خرید وفروخت جائز ہے۔(179)

مضارب کو کس قسم کے اخراجات وصول کرنے کا اختیار ہوگا

(1) تجارت کے سلسلے میں وہ سفر جس میں رات گھر نہ لوٹ سکے اس کا خرچہ مضارب (اور وہ جو مضاربت میں مضارب کا معین ہو) مال مضاربت سے وصول کرے گا۔ یعنی کھانا پینا اور کرایہ وغیرہ کے اخراجات مال مضاربت سے عرف کے مطابق نکالا جائے گا۔(180)

مضارب نفع کا مستحق کب ہوگا

جب تک حساب نہ ہوجائے یا مضاربت کا معاملہ ختم نہ ہوجائے، مضارب نفع کا مالک نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر ایک چیز میں سو روپے کا فائدہ ہوا دوسری میں دوسو کا نقصان ہوا تو، اگر پہلی کا حساب ہو چکا تھا تو دوسری کا نقصان پورا رب المال کے ذمہ ہوگا، اگر ابھی تک حساب نہیں ہوا تھا تو سو کا جو نفع ہوا تھا اس کو منہا کر کے باقی سو روپے کا نقصان رب المال کے ذمہ ہوگا۔(181)

□ نفع ونقصان کی تقسیم کا تناسب وطریقہ

(4) مضاربت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نفع نقصان کا تناسب اور اس کی تقسیم کا طریقہ کار واضح طور پر طے ہونا اور ہر فریق کو اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ تاکہ کاروبار میں نفع ونقصان ہوجانے کے بعد کسی قسم کے جھگڑے کا اندیشہ نہ رہے۔

● نفع ونقصان کا تناسب:

مضاربت کے معاملہ میں اگر نقصان ہوجائے تو اس صورت میں شریعت نے ازخود ہی واضح

طور پر یہ طے کر دیا ہے کہ اگر کاروبار میں مضارب کی کوتاہی ،غفلت یا لاپروائی کے بغیر کاروبار میں کسی قسم کا کوئی نقصان ہوجائے یا سرمایہ کلی طور پر یا جزوی طور پر ضائع ہوجائے تو اس کی ذمہ داری مضارب پر نہیں ہوگی بلکہ اس نقصان کی تلافی اولاً نفع میں سے کی جائے گی ، پھر اگر سارا نفع اس نقصان کی تلافی میں پورا ہوجائے اور نقصان باقی رہے تو پھر اس کی تلافی سرمایہ میں سے کی جائے گی۔

البتہ اگر مضارب نے کسی غفلت، لاپروائی سے طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی یا بددیانتی کا ارتکاب کیا ہو اور اس کی بنا پر کاروبار میں نقصان ہوا ہو تو جتنا نقصان ان اسباب کی وجہ سے ہو اس کی ذمہ داری مضارب پر ہوگی۔

مضاربت کرتے ہوئے ہر فریق پر شریعت کے مذکورہ اصولوں کو واضح کر دیا جائے تاکہ بعد میں شریعت کے اس اصول سے بے خبری کی وجہ سے کسی قسم کا نزاع نہ ہو۔(182)

جہاں تک نفع کے تناسب کا معاملہ ہے تو اس میں سرمایہ کار اور مضارب شرعاً خود مختار ہیں کہ جس تناسب سے چاہیں نفع طے کرلیں، لیکن اس کا طے کرنا اور بالکل واضح ہونا ضروری ہے۔نفع کے تناسب کا تعین نہ کرنا یا ایسا مبہم اور غیر واضح طور پر متعین کرنا جس سے نزاع کا اندیشہ ہو جائز نہیں۔(183)

حکم:

مضاربت کے معاملہ میں نفع کا تناسب طے نہ ہو یا طے تو ہو مگر غیر واضح ہو تو اس سے مضاربت فاسد ہوجاتی ہے۔اور مضاربت فاسدہ کی صورت میں نفع سارا کا سارا رب المال (سرمایہ کار) کا ہوگا اور مضارب (محنت کرنے والا) کو اجرت مثل (یعنی وہ معروف اجرت جو اس جیسی مہارت وصلاحیت والے شخص کی اس جیسے کام میں اتنی محنت کرنے پر بنتی ہے) دی جائے گی۔(184)

- **نفع ونقصان کی تقسیم کا طریقہ کار:**

شریعت کے اصولوں کے مطابق مضارب اور رب المال (سرمایہ کار) کے درمیان نفع و نقصان کا مکمل حتمی حساب اوراس کی تقسیم تمام سامان تجارت بیچنے کے بعد ہوتی ہے البتہ اگر یہ لوگ تخمینہ لگا کر منافع کی یومیہ یا ماہانہ یا سالانہ عارضی طور پر تقسیم کریں تو اس کا مکمل حساب اور تمام چیزیں واضح ہوں، ان کو لکھ کر محفوظ کیا جائے تا کہ کاروبار کے اختتام کے وقت جب حقیقی حساب وکتاب ہو اس وقت کسی حوالے سے پیچیدگی نہ ہو جو جھگڑے کا باعث بنے۔(185/1)

□ کاروبار ختم کرنے کا طریقہ کار یا کسی مضارب/سرمایہ کار کی علیحدگی کا طریقہ کار

(5) مختلف حالات یا واقعات کے نتیجے میں مضاربت خود بخود ختم ہو جاتی ہے (مثلاً سرمایہ کار یا مضارب میں سے کوئی ایک وفات پا جائے یا پاگل ہو جائے) یا کبھی (کسی قانونی پابندی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے) مضاربت ختم کرنا پڑتی ہے تو ان سب مواقع میں شریعت کے طے شدہ اصولوں کے مطابق مضاربت ختم کرنے کا طریقہ کار ہر فریق پر واضح ہو تا کہ اس موقع پر کسی بھی فریق کی جانب سے ناحق مطالبہ کرنے یا حق ہونے کے باوجود حق نہ دینے کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہو جانے کا امکانات مسدود ہو جائیں۔

مزید تفصیل کے لیے بندہ کی تصنیف ''ہمارا کاروبار اور اخلاقی تعلیمات'' ملاحظہ فرمائیں۔

مضاربہ نامہ

مضاربہ کے بنیادی اصول

مضاربہ فارم پُر کرنے سے پہلے درج ذیل اصول پیش نظر رہیں تاکہ مضاربہ شرعی بنیادوں پر ہو سکے۔

1. مضاربت میں ایک فریق مال لگاتا ہے، دوسرا عمل کرتا ہے، مال دینے والے کو رب المال اور عمل کرنے والے کو مضارب کہا جاتا ہے۔(185/2)

2. مضاربت کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کا حصہ حاصل شدہ نفع میں فیصد کے اعتبار سے مقرر ہوں، نہ کہ رأس المال کی نسبت سے۔ کسی کے لیے سرمایہ کے تناسب سے نفع طے کرنا کہ کل سرمایہ کا اتنا فیصد نفع ملے گا جائز نہیں۔(185/3)

3. مضارب کاروبار میں مال خرچ کرنے کا وکیل ہوتا ہے لہٰذا رب المال (مؤکل) کے ساتھ طے شدہ شرائط پر عمل کرنا اس پر لازم اور ضروری ہوگا، اور اگر اس نے ان شرائط کی مخالفت کی تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔(185/4)

مضاربتِ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ نفع ونقصان سارا کا سارا رب المال کا ہوگا اور مضارب کو نفع کی صورت میں اجر مثل ملے گا، بشرطیکہ وہ اجر مثل باہم طے شدہ تناسبی نفع سے زیادہ نہ ہو، اگر اجرِ مثل باہم طے شدہ تناسبی نفع سے زیادہ بن رہا ہو تو نفع ہی ملے گا نہ کہ اجر مثل، اور نقصان کی صورت میں صرف اجرِ مثل ملے گا۔(185/5)

4. مضارب کے لیے طے شدہ نفع کے علاوہ کسی عمل کی اجرت لینا جائز نہیں۔(185/6)

5. کام صرف مضارب کرے گا، رب المال کے لیے اس کے ساتھ مل کر کام کرنے کی شرط لگانا جائز نہیں، البتہ تبرعاً اور مفت مضارب کی اجازت سے کام کرسکتا ہے۔(185/7)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

6. اگر مضارب کی کوتاہی یا تعدی کے بغیر سرمایہ کلی یا جزوی طور پر ضائع ہوجائے یا کاروبار میں نقصان ہوگیا تو مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا، البتہ اگر اس کی کوتاہی یا تعدی سے مندرجہ بالا صورتیں پیش آجائیں تو مضارب ضامن ہوگا۔(185/8)

7. سرمایہ کاروبار میں خرچ کرنے سے پہلے مضارب کے ہاتھ میں امانت ہوتا ہے اور امانت کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ جس کاروبار کے لیے سرمایہ لیا گیا ہے اسی میں خرچ کیا جائے اگر مضارب نے اس سے ہٹ کر کسی دوسرے کاروبار یا ذاتی کام وغیرہ میں لگا دیا تو غاصب سمجھا جائے گا اور سرمایہ کا ضامن ہوگا اور اس مال کے نفع اور نقصان کا تعلق اب مضارب ہی سے ہوگا، رب المال کے ساتھ نہ ہوگا، لہٰذا نقصان کی صورت میں سارا نقصان مضارب کا ہوگا اور نفع بھی اسی کا ہوگا البتہ غصب کی وجہ سے یہ منافع حرام ہیں، اس لیے نفع کی صورت میں مضارب پر لازم ہے کہ اصل سرمایہ کے ساتھ ان تمام منافع کو بھی رب المال کے حوالے کردے۔(185/9)

اگر مضارب نے سرمایہ کسی کاروبار میں نہیں لگایا بلکہ اس سے اپنے قرضے اور دیون ادا کیے جس کے نتیجے میں نفع کچھ بھی حاصل نہ ہوا پھر بھی وہ رب المال کو ہر ماہ نفع کے نام سے کچھ دیتا رہا تو رب المال کے لیے یہ نفع حلال نہیں، اگر لیا تو مضارب کو واپس کرنا واجب ہے، البتہ اگر مضارب کی خیانت کا اسے علم نہیں تو معذور ہے۔

8. مضاربت میں سرمایہ کا نقدی ہونا ضروری ہے، اگر کل یا بعض سرمایہ منفعت ہو تو مضاربت جائز نہیں، مثلاً دو رب المال ہیں ایک کا سرمایہ نقد اور دوسرے کا سرمایہ دکان کی منفعت ہے ان دونوں نے کسی تیسرے کو مضاربت پر دونوں چیزیں دے دیں تو یہ جائز نہیں۔(185/10)

9. اگر مضارب متعدد افراد سے مضاربت پر سرمایہ وصول کرتا ہے تو اس صورت میں تمام ارباب الاموال کے درمیان شرکت عنان کا معاملہ وجود میں آجاتا ہے لہٰذا ایسا کاروبار شروع ہونے کے بعد اگر کوئی نیا رب المال کاروبار میں شریک ہونا چاہے یا قدیم ارباب الاموال

میں سے کوئی مزید سرمایہ لگانا چاہے تو ایسی صورت میں چونکہ قدیم شرکاء کا حصہ عروض اور سامان کی صورت میں ہے اور جدید شرکاء کی طرف سے نقد رقم ہے اس لیے بوقتِ عقد قدیم شرکاء کے منجمد اثاثوں اور سامان تجارت کی بازاری قیمت لگا کر ان کا سرمایہ متعین کیا جائے گا۔ اور نئے آنے والے فرد کو پہلے موجود سرمایہ میں شریک کیا جائے۔ مثلاً اس کو نصف یا ثلث جتنا بھی وہ سرمایہ لگانا چاہتا ہے وہ فروخت کر دیا جائے اور پھر شرکت عنان کا عقد کر لیا جائے۔ (185/11)

10. اگر مضارب کو رب المال نے اپنے سرمایہ سے زیادہ کاروبار کی اجازت نہیں دی پھر بھی اس نے سرمایہ سے زائد کاروبار کیا تو اس زائد کاروبار کا نفع اور نقصان دونوں مضارب ہی کے ہوں گے۔ اگر اجازت دی تو زائد کاروبار میں ان کی آپس میں ایک نئی شرکت وجود میں آجائے گی جس کو اصلاح میں شرکت وجوہ کہا جاتا ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ نفع اور نقصان دونوں ضمان کی نسبت سے ہوں گے۔ لہٰذا اگر زائد کاروبار میں ضمان کی نسبت طے ہوگئی تو زائد کاروبار کا نفع اور نقصان بھی اسی تناسب سے تقسیم ہوں گے، اگر اجازت دیتے وقت ضمان کی نسبت طے نہ ہوئی تو دونوں پر ضمان برابر (پچاس پچاس فیصد) آئے گا اور نفع بھی برابر برابر تقسیم ہوگا، خواہ اصل عقدِ مضاربت میں شرح نفع کچھ بھی ہو۔ غرض اس زائد کاروبار کے نفع کا اصل عقد مضاربت کے نفع کے تناسب سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس زائد کاروبار میں اگر نقصان ہوا تو نقصان مضارب پر بھی ضمان کی بقدر آئے گا۔

مثلاً رب المال نے مضارب کو دس لاکھ کا سرمایہ دے کر عقد مضاربت کیا اور شرح نفع رب المال کے لیے 30 فیصد اور مضارب کے لیے 70 فیصد طے ہوئی، اور رب المال نے مضارب کو یہ اجازت بھی دی کہ آپ سرمایہ سے زائد دس لاکھ تک کاروبار کر سکتے ہیں اور اس اضافی دس لاکھ کے کاروبار میں سے چار لاکھ کا ضمان مجھ پر ہوگا اور چھ لاکھ کا ضمان آپ پر اور مضارب اس پر راضی بھی ہوا، تو اس صورت میں اصل کاروبار کے منافع 30 اور 70 فیصد

کے تناسب سے تقسیم ہوں گے اور زائد کاروبار کے منافع 40 اور 60 فیصد کی نسبت سے تقسیم ہوں گے، اور نقصان کی صورت میں اصل عقد مضاربت کا نقصان تو فقط رب المال کے ذمے آئے گا جبکہ اس زائد کاروبار کا نقصان 40 اور 60 فیصد کے تناسب سے رب المال اور مضارب دونوں پر آئے گا، اسی طرح اگر رب المال نے زائد کاروبار کے پورے ضمان کو اپنے ذمہ لے لیا تو اس زائد کاروبار کا پورا نفع ونقصان دونوں صرف اسی کے ہوں گے۔ اگر انہوں نے ضمان کی نسبت طے نہیں کی تو اصل عقدِ مضاربت کے منافع تو 30 اور 70 فیصد کے تناسب سے تقسیم ہوں گے اور نقصان فقط رب المال پر آئے گا جبکہ اس زائد کاروبار کے نفع اور نقصان دونوں برابر برابر ہوں گے۔ **(185/12)**

نوٹ: عقد مضاربت اور اس شرکت وجوہ دونوں کے سرمایہ کے تناسب کو محفوظ رکھنا ضروری ہے تا کہ نفع اور نقصان کا ٹھیک تعین ہو سکے۔

11. رب المال کی صریح اجازت کے بغیر مضارب نہ مالِ مضاربت سے کسی کو قرض دے سکتا ہے اور نہ مضاربت کے کاروبار کے لے قرض لے سکتا ہے، البتہ اس کی اجازت سے دوسروں کو قرض دے سکتا ہے، اور باجازت قرض لینے میں کی صورت میں اس قرض کی ادائیگی اور اس کا نفع ونقصان سب رب المال کے ذمہ ہوگا بشرطیکہ دائن رب المال کے نام پر قرض دے۔ **(185/13)**

(وضاحت): اس عقد میں رب المال کو فریق اول جبکہ مضارب کو فریق ثانی کہا جائے گا۔

مضاربہ فارم

(اگر بعض افراد مل کر مضاربت پر کاروبار کرنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ معاہدے کو تحریری شکل دے لیں، ذیل میں مضاربت کے معاہدے کا ایک فارم بطور نمونہ پیش ہے جو کہ شرعی اصولوں کے مطابق تیار کیا گیا ہے، اس کے مطابق معاہدہ کیا جا سکتا ہے، یہ بات ملحوظ رہے کہ مضاربت کا معاہدہ کرنے سے پہلے فریقین مضاربت کے اصول اور مسائل کو سمجھ کر پڑھ لیں)

(عقد مضاربت شرائط اور تفصیلات)

(1) آج مورخہ________ کو فریق اول مسمّٰی__________ ولد__________ شناختی کارڈ نمبر__________ ساکن__________ نے فریق ثانی مسمّٰی__________ ولد__________ شناختی کارڈ نمبر__________ ساکن__________ کو مبلغ__________ پاکستانی روپے بطور مضاربت دیئے۔

(2) کل نفع میں سے__________ فیصد رب المال کا اور__________ فیصد مضارب کا ہوگا۔

(3) نقصان کو اولاً نفع سے پورا کیا جائے گا، نفع نہ ہونے یا نقصان سے کم ہونے کی صورت میں اصل سرمایہ سے پورا کیا جائے گا، نیز شق نمبر 10 کی تفصیلات کے مطابق فریق اول نے جس قدر ادھار خریداری کی اجازت دی ہے اس قدر سرمایہ سے زائد نقصان بھی فریق اول کے ذمہ ہوگا۔

(4)__________ سال سے پہلے کسی فریق کو دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر یہ عقد مضاربت ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(5) مدت مضاربت ختم ہونے سے قبل باہمی رضامندی سے عقد مضاربت ختم کرنے یا

مدت ختم ہونے کے بعد سرمایہ کا تصفیہ کیا جائے گا، جس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں، تصفیہ عملاً وجود میں آنے سے قبل مضاربت برقرار رہے گی، لہٰذا فریق اول کو ان ایام کا بھی نفع ملے گا۔

(الف) فریق اول فریق ثانی کو اپنا حصہ بیچ دے۔

(ب) فریق اول اپنے اثاثے باہمی رضامندی سے کسی تیسرے فریق کو فروخت کر دے، اس صورت میں وہ شخص فریق اول کی جگہ رب المال کی حیثیت میں آ جائے گا اور اس کے ساتھ معاملہ کی وہی شرائط وتفصیلات ہوں گی جو اس وقت فریق اول مذکورہ کے ساتھ ہیں۔

(ج) اگر ارباب الاموال کئی ہیں تو فریق اول اپنے اثاثے کسی دوسرے رب المال کو فروخت کر دے۔

(د) اگر رب المال ایک ہے تو سرمایہ کے تصفیہ کی مزید دو صورتیں ممکن ہیں۔

1. فریق اول فریق ثانی کو اتنا وقت دے کہ وہ تمام عروض وسامان کو بیچ کر اس کو نقد کی صورت میں تبدیل کر دے، اگر دیون اور قرض ہوں تو وہ بھی وصول کر لے پھر طے شدہ شرح سے اپنا نفع لے کر سرمایہ مع نفع فریق اول کے حوالے کر دے۔

2. سامان کی بازاری قیمت لگا کر جتنا نفع بنتا ہے مضارب کو طے شدہ نسبت سے نفع دے کر کاروبار اور سامان رب المال خود لے لے۔

تنبیہ: اگر یہ دین اور قرض شہر کے اندر رہیں تو وصولی کا خرچ فریق ثانی (مضارب) پر ہوگا، اور اگر شہر سے باہر ہیں تو مالِ مضاربت سے ادا کیا جائے گا، اور اگر آمد ورفت کا خرچ دین اور قرض سے بڑھ گیا تو زائد مقدار فریق ثانی کے ذمہ ہوگی۔

(6) چونکہ فریق اول فریق ثانی کو یہ سرمایہ ایک ایسے کاروبار میں لگانے کے لیے دے رہا ہے جس میں اس کے علاوہ اور بھی متعدد افراد فریق ثانی کو مال دیتے ہیں اس لیے مذکورہ فریق اول کے ساتھ عقد مضاربت ختم ہونے کی وجہ سے اُن ارباب الاموال کا فریق ثانی کے ساتھ عقد مضاربت ختم نہ ہوگا جو اپنے عقد مضاربت ختم نہیں کرنا چاہتے، بلکہ اُن کا معاملہ

چلتا رہے گا۔

(7) متعدد ارباب الاموال کی صورت میں فریق ثانی کو اختیار ہے کہ وہ ہر شریک کے لیے شرح نفع مختلف مقرر کرے۔

(8) فریق اول فریق ثانی کو یہ سرمایہ مضاربہ مطلقہ/ مضاربہ مقیدہ کی بنیاد پر دے رہا ہے۔

(9) فریق ثانی غبن فاحش (قیمت کی ایسی کمی یا زیادتی جو عام تاجر کو قابل قبول نہ ہو) کے بغیر کاروبار کرنے کا پابند ہے، لہٰذا ایسی خریداری جو غبن فاحش کے ساتھ کی گئی ہو فریق اول پر لازم نہ ہوگی بلکہ خود فریق ثانی کے لیے ہوگی اور اس کا نقصان بھی اسی کے ذمہ ہوگا۔

(10) فریق اول مال مکمل طور پر فریق ثانی کے سپرد کر کے اس کو تصرف کا پورا اختیار دیتا ہے کہ فریق ثانی چاہے اس سے نقد کاروبار کرے یا ادھار، نیز فریق اول فریق ثانی کو کاروبار میں مبلغ_________ تک قرض لینے اور مبلغ_________ تک قرض دینے کی اور _________ مالیت تک ادھار پر خرید وفروخت کی بھی اجازت دیتا ہے، اور اس کا بھی مکمل اختیار دیتا ہے کہ فریق ثانی یہ مال کسی تیسرے فریق کو مضاربت یا شرکت پر دے۔

(11) فریق اول فریق ثانی کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ جس سے چاہے کاروباری معاملات کرے۔

(12) اصول مضاربت کے مطابق مضاربت کے کاروبار پر ہونے والے براہ راست اخراجات (مثلاً اخراجاتِ سفر وغیرہ) مالِ مضاربت سے وصول کیے جائیں گے البتہ بالواسطہ اخراجات (مثلاً علاج معالجہ پر صرف ہونے والے اخراجات) فریق ثانی کے ذمہ ہوں گے۔

(13) ہر ماہ فریق اول مبلغ_________ اور فریق ثانی مبلغ_________ اپنی ذاتی ضرورت کے اخرجات کے لیے نفع کے عنوان سے تخمیناً وصول کیا کریں گے۔ البتہ حتمی نفع نقصان کا حسب عقد کے اختتام پر کیا جائے گا۔

(14) فریقین میں سے کسی کے انتقال ہونے کی صورت میں بھی یہ عقد مضاربت ختم ہو

جائے گا، لہٰذا دونوں فریق اپنی جانب سے ایک ایک شخص مقرر کرتے ہیں جن کے نام مضاربت نامہ کے آخر میں درج ہیں، اور ان کی ذمہ داریوں کا تذکرہ شق نمبر 15-16 میں آرہا ہے۔

(15) فریق اول کا نامزد کنندہ شق نمبر 5 کے مطابق ذکر کردہ صورتوں کے تحت فریق اول کے اثاثوں کا تصفیہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ البتہ فریق اول کے ورثہ میں سے ایک یا چند افراد یا ان کے سرپرست فریق ثانی کے ساتھ مضاربت پر مال لگانا چاہیں تو نئے مضاربت نامہ کے ذریعہ لگاسکیں گے۔

(16) فریق ثانی کی موت کی صورت میں اس کا نامزد کنندہ اس کے قائم مقام کی حیثیت سے فریق اول کے ساتھ تصفیہ اور دیگر تمام معاملات باہمی رضامندی سے نمٹائے گا۔

عقد مضاربت کی یہ تحریر لکھ دی گئی ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

نوٹ: مندرجہ بالا شقوں میں سے اختیاری شقوں میں سے کسی شق کے ترک کرنے پر فریقین رضامند ہوں تو اسے اس مضاربہ نام میں سے حذف کیا جاسکتا ہے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فریق اول (رب المال)	فریق ثانی (مضارب)
نام______ولد________	نام______ولد________
دستخط________________	دستخط________________
فریق اول کا نامزد کنندہ	فریق ثانی کا نامزد کنندہ
نام______ولد________	نام______ولد________
شناختی کارڈ نمبر__________	شناختی کارڈ نمبر__________
فریق اول سے رشتہ__________	فریق ثانی سے رشتہ__________
دستخط________________	دستخط________________
گواہ نمبر 1	گواہ نمبر 2
نام______ولد________	نام______ولد________
شناختی کارڈ نمبر__________	شناختی کارڈ نمبر__________
دستخط________________	دستخط________________

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(وضاحت نامہ)

میں مسمی/مسماۃ__________ولد/زوجہ__________ شناختی کارڈ نمبر ______ __________ساکن__________اس بات کی وضاحت کرتا/کرتی ہوں کہ میں نے جو سرمایہ مضاربت کے طور پر دیا ہے وہ کسی غیر شرعی/غیر قانونی طریقے سے حاصل نہیں کیا نیز جس بینک اکاؤنٹ کے ذریعے میں اپنے مضارب کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں/کروں گا/کرتی ہوں/کروں گی، اسے میں نے کبھی غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا/کروں گا/گی۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا بیان درست اور واقعہ کے مطابق ہے اس کے خلاف ہونے کی صورت میں تمام تر قانونی مسائل کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی مضارب اس سلسلے میں کسی طرح جوابدہ نہ ہوگا۔

دستخط اقرار کنندہ__________ فون نمبر__________

گواہ نمبر 1 گواہ نمبر 2

نام______ولد______ نام______ولد______

شناختی کارڈ نمبر__________ شناختی کارڈ نمبر__________

دستخط__________ دستخط__________

(مصدقہ دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی۔ فتویٰ نمبر: 4981)

مشق: مضاربت کے معاملات

اگر فریقین کے درمیان مضاربت کا معاملہ ہو تو جھگڑے سے بچنے کے لیے معاملہ کرتے وقت کن باتوں کا معلوم اور ایک دوسرے پر واضح ہونا ضروری ہے؟

(1)______________________________

(2)______________________________

(3)______________________________

(4)______________________________

(5)______________________________

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 5:

خرید وفروخت کے معاملات

❑ خرید وفروخت کے نقد معاملات:

اصول 1: معاملہ کرتے وقت (مجلس عقد میں) فروخت کی جانے والی چیز اور اس کی قیمت کا وجود، ذات، جنس، نوع، صفت، مقدار اور قیمت کی سپردگی کی جگہ کے اعتبار سے علم ہونا ضروری ہے۔ خواہ یہ علم فریقین کے باہمی اتفاق کی وجہ سے ہوجائے یا ان کے باہمی سابقہ معاملات کی وجہ سے ہوجائے یا مارکیٹ اور تاجروں کے عرف اور حالات کی وجہ سے ہو جس کا فریقین کو علم ہو۔ (186)

فروخت کردہ چیز کے حوالے سے وضاحت:

● فروخت کی جانے والے چیز کے وجود کا یقینی (Certainty of Existence) ہونا ضروری ہے:

یعنی اگر فروخت کی جانے والی چیز کا وجود غیر یقینی ہو، واضح نہ ہو کہ یہ ہی نہ پتہ ہو کہ اس کا وجود ہے بھی یا نہیں۔ (187)

مثال:

1) جانور کے پیٹ میں موجود بچہ کو فروخت کرنا۔ (188)

2) جانوروں کے تھنوں میں موجود دودھ کو فروخت کرنا۔ (189)

3) جال میں پھنس جانے والے شکار کو فروخت کرنا۔

4) غوطہ خور کا یہ کہنا کہ اس غوطہ میں جو موتی ملے اس کو فروخت کرتا ہوں۔

5) اس سیپی میں جو موتی ہے اس کو فروخت کرتا ہوں۔

6) بھاگے ہوئے جانور یا اڑتے ہوئے پرندے (جبکہ پالتو نہ ہو) یا تیرتی ہوئی مچھلی (جبکہ آسانی سے پکڑی نہ جاسکتی ہو) کو فروخت کرنا جس کے بارے میں یہ واضح نہ ہو کہ وہ جانور پکڑا جائے گا یا نہیں۔(190)

حکم:

- اس قسم کا سودا شریعت کی نگاہ میں باطل ہے، حرام ہے اور باعث گناہ ہے۔(191)

- **فروخت کی جانے والے چیز کی جنس کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے:**

یعنی فروخت کی جانے والی چیز کی جنس غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو کہ یہ ہی نہ پتہ ہو کہ فروخت کردہ چیز کپڑا ہے یا بکری۔

مثال:

خریدار کنکری پھینکے اور کہے جس چیز پر کنکری گرے گی وہ چیز میری ہوگی۔(192)

- **فروخت کی جانے والے چیز کی ذات کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے:**

یعنی فروخت کی جانے والی چیز کی ذات غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو۔

مثال:

1) دو مختلف کپڑوں میں سے کسی ایک کپڑے کو فروخت کرنا۔

2) پورے ریوڑ میں سے کسی ایک غیر متعین جانور کو فروخت کرنا۔(193)

- **فروخت کی جانے والے چیز کی نوع کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے:**

یعنی فروخت کی جانے والی چیز کی اگر مختلف انواع (Sorts) ہوں تو وہ نوع وغیرہ واضح اور غیر متعین نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ جس چیز کا معاملہ کیا گیا ہے وہ کس نوعیت کی چیز ہے۔(194)

مثال:

1) مختلف نوعیتوں کے چاولوں (باسمتی، سیلہ، ٹوٹہ وغیرہ) میں سے کسی خاص نوعیت کو متعین اور واضح کیے بغیر فروخت کرنا۔

2) مختلف نوعیتوں کی کھجوروں (کلمی، عجوہ، ایرانی وغیرہ) میں سے کسی خاص نوعیت کی کھجور کو متعین اور واضح کیے بغیر فروخت کرنا۔

3) مختلف نوعیتوں کے کپڑوں (سوتی، ریشمی وغیرہ) میں سے کسی خاص نوعیت کے کپڑے کو متعین اور واضح کیے بغیر فروخت کرنا۔ (195)

- **فروخت کی جانے والے چیز کی صفت اور معیار کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے:**

یعنی مارکیٹ میں اگر فروخت کی جانے والی چیز مختلف صفات اور معیارات کی بکتی ہوں تو فریقین کے مابین فروخت کردہ چیز کی صفت و کوالٹی، معیار غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو کہ یہ ہی نہ پتہ ہو کہ فروخت کردہ چیز کس صفت کی حامل ہے، اس کی کوالٹی کیا ہے۔ (196)

مثال:

1) کوئی چیز مارکیٹ میں اعلی، ادنی اور متوسط درجہ کی ملتی ہو اور ان میں باہم کافی فرق بھی ہو تو اس چیز کے اعلی، ادنی اور متوسط ہونے کی حیثیت کو متعین اور واضح کیے بغیر فروخت کرنا۔

2) ایک ہی قسم کی مختلف برانڈز والی اور لوکل وامپورٹڈ چیزیں مارکیٹ میں دستیاب ہوں اور ان سب کا معیار ایک دوسرے سے مختلف ہو تو اب کسی ایک برانڈ یا لوکل وامپورٹڈ میں سے کسی کو متعین کیے بغیر فروخت کرنا۔ (197)

- **فروخت کی جانے والے چیز کی مقدار کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے:**

یعنی اگر فروخت کی جانے والی چیز ایک خاص مقدار میں ناپ کر یا تول کر یا گن کر یا پیمائش کر کے فروخت کرنا پیش نظر ہو تو ایسی صورت میں فروخت کردہ چیز کی مقدار غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو کہ یہ ہی نہ پتہ ہو کہ فروخت کردہ چیز کا وزن کیا ہے (جبکہ وہ چیز وزن کر کے

بیچی جاتی ہو)، ناپ کیا ہے (جبکہ وہ چیز ناپ کر بیچی جاتی ہو)، تعداد کیا ہے (جبکہ وہ گنتی کر کے بیچی جاتی ہو)، پیمائش کیا ہے (جبکہ وہ چیز پیمائش کر کے بیچی جاتی ہو)۔(198)

مثال:

1) گندم کا اس کی مقدار متعین اور واضح کیے بغیر معاملہ کرنا کہ وہ ایک من ہے یا دو من۔

2) زمین کا اس کی حدود اربعہ کی وضاحت کیے بغیر معاملہ کرنا۔ جبکہ خریدار کو اس کی حدود اربعہ کسی طرح معلوم نہ ہو۔(199)

حکم:

ان تمام اقسام کا سودا شریعت کی نگاہ میں فاسد اور ناجائز ہے۔(200)

● فروخت کی جانے والے چیز کی سپردگی کا مقام معلوم اور واضح ہونا چاہیے:

یعنی اگر فروخت کی جانے والی چیز معاملہ کرتے ہوئے موجود نہ ہو اور خریدار کو معلوم بھی نہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو اب اس چیز کی سپردگی کا مقام غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو کہ خریدار کو یہ ہی پتہ نہ ہو کہ فروخت کردہ چیز کہاں ہے۔

حکم:

مذکورہ صورت میں جب خریدار کو خریدی گئی چیز کی سپردگی کا مقام معلوم نہ ہو تو اس معلوم نہ ہونے سے معاملہ فاسد نہیں ہوگا۔ بلکہ خریدار کو یہ اختیار ہوگا کہ معاملہ فسخ کردے یا وہ چیز جہاں موجود ہے وہیں سے وصول کرلے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو جس کے نقل و حمل میں مشقت یا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو۔ اگر وہ چیز ایسی نہ ہو جس کے نقل و حمل پر مشقت یا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو تو مذکورہ صورت میں خریدار کو معاملہ کے ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔(201)

قیمت کے حوالے سے وضاحت:

● قیمت کا وجود واضح اور معلوم ہو۔ جیسے؛

ہوا میں اڑتے پرندے کو یا ایسے بدکے ہوئے اونٹ کو قیمت کے طور پر مقرر کیا جائے جس کو پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔(202)

● قیمت کی ذات واضح اور معلوم ہو۔ جیسے؛

1) دو مختلف کپڑوں میں سے کسی ایک کپڑے کو بطور قیمت مقرر کرنا۔

2) پورے ریوڑ میں سے کسی ایک غیر متعین جانور کو بطور قیمت مقرر کرنا۔(203)

● قیمت کی جنس واضح اور معلوم ہو۔ جیسے؛

سامان کو کرنسی کے بدلے فروخت کیا گیا لیکن قیمت کی ادائیگی کس کرنسی میں ہوگی یعنی ڈالر میں ہوگی یا روپیہ میں ہوگی، یہ طے نہیں ہوا جبکہ صورت حال یہ ہو کہ مارکیٹ میں دونوں ہی قسم کی کرنسیاں برابر برابر رائج ہوں۔(204)

● قیمت کی نوع واضح اور معلوم ہو۔ جیسے؛

1) مختلف نوعیتوں کے چاولوں (باسمتی، سیلہ، ٹوٹہ وغیرہ) میں سے کسی خاص نوعیت کو متعین اور واضح کیے بغیر بطور قیمت مقرر کرنا۔

2) مختلف نوعیتوں کی کھجوروں (کلمی، عجوہ، ایرانی وغیرہ) میں سے کسی خاص نوعیت کی کھجور کو متعین اور واضح کیے بغیر بطور قیمت مقرر کرنا۔

3) مختلف نوعیتوں کے کپڑوں (سوتی، ریشمی وغیرہ) میں سے کسی خاص نوعیت کے کپڑے کو متعین اور واضح کیے بغیر بطور قیمت مقرر کرنا۔(205)

4) مختلف مالیت کے ڈالروں میں سے کسی خاص نوعیت کے ڈالر کو متعین اور واضح کیے بغیر طے کرنا بشرطیکہ ان مختلف مالیت کے ڈالروں میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کے نسبت زیادہ مروج نہ ہو۔ کیونکہ مذکورہ صورت میں اگر کوئی ایک قسم زیادہ مروج ہو (مثلاً پاکستان

میں امریکی ڈالر زیادہ معروف ہیں) تو وہی امریکی ڈالر خود بخود متعین ہو جائیں گے اور معاملہ اسی کے مطابق شمار ہوگا۔(206)

● قیمت کی صفت واضح اور معلوم ہو۔ جیسے:

1) کوئی چیز مارکیٹ میں اعلی، ادنی اور متوسط درجہ کی ملتی ہو اور ان میں باہم کافی فرق بھی ہو تو اس چیز کے اعلی، ادنی اور متوسط ہونے کی حیثیت کو متعین اور واضح کیے بغیر بطور قیمت مقرر کرنا۔

2) ایک ہی قسم کی مختلف برانڈز والی اور لوکل وامپورٹڈ چیزیں مارکیٹ میں دستیاب ہوں اور ان سب کا معیار ایک دوسرے سے مختلف ہو تو اب کسی ایک برانڈ یا لوکل وامپورٹڈ میں سے کسی کو متعین کیے بغیر بطور قیمت مقرر کرنا۔(207)

● قیمت کی مقدار واضح اور معلوم ہو۔ جیسے:

1- کپڑے کو سونے کی ٹکیہ کے عوض فروخت کرنا جبکہ سونے کی ٹکیہ کا وزن معلوم نہ ہو۔

2- فروخت کنندہ کا خریدار کو یہ کہہ کر چیز فروخت کرنا کہ جس قیمت میں یہ چیز فلاں شخص نے خریدی ہے اسی قیمت میں بھی فروخت کرتا ہوں جبکہ خریدار کو اس شخص کی قیمت خرید کا معاملہ کرنے کی مجلس میں علم نہ ہو۔(208)

نیز فروخت کنندہ کا یہ کہنا کہ یہ چیز آپ لے جائیں، اس کی جو عام قیمت ہوگی وہ دے دینا۔ یا وہ یوں کہے: آپ سے مناسب قیمت ہی لی جائے گی، یا یوں کہے: جتنا فلاں نے دیا آپ بھی وہی دینا، یا یوں کہے: آپ چیز لے جائیں بعد میں آپ کو قیمت بتا دوں گا وغیرہ وغیرہ یہ صورتیں شرعی لحاظ سے ثمن مجہول ہونے کی ہیں اور ثمن مجہول ہونے کی صورت میں بیع فاسد ہوتی ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں بیع فاسد ہے البتہ مذکورہ صورتوں میں اسی مجلس میں قیمت کی تعیین ہوگئی یا مذکورہ صورتوں میں قیمت کو کسی دوسرے یا مارکیٹ ریٹ کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہو تو ان صورتوں میں خریدار کو اگر پہلے سے قیمت کا علم ہو یہ خرید و فروخت درست ہے۔ (209)

مذکورہ معاملات کا اجمالی حکم:

ان تمام اقسام کا سودا شریعت کی نگاہ میں فاسد اور ناجائز ہے۔(210)

• قیمت کی سپردگی کی جگہ واضح اور معلوم ہو۔ جیسے:

یعنی اگر فروخت کی جانے والی چیز کی قیمت ایسی ہو جس کے نقل و حمل میں مشقت (مثلاً بہت زیادہ چلنا پڑتا ہو) یا (لوڈنگ، مزدوری وغیرہ کے اخراجات کا) خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو تو اس صورت میں معاملہ کرتے ہوئے قیمت کی سپردگی کا مقام غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ وہ فروخت کردہ چیز کی قیمت کہاں سپرد کی جائے گی، جس کی وجہ سے بعد میں نزاع اور جھگڑے کا خدشہ ہوگا۔(211)

البتہ اگر وہ چیز ایسی نہ ہو کہ جس کے نقل و حمل میں مشقت یا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو تو معاملہ کرتے ہوئے قیمت کی حوالگی کی جگہ بیان کرنا ضروری نہیں بلکہ فروخت کنندہ جہاں ادائیگی کا مطالبہ کرے گا وہیں قیمت کی سپردگی خریدار کے ذمہ میں لازم ہوگی۔(212)

حکم:

مذکورہ صورت میں جب فروخت کنندہ کو بیچی گئی چیز کی قیمت کی سپردگی کا مقام معلوم نہ ہو تو اس معلوم نہ ہونے سے معاملہ فاسد نہیں ہوگا۔ بلکہ فروخت کنندہ کو یہ اختیار ہوگا کہ معاملہ فسخ کردے یا وہ قیمت جہاں موجود ہے وہیں سے وصول کرلے بشرطیکہ قیمت میں دی جانے والی چیز ایسی ہو جس کے نقل و حمل میں مشقت یا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو۔ اگر وہ چیز ایسی نہ ہو جس کے نقل و حمل پر مشقت یا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو تو مذکورہ صورت میں فروخت کنندہ کو معاملہ کے ختم کرنے کا اختیار نہیں۔(213)

❑ خرید و فروخت کے ادھار معاملات:

اصول 2:

● **اگر فروخت کردہ چیز ادھار ہو (اور اس کی قیمت نقد ہو جس کو شرعی اصطلاح میں ''بیع سلم'' کہا جاتا ہے) تو فروخت کردہ چیز کا وجود، جنس، ذات، نوع، معیار اور مقدار کے اعتبار سے معلوم اور واضح ہونے کے ساتھ (جس کی مکمل وضاحت اصول نمبر 1 کے تحت گزر چکی ہے) اس چیز کی سپردگی کی جگہ اور حوالگی کے وقت کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے۔(214)**

اس اصول کی کافی وضاحت پہلے ہو چکی ہے یہاں صرف بیع سلم کے تحت خریدی گئی چیز کی سپردگی کی جگہ اور حوالگی کے وقت سے متعلق تفصیل لکھی جا رہی ہے۔

● اگر فروخت کی جانے والی چیز ایسی ہو جس کے نقل وحمل میں مشقت (مثلاً بہت زیادہ چلنا پڑتا ہو) یا (لوڈنگ، مزدوری وغیرہ کے اخراجات کا) خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو تو اس صورت میں معاملہ کرتے ہوئے فروخت کردہ سامان کی سپردگی کا مقام غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ وہ فروخت کردہ چیز کہاں سپرد کی جائے گی، جس کی وجہ سے بعد میں نزاع اور جھگڑے کا خدشہ ہوگا۔

● اسی طرح فروخت کردہ چیز کی سپردگی (حوالگی) کی مدت غیر واضح اور غیر متعین نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ فروخت کنندہ (مسلم الیہ) فروخت کردہ چیز (مسلم فیہ) کو کس تاریخ کو کس دن میں سپرد کرے گا۔(215)

● **اگر فروخت کردہ چیز استصناع کے تحت خریدی گئی ہو** (یعنی کسی چیز کو آرڈر پر تیار کروایا گیا ہو) **تو اس کی بھی جنس، ذات، نوع، معیار، مقدار اور اس کی سپردگی کی جگہ** (جبکہ

وہ چیز ایسی ہو جس کے نقل و حمل پر مشقت یا خرچہ آتا ہو) **کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے۔**

نیز مزید کسی چیز کی تعیین کی ضرورت محسوس ہو تو اس کی بھی وضاحت ضروری ہے تاکہ بوقت ادائیگی کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ مثال کے طور پر صانع کی اہلیت اور شخصیت کا تعین کر لیا جائے جہاں اس کے مبہم چھوڑنے سے نزاع کا خدشہ ہو۔ ہاں اگر خریدار کو ایک خاص قسم کی شکل و صورت اور صفات کی چیز درکار ہو، بنانے والا کوئی بھی ہو اس سے خریدار کو غرض نہ ہو تو ایسی صورت میں صانع یعنی بنانے والے کی اہلیت یا شخصیت کی تعیین پھر ضروری نہ ہوگی۔ البتہ استصناع کے معاملہ میں یہ بات مزید ہے کہ کسی چیز کا آرڈر دیتے وقت ادھار کی کوئی مدت مقرر نہ کی جائے بلکہ اگر کوئی مدت ذکر بھی کی جائے تو اس سے مقصود صرف یہ ہو کہ اس تاریخ سے پہلے پہلے چیز تیار کر کے حوالہ کی جائے گی ورنہ اس تاریخ پر ضرور چیز دی جائے گی۔ یہ مطلب نہ ہوگا کہ بیچنے والے کو یہ حق حاصل ہو کہ اگر اس کے پاس چیز تیار ہو تو وہ مقررہ مدت تک چیز اپنے پاس روکنے کا اختیار رکھے بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ فوری طور پر وہ چیز خریدار کے حوالہ کر دے۔ (216)

اصول 3:

● اگر فروخت کردہ چیز کی کل قیمت کی ادائیگی ادھار ہو تو ادھار کی مدت کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے۔ (217)

وضاحت:

● معاملہ اگر ادھار کا ہو، مثلاً فریقین کی باہمی رضامندی سے معاملہ اس شرط پر طے ہو کہ اس کی قیمت ادھار ہوگی تو باہمی اختلاف و نزاع سے بچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس ادھار کی مدت واضح ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہی پتہ نہ ہو کہ ادھار کی ادائیگی کی مدت کیا ہے۔

● فریقین اگر ادھار کی کوئی مدت طے نہ کریں یا کوئی ایسی مدت طے کر لیں جس کا وقت آگے پیچھے ہو سکتا ہو، مثلاً زید کے سفر سے آنے کے وقت یا ادھار کی ادائیگی کا وقت گندم کی کھٹائی کا

موسم یا باغات سے پھل اتارے جانے والے دن یا بارش والے دن کو مقرر کیا جائے تو شرعاً یہ درست نہیں، کیونکہ اس میں ادھار کی ادائیگی کا وقت واضح نہیں ہے جس سے بعد میں جھگڑے اور تنازع کا اندیشہ ہے۔ (218)

● **اگر فروخت کردہ چیز کی قیمت کا کچھ حصہ ادھار ہو مثلاً معاملہ قسطوں میں طے ہو تو معاملہ کرتے ہوئے (مجلس عقد میں) مزید چند باتوں کا معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے؛**

(1) کل قسطیں کتنی ہوں گی۔

(2) ہر قسط کی ادائیگی کا وقت کیا ہوگا۔

(3) ہر قسط میں کتنی رقم دینی ہوگی۔ (219)

وضاحت:

اگر فریقین کے درمیان قیمت کی ادائیگی قسطوں میں ادا کرنا طے پائے تو اس صورت میں معاملہ کرتے وقت اس بات کی وضاحت ہونا بھی ضروری ہوگا کہ کتنے عرصہ تک کل کتنی قسطیں کب کب ادا کرنی ہوں گی اور ہر ایک قسط میں کتنی رقم ادا کرنا ضروری ہوگا۔

مثلاً یوں معاملہ کیا جائے کہ یہ سامان ایک سال کی قسطوں میں کل ایک لاکھ بیس ہزار روپے کے عوض فروخت کیا گیا اور ہر قسط (یعنی دس ہزار روپے) کی ادائیگی شمسی مہینہ کی پانچ تاریخ تک لازم ہے۔

● **فروخت کردہ چیز اور اس کی قیمت سے متعلق اخراجات کا واضح ہونا:**

بہتر تو یہ کہ فریقین باہمی رضامندی سے معاملہ کی وجہ سے لازم ہونے والے فروخت کردہ چیز اور اس کی قیمت سے متعلق متفرق اخراجات کے بارے میں یہ طے کرلیں کہ کون سے اخراجات کس فریق کے ذمہ میں لازم ہوں گے تاکہ بعد میں ان اخراجات کی ادائیگی کے وقت کسی قسم کی کوئی بدمزگی اور نزاع کی صورت پیدا نہ ہو۔ تاہم کسی وجہ سے اگر اس قسم کے

اخراجات سے متعلق کوئی بات واضح نہ ہو سکی ہو کہ وہ کس کے ذمہ میں لازم ہوں گے تو شرعاً خرید و فروخت ہو جانے کے بعد فروخت کردہ چیز اور اس کی قیمت سے متعلق اخراجات کی ذمہ داری کے بارے میں کچھ تفصیل ہے۔

فروخت کنندہ کے ذمہ: مال کو تولنے یا اس کی مقدار معلوم کرنے کے لیے یا اس کو مجلس عقد میں پیش کرنے کے لیے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے اس کے اخراجات کی ذمہ داری فروخت کنندہ پر ہوگی۔

- اسی طرح اگر کسی ایسی چیز کا معاملہ ہوا ہو جس کو کسی دوسری چیز میں سے نکالنا یا الگ کرنا پڑتا ہو تو اس صورت میں الگ کرنے اور نکالنے کے اخراجات بھی اصولی طور پر فروخت کنندہ پر ہوں گے۔ الا یہ کہ کسی خاص چیز کے بارے میں آپس میں کچھ طے کیا ہو یا عرف عام اس کے برعکس ہو تو اس صورت میں شرط اور عرف کے مطابق معاملہ ہوگا۔ **(220)**

لیکن اگر کسی نے کسی خاص مقدار کی تصریح کے بغیر صرف تخمینہ (Estimation) لگا کر کوئی چیز خریدی ہو مثلاً کسی باغ کا سارا پھل خرید لیا، یا کسی کھیتی کی ساری فصل خریدی، یا کسی کشتی یا گاڑی میں موجود سارا سامان خرید لیا تو ان صورتوں میں اس خریدی ہوئی چیز کے اتارنے اور نقل و حمل پر جو اخراجات آئیں گے وہ خریدار کے ذمہ ہوں گے۔ **(221)**

- خریدار کے ذمہ: اگر قیمت ایسی چیز ہو جس کو تولنے اور پرکھنے وغیرہ کی ضرورت ہو تو اس سے متعلق اخراجات کی ذمہ داری خریدار پر ہوگی۔

اسی طرح مال کی قیمت کی ادائیگی اور منتقلی میں آنے والے اخراجات بھی اصولی طور پر خریدار کے ذمہ ہیں۔ نیز فروخت کنندہ سے مال کی وصولی کر کے منتقل کرنا چونکہ خریدار کی ذمہ داری ہے اس لیے اس سے متعلق اخراجات خریدار پر ہوں گے۔ **(222)**

تاہم کسی جگہ کا عرف اس کے برعکس ہو تو ایسی صورت میں عرف کے مطابق معاملہ ہوگا۔ **(223)**

مشق: خرید وفروخت کے معاملات

(1) اگر خرید وفروخت کا نقد معاملہ ہو رہا ہو تو مجلس عقد میں چیز اور قیمت سے متعلق فریقین کو کن کن باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہے؟

جواب: ______________________________

____

____

(2) اگر خرید وفروخت کے معاملے میں چیز (مبیع) ادھار ہو اور قیمت نقد ہو (بیع سلم ہو) تو مجلس عقد میں مزید کن باتوں کا فریقین کو معلوم ہونا ضروری ہے؟

جواب: ______________________________

____

(3) اگر خرید وفروخت کے معاملے فروخت کردہ چیز کی کل قیمت ادھار ہو تو مجلس عقد میں مزید کس بات کا فریقین کو معلوم ہونا ضروری ہے؟

جواب: ______________________________

(4) اگر خرید وفروخت کے معاملے فروخت کردہ چیز کی کل قیمت ادھار نہ ہو بلکہ قیمت کا کچھ حصہ ادھار ہو تو مجلس عقد میں کن باتوں کا فریقین کو معلوم ہونا ضروری ہے؟

جواب: ______________________________

____

فصل 6:

کرایہ داری (اجارہ) کے معاملات

اصول 1: اگر کرایہ داری کا معاملہ ہو تو اس میں درج ذیل چیزوں کا واضح اور معلوم ہونا ضروری ہے؛

(1) کرایہ (یا اجرت) کیا ہوگا

(2) کرایہ داری کے معاملہ کی مدت/ وقت/ مقدار کیا ہوگی

(3) جس چیز سے متعلق کرایہ داری کا معاملہ ہے وہ کیا ہوگی **(224)**

وضاحت:

(1) کرایہ اور اجرت معلوم اور واضح ہو۔ یعنی بطور کرایہ اور اجرت جو چیز طے ہو اس کا جنس، نوع، ذات، صفت، مقدار وغیرہ کے اعتبار سے وہ سب معلوم اور واضح ہونا ضروری ہے جن کی تفصیل ماقبل میں خرید و فروخت کے نقد معاملات کے تحت اصول نمبر 2 کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ **(225)**

حکم:

اگر کرایہ داری کے معاملہ میں اجرت یا کرایہ واضح طور پر طے نہ کیے گئے تو اس صورت میں معاملہ فاسد ہوگا جس کا ختم کر کے از سرے نو کرنا ضروری ہوگا اور اگر کرایہ پر لی گئی چیز سے منفعت اٹھالی گئی ہو تو اب طے شدہ مبہم اجرت کے بجائے اس چیز کی عام رائج اجرت لینا دینا فریقین پر لازم ہوگا۔ البتہ اگر کسی چیز کی کوئی عام رائج اجرت طے نہ ہو یا معلوم نہ

ہو سکے تو پھر دو معتبر اور تجربہ کار لوگ اتنی مدت کے لیے اس چیز کے استعمال کی جو اجرت طے کریں گے وہ اس کی اجرت قرار پائے گی اور کرایہ دار کے اوپر طے شدہ اجرت کی بجائے اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔(226)

(2) کرایہ داری کے معاملہ کی مدت/ وقت/ مقدار معلوم اور واضح ہو، جیسے؛

- اگر مکان کرایہ پر دیا گیا ہو تو جتنے عرصہ کے لیے مکان کرایہ پر لینا دینا منظور ہو مثلاً ایک سال یا پانچ سال تو اس مدت کا واضح اور معلوم ہونا ضروری ہے۔
- اگر گاڑی کرایہ پر دی گئی ہو تو جتنے عرصہ کے لیے گاڑی کرایہ پر لینا دینا منظور ہو مثلاً ایک دن یا ایک ہفتہ تو اس مدت کا واضح اور معلوم ہونا ضروری ہے۔
- اگر کسی فرد کو ملازمت پر رکھا گیا ہو تو چونکہ یہ بھی شرعاً کرایہ داری کا معاملہ ہی ہے اس لیے اس میں ملازمت کے اوقات کا متعین اور واضح ہونا ضروری ہے۔(227)

حکم:

اگر کرایہ داری کے معاملہ میں مدت یا وقت وغیرہ واضح طور پر طے نہ کیے گئے تو اس صورت میں معاملہ فاسد ہوگا جس کا ختم کر کے از سرِ نو کرنا ضروری ہوگا۔

(3) جس چیز سے متعلق کرایہ داری کا معاملہ ہو وہ چیز معلوم اور واضح ہو۔ جیسے:

- مالک مکان اپنے دو گھروں میں سے کسی ایک کی تعیین کیے بغیر یہ کہے کہ میں نے ان دونوں میں سے ایک گھر تم کو کرایہ پر دیا اور مجلس عقد میں کرایہ پر دیے گئے مکان کی تعیین نہیں کی گئی۔
- گاڑی کا مالک اپنی دو گاڑیوں میں سے کسی ایک کی تعیین کیے بغیر یہ کہے کہ میں نے ان دونوں میں سے ایک گاڑی تم کو کرایہ پر دی اور مجلس عقد میں کرایہ پر دی گئی گاڑی کی تعیین نہیں کی گئی۔

نیز یہ بھی واضح اور معلوم ہونا ضروری ہے کہ جس چیز سے متعلق کرایہ داری کا معاملہ ہو اس کی جنس، نوع، اور وصف کیا ہوگی۔ جیسے؛

- عربی پڑھانے کا استاذ یا فارسی پڑھانے کا یا اردو کا. فلاں محکمے کی محرری، فلاں عدالت کی وکالت
- اگر مکان (یا دوکان وغیرہ) کرایہ پر لیا ہے تو صراحت ہو کہ اس میں سکونت اختیار کرے گا یا کوئی فیکٹری وغیرہ لگائے گا۔
- اگر زمین کرایہ پر لی ہو تو زراعت مقصود ہے یا کوئی کام، اگر زراعت ہوگی تو کس چیز کی ہوگی، گندم چاول بینگن وغیرہ۔
- گاڑی کرایہ پر لی تو سواری کے لیے یا کوئی سامان لادنے کے لیے

غرض یہ ہے کہ وہ تمام باتیں صراحت کر دینی چاہیے جن کے متعلق بعد میں جھگڑا پیش آنے کا احتمال ہو۔**(228)**

حکم:

جس چیز سے متعلق کرایہ داری کا معاملہ ہو وہ چیز اگر معاملہ میں واضح طور پر طے نہ ہو تو اس صورت میں معاملہ فاسد ہوگا جس کا ختم کر کے از سرے نو کرنا ضروری ہوگا۔

مشق: کرایہ داری (اجارہ) کے معاملات

اگر کرایہ داری (اجارہ) کا معاملہ ہو رہا ہو تو مجلس عقد میں فریقین کو کن کن باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہے؟

جواب: ______________________________

____

____

فصل 7:

بروکری (دلالی) کے معاملات

اصول 1: بروکر کے ذمہ کام کی نوعیت مکمل طور پر واضح ہو اسی طرح بروکر کا کمیشن واضح اور متعین ہو خواہ صافی رقم کی صورت میں یا قیمت کے کسی متعین فیصدی حصہ کی صورت میں۔ (229)

وضاحت:

- کام کی نوعیت واضح ہو، یعنی:

یہ بات واضح ہو کہ بروکر کے ذمہ کیا امور ہوں گے؟ کس حد تک کام کرنا اس کے ذمہ داری ہوگی، اس بات کا تعین معاملہ کرتے ہوئے ضروری ہے تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع نہ ہو۔

- کمیشن واضح طور پر متعین اور معلوم ہو، یعنی:

یہ بات واضح ہو کہ بروکر کی اجرت کیا اور کتنی ہوگی، ایسا نہ ہو کہ بروکر کی اجرت طے نہ ہو یا طے تو ہو لیکن اس سے متعلق غیر یقینی صورت حال پائی جاتی ہو مثلاً اس کی اجرت یوں طے کی جائے کہ آپ یہ چیز فروخت کر دیں اور قیمت فروخت میں سے مجھے اتنی رقم (ایک متعین رقم) دے دینا، باقی جو بچے وہ سارا آپ (بروکر) کا ہوگا۔ اب یہاں اجرت کے حوالہ سے غیر یقینی صورت حال اس طرح پائی جاتی ہے کہ معاملہ ہو جانے کے بعد ممکن ہے کہ بروکر کے لیے کچھ رقم نہ بچے۔ لہٰذا اس طرح معاملہ کرنے کے بجائے یوں معاملہ کیا جائے کہ بروکر کی اجرت لگی بندھی اور متعین ہو۔

- کمیشن کے متعین ہونے کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کمیشن کے لیے صافی رقم مختص کر لی جائے، مثلاً پانچ ہزار روپے یا اس کے علاوہ کوئی اور رقم۔

اور اگر فروخت شدہ یا خرید شدہ چیز کی قیمت میں سے متعین فیصدی حصہ طے کر لیا جائے تو بھی درست ہے۔ مثلاً قیمت فروخت کا دو فیصد حصہ کمیشن طے کر لیا جائے۔

حکم:

اگر کمیشن غیر واضح ہو اور معلوم نہ ہو تو اس صورت میں معاملہ فاسد تو نہیں ہوگا البتہ عرف میں اس جیسے معاملہ کرنے کی صورت میں اور بروکرز کا جتنا کمیشن بنتا ہے اب اتنے ہی کمیشن (یعنی اجرت مثل) کا اس کیے گئے معاملہ میں بروکر حقدار ہوگا۔ (230)

اصول:

اگر فریقین میں خرید و فروخت کے معاملات گذشتہ اصولوں کے مطابق ہوجانے کے بعد معلوم ہوا کہ فروخت کردہ مال فروخت کنندہ کی ملکیت نہیں تھا بلکہ کسی دوسرے شخص کی ملکیت تھا یا وہ مال فروخت کنندہ کی ملکیت تھا لیکن جس جنس کا مال مطلوب تھا وہ اس جنس کا مال نہیں تھا یا وہ مال عیب دار تھا یا مال جس نوعیت کا مطلوب تھا وہ اس نوعیت کا نہیں تھا یا مال جس معیار وکوالٹی کا مطلوب تھا وہ اس معیار کا نہیں تھا یا مال جتنی مقدار میں مطلوب تھا وہ اتنی مقدار میں نہیں تھا یا مال جس قیمت میں فروخت کیا گیا تھا وہ قیمت مارکیٹ ریٹ سے بہت زیادہ تھی تو ان سب صورتوں میں خرید و فروخت کے شرعی اصولوں کے مطابق فریقین کے معاملات کے کیا احکام ہوں گے؟ اور فریقین کو کیا کیا اختیارات حاصل ہوں گے؟ ان سب کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس صورت میں فریقین کے معاملات کالعدم شمار ہوں گے اور کس صورت میں فریقین پر سودا ختم (Cancel) کرنا ضروری ہوگا اور کس صورت میں فریقین میں سے کسی ایک کو سودا ختم کرنے یا مال واپس لینے کا اختیار ہوگا اور کس صورت میں صرف قیمت کی کمی یا نقصان کے بقدر تاوان (ضمان) لینے کا اختیار ہوگا اور کس صورت میں دونوں اختیار (قیمت

کی کمی لینے اور سودا ختم کرنے کا اختیار) ہوں گے اور کس صورت میں کوئی اختیار نہیں ہوگا، ان سب تفصیلات کا معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ ناحق مطالبہ کرنے یا حق ہونے کے باوجود حق نہ دینے کی وجہ سے جھگڑے پیدا نہ ہوں۔

(مذکورہ باتوں کے جاننے کے لیے بندہ کی تصنیف ''مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات'' کا مطالعہ فرمائیں)

مشق: بروکری (دلالی) کے معاملات

اگر بروکری (دلالی) کا معاملہ ہو رہا ہو تو مجلس عقد میں فریقین کو کن کن باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہے؟

جواب: ____________________

____

____

دوسرا سبب: بد دیانتی، بدنیتی، ناانصافی، حق تلفی

لڑائی جھگڑے اور تنازعات کا ایک سبب بد دیانتی، بدنیتی، ناانصافی اور حق تلفی ہے۔اس کی شکلیں عام طور پر جو ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1) حق والے کا حق تسلیم نہ کرنا
2) حق والے کو حق نہ دینا
3) حق والے کو پورا حق نہ دینا
4) حق والے کو اس کا حق بروقت نہ دینا/ ٹال مٹول کرنا
5) جو حق نہیں بنتا اس کا مطالبہ کرنا
6) حق سے زائد کا مطالبہ کرنا
7) وقت سے پہلے مطالبہ کرنا
8) حق کا مطالبہ ناحق طریقے سے کرنا
9) حق کی ادائیگی میں سست اور مطالبے میں چست (دوہرے معیار)
10) اپنا رویہ (حق کے مطالبے/ ادائیگی میں) بے لچک اور دوسرے سے رعایت اور چشم پوشی کا مطالبہ

❑ انسان بد دیانتی، بدنیتی، ناانصافی اور حق تلفی کیوں کرتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ۔ (231)

دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرص جاہ و دولت پر دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

ظلم کے دو بڑے سبب:

(1) حب مال/حرص وہوس، خودغرضی، مفاد پرستی اور ہر چیز میں اپنی راحت اور اپنا فائدہ سوچنا۔

(2) حب جاہ/تکبر وانانیت

قرآن کریم میں ہے:

وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ وَأُحۡضِرَتِ الۡأَنۡفُسُ الشُّحَّ۔

(النساء:128)

صلح کرلینا بہتر ہے (لیکن چونکہ) انسانوں کے دلوں میں لالچ کا مادہ تو رکھا ہی گیا ہے (تو وہ صلح میں مانع بنتا ہے)

اس آیت میں لڑائی جھگڑے ہوتے کیوں ہیں؟ اگر ہو جائے تو ختم کیسے ہوں گے؟ اس کے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

لڑائی جھگڑوں کی بنیاد حق تلفی ہوتی ہے ... اور حق تلفی کی بنیاد حرص وہوس، حب مال اور حب جاہ (کبر وانانیت) ہے۔

صلح کی بنیاد حقوق سے کلی یا جزوی دستبرداری، حقوق میں ایثار، تواضع وعاجزی ہوتی ہے ... اور دستبرداری، تواضع اور عاجزی میں رکاوٹ، حرص وہوس حب مال اور حب جاہ ہے۔ کیونکہ حریص اور متکبر شخص حقوق میں ایثار اور تواضع والا معاملہ کہاں کرسکتا ہے!!(232)

حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا:

اتفاق کی جڑ تواضع ہے اس لیے تکبر والوں میں کبھی اتفاق نہ ہوسکے گا، ہر شخص اپنی بات بڑھاتا جائے گا، اگر اتفاق کرنا ہو تو تواضع سکھلاؤ پھر اتفاق ہوسکے گا۔(233)

حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:

إِنَّ اللهَ أَوۡحَى إِلَيَّ أَنۡ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبۡغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفۡخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ۔(234)

اللہ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔

حب مال اور حب جاہ بھی ایک نشہ ہے اور شیطان نشہ کے ذریعہ ہی لوگوں میں لڑائی جھگڑے کرواتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ (مائدۃ:91)

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈالدے۔

جس طرح شراب کا نشہ انسان کی عقل کو خراب کر دیتا ہے پھر جب عقل خراب ہو جاتی ہے تو لڑائی جھگڑائی ہوتے ہیں، اسی طرح حرص وہوس، حب مال اور حب جاہ کا نشہ بھی انسان کو اندھا کر دیتا ہے، انسان سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے، حدیث میں آتا ہے:

حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِيْ وَيُصِمّ۔ (235)

تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

شیطان کا طریقہ واردات

یہ ہے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ کون کس نشہ (شراب، حب مال وحب جاہ) کا عادی ہے جب یہ تشخیص کر لیتا ہے۔ تو اسی اعتبار سے اس شخص کی نگاہ میں اس چیز کو خوشنما بنا دیتا ہے، ترغیب دیتا ہے، عادی بناتا ہے، یہ چیزیں اس کی لگامیں ہیں پھر جب وہ شخص ان نشوں (حب جاہ ومال) میں آگے بڑھتا ہے تو اس کی عقل خراب، سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں، پھر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ (236)

لہٰذا فریقین کو چاہیے کہ حرص وہوس حب مال وحب جاہ (تکبر وانانیت) کی بری خصلت

کو اپنے اندر سے نکالیں یعنی اس کے تقاضوں پر عمل نہ کریں بلکہ اس کی ضد یعنی حقوق میں ایثار، احسان اور دستبرداری، تواضع و عاجزی سے کام لے کر صلح و سمجھوتہ کر لیں (بعض دفع اپنے موقف/حق سے پیچھے ہٹنا سب کو بچا لیتا ہے)

جب فریقین اس نسخہ پر عمل کریں گے یعنی حقوق طلبی کے مقابلے میں حقوق میں ایثار و دستبرداری، تواضع و عاجزی سے کام لیں گے تو لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور صلح، باہمی اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ جو نتائج و ثمرات کے اعتبار سے لڑائی جھگڑوں، فتنہ و فساد سے بہت بہتر ہے اس میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔(237)

وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

(الحشر:09)

اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں

اہم مشورہ!

- یہ چیز حاصل کرنے کے لیے جلد سے جلد اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں
- اور جب تک یہ بات حاصل نہیں ہو جاتی اس وقت تک نزاعات اور جھگڑوں میں اپنے حق اور دوسرے کے ناحق ہونے کا فیصلہ خود ہرگز نہ کریں، کسی غیر جانب دار صاحب حکمت و بصیرت سے فیصلہ کرائیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔
- اگر آپ گھر یا کسی ادرہ کے بڑے ہیں تو اپنے ماتحتوں کی اخلاقی تربیت کیلئے وقتاً فوقتاً تربیتی مجالس/ ورک شاپس کا انتظام کریں۔
- روزانہ صبح فجر کے بعد یہ دعا کر لیں کہ:

یا اللہ! میں ہر حق والے کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں، کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہتا لہٰذا آج کے دن مجھ پر جس جس کے جو جو حق ہے اُن سب کی ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہر قسم کی حق تلفی سے میری حفاظت فرما۔

کتاب: 3

مالی تنازعات اور جھگڑوں کو ایسے حل کریں۔

کتاب 3:

مالی تنازعات اور جھگڑوں کو ایسے حل کریں

اصول 1: باتیں دل میں نہ رکھیں بلکہ اچھے انداز سے کہہ سن کر تبادلہ خیال کر کے مسئلہ جلد حل کرنے کی کوشش کریں۔

وضاحت:

- دل میں نہ رکھیں

قرآن کریم میں ہے؛

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (حشر:10)

اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

حدیث مبارک میں ہے؛

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ۔ (238)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کی بابت کوئی بات نہ پہنچائے۔ میں چاہتا ہوں

کہ میں تمہارے پاس آؤں، تو میرا سینہ صاف ہو (کسی کے متعلق میرے دل میں کدورت نہ ہو)۔"(239)

ایک دوسری حدیث میں ہے؛

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ، قَالَ: هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ.(240)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر صاف دل، زبان کا سچا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: زبان کے سچے کو تو ہم سمجھتے ہیں، صاف دل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پرہیزگار صاف دل جس میں کوئی گناہ نہ ہو، نہ بغاوت، نہ کینہ اور نہ حسد۔

المرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ تبادلہ خیال کیسے کریں؟

● **آمادہ کریں:** جس شخص کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہوں اس کو تبادلہ خیال پر آمادہ کریں، اگر وہ تبادلہ خیال پر آمادہ نہ ہو تو وجہ تلاش کریں، معلوم کریں، اس سے تبادلہ خیال کا ایک موقع طلب کریں، کسی اور کے کہنے سے آمادہ ہو سکتا ہو تو اس کے ذریعہ سے آمادہ کریں۔

● **احسن انداز سے کریں:** باہمی تبادلہ خیال کرتے ہوئے فریق مخالف کے سامنے صرف خامیاں نہیں، تمام خامیاں نہیں بلکہ صرف پریشان کن خامیاں، شکایات اور مطالبے اچھے انداز سے زیر بحث لائے جائیں۔ اس کی طرف سے جو شکایات ہوں انہیں بھی سنا جائے، اگر شکایات درست ہوں تو کھلے دل سے تسلیم کیا جائے، اعتراف کیا جائے، بلاوجہ کی تاویلوں سے احتراز کیا جائے، آئندہ کے لیے ان شکایات کا ازالہ کیا جائے، کوئی مشکل ہو تو

اس کا حل نکالا جائے۔

اگر شکایات درست نہ ہوں تو اچھے انداز سے غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے اگر فریق ثانی پورے طور پر حقوق کی ادائیگی کے لیے آمادہ نہ ہو تو آپ جہاں تک ممکن ہو حقوق میں ایثار دستبرداری سے کام لیں کیونکہ صلح کی بنیاد حقوق سے کلی یا جزوی دستبرداری، حقوق میں ایثار اور تواضع وعاجزی ہوتی ہے۔قرآن مجید میں ہے؛

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ۔

(النساء:128)

اور صلح کر لینا بہتر ہے اور انسانوں کے دل میں (کچھ نہ کچھ) لالچ کا مادہ تو رکھ ہی دیا گیا ہے۔**(241)**

پھر تبادلہ خیال کے نتیجہ میں جو طے ہو جائے اس پر آئندہ اہتمام سے عمل کیا جائے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے؛

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (الاسراء:34)

اور عہد کو پورا کرو، یقین جانو کہ عہد کے بارے میں (تمہاری) باز پرس ہونے والی ہے۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدۃ:01)

اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو۔

فریق ثانی کو بھی اسی طرح کرنا چاہیے، اس طرح کے تبادلہ خیال کرنے سے جھگڑوں کا حل ممکن ہوگا۔

قرآن کریم میں شوہر کو کہا گیا ہے کہ اگر بیوی سے کوئی شکایت ہو تو **فَعِظُوهُنَّ** (النساء:34) یعنی (پہلے) انہیں سمجھاؤ۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ۔

(البقرۃ:178)

معروف طریقے کے مطابق مطالبہ کرنا حق ہے، اور اسے خوش اسلوبی سے ادا کرنا فرض ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ہے؛

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔

ایک اور جگہ قرآن کریم میں ہے؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔

(النساء:135)

اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔

اصول 2: اگر باہمی تبادلہ خیال کرنے سے آپس کے جھگڑے حل نہ ہوں تو ثالث اور فیصل کے ذریعہ یا کسی جائز بیرونی دباؤ کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں، فیصل شریعت ہونی چاہیے، پھر فیصل کی طرف سے جو فیصلہ آئے اس کو قبول کریں اگرچہ ذاتی مفاد کے خلاف ہو اور کھلے دل سے تسلیم کریں، شریعت کے فیصلہ پر تنگ دل نہ ہوں۔

وضاحت:

(1) ثالث اور فیصل بنائیں۔

قرآن کریم میں ہے؛

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا‌ ۚ اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّـقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا (النساء: 35)

اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو تو (ان کے درمیان فیصلہ کرانے کے لیے) ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے بھیج دو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان اتفاق پیدا فرما دے گا۔ بیشک اللہ کو ہر بات کا علم اور ہر بات کی خبر ہے۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا‌ ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (الحجرات:9)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے کے ساتھ زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ چنانچہ اگر وہ لوٹ آئے، تو ان کے درمیان

انصاف کے ساتھ صلح کرا دو، اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

❑ فیصل نہ بانناظلم ہے

قرآن کریم میں ہے؛

وَيَقُولُونَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔(النور:48-47)

اور یہ (منافق) لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم فرمانبردار ہو گئے ہیں، پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد بھی منہ موڑ لیتا ہے۔ یہ لوگ (حقیقت میں) مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے کچھ لوگ ایک دم رخ پھیر لیتے ہیں۔

❑ تمام معاملات میں نہ بنانا بھی ظلم ہے

قرآن کریم میں ہے؛

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ (النور:49-48)

اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے کچھ لوگ ایک دم رخ پھیر لیتے ہیں۔ اور اگر خود انہیں حق وصول کرنا ہو تو وہ بڑے فرمانبردار بن کر رسول کے پاس چلے آتے ہیں۔

(2) فیصل شریعت ہونی چاہیے۔ جیسے کسی مستند دارالافتاء کا فتویٰ یا کسی ثالث کا شرعی فیصلہ وغیرہ۔ نیز ایچ آر کنسلٹنٹ کی خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

❑ اسی کا حکم ہے

قرآن کریم میں ہے؛

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۔(النساء: 59)

پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہوجائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالے کردو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ (الشوریٰ: 10)

اور تم جس بات میں بھی اختلاف کرتے ہو، اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے، لوگو! وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں۔

❑ یہ ہی سب سے بہتر ہے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (المائدۃ: 50)

بھلا کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ یقین رکھتے ہوں ان کے لیے اللہ سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟

❑ یہ ہی ایمان کا تقاضہ ہے

قرآن کریم میں ہے؛

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (النور: 51)

مومنوں کی بات تو یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم نے (حکم) سن لیا، اور مان لیا۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

(3) شریعت کو فیصل نہ بنانا

❑ کفر ہے؛

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ (المائدۃ: 44)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ کافر ہیں۔

❑ ظلم ہے؛

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (المائدۃ: 45)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ ظالم ہیں۔

- فسق ہے؛

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(المائدۃ: 47)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ فاسق ہیں۔

- نفاق ہے؛

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔

(النور: 47)

اور یہ (منافق) لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم فرمانبردار ہو گئے ہیں، پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد بھی منہ موڑ لیتا ہے۔ یہ لوگ (حقیقت میں) مومن نہیں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (النساء: 60)

(اے پیغمبر) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی یہ کرتے ہیں کہ

وہ اس کلام پر بھی ایمان لے آئے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقصد فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ گیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا کر دے۔

- یہودیت ہے؛

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (المائدۃ:43)

اور یہ کیسے تم سے فیصلہ لینا چاہتے ہیں جبکہ ان کے پاس تورات موجود ہے جس میں اللہ کا فیصلہ درج ہے؟ پھر اس کے بعد (فیصلے سے) منہ بھی پھیر لیتے ہیں۔ دراصل یہ ایمان والے نہیں ہیں۔

(4) شریعت کا جو فیصلہ مفاد کے خلاف ہو اس کو قبول نہ کرنا

- نفاق ہے، یہودیت ہے

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا (المائدۃ:41)

اے پیغمبر! جولوگ کفر میں بڑی تیزی دکھارہے ہیں وہ تمہیں غم میں مبتلا نہ کریں، یعنی ایک تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے زبان سے تو کہہ دیا ہے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے، اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے (کھلے بندوں) یہودیت کا دین اختیار کرلیا ہے۔ یہ لوگ جھوٹی باتیں کان لگا لگا کر سننے والے ہیں۔(اورتمہاری باتیں) ان لوگوں کی خاطر سنتے ہیں جو تمہارے پاس نہیں آئے، جو(اللہ کی کتاب کے) الفاظ کا موقع محل طے ہوجانے کے بعدبھی ان میں تحریف کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو اس کو قبول کرلینا اور اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو بچ کر رہنا۔

(5) شریعت کے فیصلہ پر دل تنگی

- کمزور ایمان کی علامت ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے؛

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء:65)

نہیں (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کردیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اصول 3: باہم تبادلہ خیال اور ثالث کے ذریعہ تنازعات اور لڑائی جھگڑے حل نہ ہوں تو تکلیف واذیت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ فریق مخالف سے احسن انداز سے کنارہ کشی اور علیحدگی اختیار کرلی جائے جبکہ علیحدگی کی صورت میں اس سے زیادہ بڑی کسی تکلیف پیش آنے کا اندیشہ نہ ہو۔

وضاحت:

قرآن کریم میں ہے؛

فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (البقرة:229)

یا تو قاعدے کے مطابق (بیوی کو) روک رکھے (یعنی طلاق سے رجوع کرلے) یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مشق: مالی تنازعات کو ایسے حل کریں

(1) مالی تنازعات اور جھگڑوں کو حل کرنے سے متعلق ذکر کیے گیے تین اصول مختصراً لکھیں۔

اصول1: ____

____

اصول2: ____

____

اصول3: ____

____

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حوالہ جات

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حوالہ جات

(1)(مسلم،رقم:6780)
(2)(بخاری،رقم:4344)
(3)(ترمذی،رقم:1995)
(4)(بخاری،رقم:3603)
(5)(بخاری،رقم:2076)
(6)(ترمذی،رقم:1320)
(7)(بخاری،رقم:3451)
(8)(مشکوٰۃ،رقم:3710)
(9)(بخاری،رقم:4330،مشکوٰۃ،رقم:6218)
(10)(ترمذی،رقم:1993،مشکوٰۃ،رقم:4830)
(11)(ترمذی،رقم:1216)
(12)(بخاری،رقم:2732،الموسوعۃالفقھیۃالکویتیۃ،توثیق،فقرۃ:13)
(13)(الموسوعۃالفقھیۃالکویتیۃ،توثیق،فقرۃ:12،الاصابۃفی تمیز الصحابۃ255/1)
(14)(اسلامی معیشت کی خصوصیات اور صنعتی تعلقات:160)
(15)(الموسوعۃالفقھیۃالکویتیۃ،توثیق،فقرۃ:21-12-7)
(16)(آسان ترجمہ قرآن،سورہ مائدہ:106،تفسیر قرطبی:347/6)
(17)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیہ ، توثیق ، فقرۃ : 5، المبسوط : 168/30، احکام القرآن للجصاص:575/1)
(18)(الموسوعۃالفقھیۃالکویتیۃ،اشھاد،فقرۃ:11-8)
(19)(بخاری،رقم:2509،مسلم،رقم:4114)
(20)(ترمذی،رقم:1069)
(21)(معارف القرآن686/1،الموسوعۃالفقھیۃالکویتیۃ،اشھاد،فقرۃ:8)
(22)(سنن ابی داؤد:رقم:3627)
(23)(مظاہر حق696/3)،

(1)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْدَغُ

اَلْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْ۔ (جامع الاصول، خ،م،د،رقم:9354)

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔''

(2) قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ قَالَ اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ۔ (جامع الاصول، رقم:9505، ترمذی، رقم:2517)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا بغیر باندھے۔ آپ ﷺ فرمایا باندھو اور اللہ پر بھروسہ رکھ۔

مزید کے لیے دیکھیں: نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم: الحیطة، الحذر، الیقظة

(24) (ملفوظات حکیم الامت ؒ:234/5)

(25) قصہ 1: ڈاکٹر طاہر کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی ہے، جو مریض بھی ان سے دوا لے لیتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ تندرستی سے نوازتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے پاس ہر وقت مریضوں کا ہجوم لگا رہتا۔ دور دراز کے علاقوں سے مریض ان کے پاس علاج کے لیے آیا کرتے۔ جب ڈاکٹر طاہر سے اس راز سے متعلق پوچھا گیا تو ان کا جواب بہت ہی عجیب وغریب تھا۔ جب کوئی مریض اس کے پاس آتا ہے تو اسے باور کروایا جاتا ہے کہ اس کی ذمہ داری کیا ہوگی اور بطور مریض وہ کیا کرے گا۔

جب ایک بار مریض کو اس کی ذمہ داری کے بارے میں بتادیا جاتا ہے اور اس پر مریض اور ڈاکٹر دونوں متفق ہوجاتے ہیں کہ اسے کیا کرنا ہے اور ڈاکٹر نے کیا کرنا ہے اور ہر ایک کی ذمہ داری کو لکھ لیا جاتا ہے۔ ذمہ داری کو تحریر میں لانے کے لیے پچیس سے زیادہ الفاظ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی بھی اسے فوری طور پر پڑھ سکے۔

ذمہ داری کے تعین کے بارے میں مریض کو بتادیا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے گا تو اس کی صحت یابی کے امکانات زیادہ ہوں گے اور ڈاکٹر کے کام اور ایڈوائس کی افادیت بھی زیادہ ہوگی۔

ذمہ داری کے تعین کے لیے 80:20 کے قانون پر عمل کیا جاتا ہے یہ قانون کہتا ہے کہ ہمیں دراصل 80 فیصد صحت یابی 20 فیصد ذمہ داریاں پوری کرنے پر حاصل ہوتی ہے، لہٰذا ہم صرف اپنی 20 فیصد اہم ذمہ داریوں پر ہی کھل کر بات کرتے ہیں۔ عموماً ان کی تعداد تین، چار تک ہی محدود ہوتی ہے مثلاً: غذا، ورزش، جذبات اور دوا۔

جب تک مریض اپنی ذمہ داری کا ادراک نہیں کرے گا اور اسے پورا نہیں کرے گا، وہ کبھی صحت یاب نہیں ہوسکتا، اسی طرح وہ کمپنی اور بزنس کبھی ترقی نہیں کرے گا، جہاں ملازمین کی ذمہ داری متعین نہیں ہوگی اور کام تقسیم نہیں

ہوں گے۔ ادارے میں لڑائی جھگڑا عام ہوگا اور عدم اتفاق کی وجہ سے کمپنی ترقی کرنے کے بجائے زوال کا شکار ہوگی۔

قصہ 2: ایک معروف تاجر کو اپنے بیٹوں سے ہمیشہ شکایت رہتی کہ جب سے وہ بزنس میں آئے ہیں، روز بروز بزنس نیچے جا رہا ہے حالانکہ ان سے پہلے وہ کامیابی کے ساتھ تجارت کر رہا تھا۔ اس میں برکت بھی تھی، کام بھی وقت پر ہوجاتا تھا، گاہکوں کے ساتھ منہ ماری بھی نہیں ہوتی تھی، قرض بروقت مل جاتا تھا اور لوگ اعتماد بھی کرتے تھے۔ وہ کافی دن پریشان رہا اور مسلسل سوچ بچار کرتا رہا لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

آخر ایک دن اسے بات سمجھ آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ اس کے تینوں بیٹے بزنس میں کسی نقصان پر آپس میں جھگڑ رہے تھے کہ یہ کام میری ذمہ داری نہیں تھی۔ ہر بیٹا اس نقصان کا قصور وار دوسرے کو ٹھہرا رہا تھا اور وہ سب ٹھیک بھی کہہ رہے تھے، کیونکہ کسی کی ذمہ داری متعین نہیں تھی، جس کی وجہ سے وہ دوسرے کے سر تھوپ کر اپنی جان چھڑا رہا تھا۔

اس دن کے بعد اس تاجر نے اپنے تینوں بیٹوں کی ذمہ داریاں متعین کیں اور ان کے کام تقسیم کر دیے۔ اب وہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھ سکتا تھا اور اس کے بیٹے بھی اپنی ذمہ داری کے جواب دہ تھے۔ دو ہفتوں کا عرصہ گزرا ہوگا کہ بزنس اپنی پرانی روش پر چلنے لگا۔ آپس میں اتفاق بھی تھا۔

فیملی بزنس ناکام کیوں ہوجاتا ہے؟ فیل ہونے کی عمومی وجہ یہ ہے کہ ذمہ داریاں متعین نہیں ہوتیں، جس کی وجہ سے احساس ذمہ داری پیدا نہیں ہوتا، کوئی ایک متعین شخص سے احتساب نہیں کیا جاسکتا اور کسی ایک کو نقصان کا الزام نہیں دیا جاسکتا اور فائدہ کی صورت میں کسی کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔ فیملی بزنس میں ہر ایک سیٹھ اور باس بننے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ ایک گھر میں ایک ہی سربراہ ہوتا ہے، جس گھر میں کئی سربراہ ہوں اس میں کبھی اتفاق و اتحاد نہیں ہوگا، ہر وقت تو تکا ہوتی رہے گی اور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے سورہ انبیاء کی آیت نمبر 22 آتی ہے

''اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہوجاتے۔''

اگر اس کائنات میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ہر خدا مستقل خدائی کا حامل ہوتا اور کوئی کسی کا تابع نہ ہوتا، اس صورت میں ان فیصلوں کے درمیان اختلاف بھی ہوسکتا ہے۔ اب اگر خدا نے ایک فیصلہ کیا اور دوسرے نے دوسرا فیصلہ کیا تو یا ان میں سے ایک دوسرے کے آگے ہار مان لیتا تو وہ خدا ہی کیا ہوا جو کسی سے ہار مان لے یا دونوں اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے کے لیے زور لگاتے تو متضاد فیصلوں کی تنفیذ سے آسمان اور زمین کا نظام تباہ و برباد ہوجاتا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری کمپنی اور تجارت میں ترقی ہو تو ہمیں ذمہ داریاں اور دائرہ کار متعین کرنا چاہیے۔ اس سے نہ صرف پیداواریت بڑھتی ہے بلکہ تجارت میں اتحاد و اتفاق اور برکت بھی پیدا ہوتی ہے۔

(بشکریہ شریعہ اینڈ بزنس، جلد:7، شمارہ:47)

(26) (امداد الاحکام: 332/3، فتاوی جامعۃ الرشید، فتوی نمبر: 61524/57، فتاوی دار العلوم کراچی، فتوی نمبر: 1933/61، فتاوی بنوری ٹاؤن فتوی نمبر: 527)

(27) (رد المحتار: 325/4، شرح المجلۃ، مادۃ: 1398، فتاوی جامعۃ الرشید، فتوی

نمبر:61524/57,58، فتاوی دار العلوم کراچی، فتوی نمبر:1933/61 فتاوی بنوری ٹاؤن فتوی نمبر:527)

(28)(درر الحکام: 420/3، رد المحتار: 57/6، فتاوی جامعۃ الرشید، فتوی نمبر: 61524/57,58، فتاوی دار العلوم کراچی، فتوی نمبر:1933/61 فتاوی بنوری ٹاؤن فتوی نمبر:527)

(29)(حوالہ کیلئے دیکھیں صورت نمبر 26)

(30)(رد المختار: 325/4، شرح المجلہ: مادہ: 1398، فتاوی جامعۃ الرشید، فتوی نمبر: 61524/57، فتاوی دار العلوم کراچی، فتوی نمبر:1933/61)

(31)(فتاوی جامعۃ الرشید، فتوی نمبر:61524/57)

(32)(فتاوی جامعۃ الرشید، فتوی نمبر:61524/57، فتاوی دار العلوم کراچی، فتوی نمبر: 1933/61)

(33)(شامی: 325/4، مبسوط السرخسی: 176/11، فتاوی دار العلوم کراچی، فتویٰ نمبر: 2053/59)

(34)(فتویٰ بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 527)

(35)(اصلاحی خطبات، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب: 11\271-268)

(36)(اصلاحی خطبات: مفتی تقی عثمانی صاحب: 11/2-271)

(37)(اصلاحی خطبات: مفتی تقی عثمانی صاحب: 11/4-273)

(38)(شامی: 605/5، فتاوی رحیمیہ: 236/8، وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام: 101، فتاوی عثمانی: 297/2)

(39)(ماخذہ: فتاوی رحیمیہ: 237/8، فتاوی حقانیہ: 365/4)

(40)(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ہبۃ، فقرۃ: 40ھ، البحر الرائق: 294/7، بنوری ٹاؤن فتویٰ نمبر: 144203200009، شامی: 704/5)

(42)(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، قرض، فقرۃ: 17ج، 19، بدائع الصنائع: 396/7، بنوری ٹاؤن فتویٰ نمبر: 144203200009)

(43)(شامی: 710/5)

(44)(شامی: 747/6، شرح المجلۃ، مادۃ: 1398، 319/4، فتاوی قاسمیہ: 362/25، وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام: 111، بنوری ٹاؤن فتویٰ نمبر: 144203200009، فتاوی عثمانی: 52/2)

(45)(فتاوی دار العلوم دیوبند: 723=11548/418، شامی: 747/6، تنقیح الفتاوی الحامدیۃ: 98، فتاوی قاسمیہ: 362/25)

(46)(تنقیح الفتاوی الحامدیة:98)
(47)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:122،تنقیح الفتاوی الحامدیه:92،تجلیات رحمانی:236-233)
(48)(شامی:325/4،تنقیح الفتاوی الحامدیه:92،تجلیات رحمانی:236-233،مبسوط السرخسی:176/11،فتاوی دار العلوم کراچی،فتویٰ نمبر:2053/59)
(49)(اصلاحی خطبات:مفتی تقی عثمانی صاحب:11/2-271)
(50)(دار العلوم زکریا:578/5،فتاوی رحیمیه:325/9)
(51)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:70)
(52)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:71)
(53)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:71،جدید معاملات کے شرعی احکام:82)
(54)(آسان میراث:184)
(55)(جدید معاملات کے شرعی احکام:82)
(56)(جدید معاملات کے شرعی احکام:82)
(57)(جدید معاملات کے شرعی احکام:82)
(58)(الموسوعه الفقهیه الکویتیة،شیوع،فقرة:11،مسائل بهشتی زیور:145)
(59)(الموسوعه الفقهیه الکویتیة،شیوع،فقرة: 11،مسائل بهشتی زیور: 145،وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:81)
(60)(امداالاحکام:38/4،،جدید معاملات کے شرعی احکام:78/2)
(61)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:75-74)
(62)(مسائل بهشتی زیور:145)
(63)(وصیت کی اهمیت اور اس کے لکھنے کا طریقه:39,41)
(64)(الموسوعة الفقهیة الکویتیة،دین الله،فقرة:9)
(65)(اصلی اشرفی بهشتی زیور،حصه پنجم:392)
(66)(بخاری،رقم:2738)
(67)(مسلم،رقم:4207)
(68)(ابن ماجه،رقم:2701)
(69)(ابن ماجه،رقم:1448،شامی:191/2)
(70)(مسلم،رقم:2123 ،ترمذی،رقم:976،شامی:190/2)
(71)(شامی:193,4/2)

(72)(ابو داؤد،رقم:3159،شامی:195/2)
(73)(مالابدمنہ:ص163)
(74)(بخاری،رقم:3519،مسلم،رقم:2157،ترمذی،رقم:1000،مالابدمنہ،ص:136)
(75)(شامی:232/2)
(76)(مالابدمنہ،ص:136)
(77)(جواہر الفقہ:392/4،بہشتی زیور:20/3،مرقات:جلد4)
(78)(فضائل صدقات)
(79)(بخاری،رقم:1353،مسلم،رقم:،ترمذی،رقم:1045،شامی:324/2)
(80)(عالمگیری:166/1،احسن الفتاوی:280/1،کشکول معرفت:570)
(81)(مسلم،رقم:2259،ترمذی،رقم:1054،ابو داؤد،رقم:3234،فتح الباری:148/3)
(82)(شامی:240/2،مالابدمنہ:136)
(83)(معارف القرآن:43/1)
(84)(طحاوی:329/1،احسن الفتاوی:27/1،215/4،کشکول معرفت:569)
(85)(شامی:194/2،احسن الفتاوی:28/1)
(86)(شامی:223/2،احسن الفتاوی:223/4)
(87)(درمختار:209/2)
(88)(جواہر الفقہ:45,50/2)
(89)(احسن الفتاوی:229/4)
(90)(مسلم،رقم:2245،ترمذی،رقم:1052،احسن الفتاوی:198/4)
(91)(مسلم،رقم:۔۔۔۔)
(92)(مسلم،رقم:۔۔۔۔)
(93)(شامی:243/2،فتح الملہم:38/3،مالابدمنہ:137)
(94)(مسلم،رقم:2232)
(95)(بخاری،رقم:649،مؤطا امام مالک،رقم:425،ہدایہ:123,128/1)
(96)(مسلم،رقم:5533،ترمذی،رقم:1749،کشکول معرفت:567)
(97)(ترمذی،رقم1089:،بہشتی زیور:16,20/6)
(98)(تعلیم المتعلم:57،احسن الفتاوی:26/1)
(99)(احسن الفتاوی:32/1)
(100)(کشکول معرفت:567)

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(101)(ترمذی،رقم:2419،ابن ماجہ،رقم:،مالابدمنہ:136)

(102)(تفسیر معارف القرآن:225/2)

(103)(تفسیر معارف القرآن:225/2)

(104)(احسن الفتاوی:27/1)

(105)(کشکول معرفت:568،احسن الفتاوی:27/1)

(106)(احسن الفتاوی:6)

(107)(تسہیل بہشتی زیور:319/2)

(108)(تسہیل بہشتی زیور:318/2)

(109)(الموسوعة الفقهية الكويتية، وصية، فقرة:45، عالمگیری:92/6)

(110)(الموسوعة الفقهية الكويتية، وصية، فقرة:44، عالمگیری:92/6)

(111)(الموسوعة الفقهية الكويتية، وصية، فقرة:130، شامی:652/6، اصلی بہشتی زیور:393)

(112)(شامی:656/6، اصلی بہشتی زیور:393)

(113)(شامی:656/6، اصلی بہشتی زیور:393)

(114)(شامی:650/6، اصلی بہشتی زیور:393)

(115)(اصلاحی خطبات:مفتی تقی عثمانی صاحب:11/2-271، الموسوعة الفقهية الكويتية، قسمة، فقرة:12، شامی:253/6، وراثت اور مشترکہ ترکہ کے احکام:99)

(116)(شامی:253/6، وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:98)

(117)(دیکھیں:فتویٰ بنوری ٹاؤن:14410311316,2472)

(118)(شامی:325/4)

(119)(مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:179، تبویب دار العلوم کراچی:8/41، العقود الدریہ:93/1)

(120)(مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:179، تبویب دار العلوم کراچی:8/41، العقود الدریہ:93/1)

(121)(ہندیہ:346/2 ، مجمع الضمانات، الفصل الخامس)

(122)(مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:190، فتاویٰ خیریہ:111/1، جامع الفصولین:266/2)

(123)(فتاویٰ رحیمہ:291/10، احسن الفتاویٰ:302/9، فتویٰ دار العلوم کراچی، فتویٰ نمبر:1615/78، وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:107-111)

(124)(شرح الاحوال الشخصية، فقرة:3386-3381)

(125)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ارث، فقرة:6، تركة، فقرة:22، شرح الاحوال الشخصية، فقرة:3400-3387، آسان میراث:24)

(126)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ارث، فقرة:7، مرض الموت، فقرة:30، دين، فقرة:36،

شرح الاحوال الشخصیۃ فقرۃ:3401، عالمگیری:447/6، شامی:760/6)

(**127**)(شرح الاحوال الشخصیۃ فقرۃ:3404، شامی:760/6)

(**128**)(شرح الاحوال الشخصیہ فقرۃ:3403,3404، عالمگیری:447/6، شامی:760/6)

(**129**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، مرض الموت، فقرۃ:30، دین، فقرۃ:36، شرح الاحوال الشخصیۃ، فقرۃ:3409-3405، آسان میراث:31-30، عالمگیری:447/6، شامی:760/6)

(**130**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، مرض الموت، فقرۃ:30، دین، فقرۃ:36، شرح الاحوال الشخصیۃ، فقرۃ:3409-3405، آسان میراث:31-30، عالمگیری:447/6، شامی:760/6)

(**131**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، مرض الموت، فقرۃ:30، دین، فقرۃ:36، شرح الاحوال الشخصیۃ، فقرۃ:3411-3409، آسان میراث:31-30، عالمگیری:447/6، شامی:760/6)

(**132**)(شرح الاحوال الشخصیۃ فقرۃ:3414-3412، آسان میراث:32)

(**133**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ وصیۃ فقرۃ : 34، عالمگیری: 91/6، بدائع الصنائع : 340/7، شامی:656/6)

(**134**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ وصیۃ فقرۃ:51,57، اصلی بہشتی زیور:393)

(**135**)(عالمگیری:95/6، شامی :690/6، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ قبر، فقرۃ:16، اصلی بہشتی زیور:393)

(**136**)(عالمگیری:95/6، اصلی بہشتی زیور:393)

(**137**)(عالمگیری:90/6، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ وصیۃ فقرۃ:72,52,93,94، بدائع الصنائع:335/7، اصلی بہشتی زیور:392)

(**138**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، وصیۃ فقرۃ:36-35، 77، بدائع الصنائع : 380/7، عالمگیری:91/6، اصلی بہشتی زیور:393)

(**139**)(بنوری ٹاؤن فتویٰ نمبر:143811200042)

(**140**)(البقرۃ:181، تدبر قرآن)

(**141**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ارث، فقرۃ:11-6، ترکہ، فقرۃ:33، مرض الموت، فقرۃ:30، شامی:760/6-759، شرح الاحوال الشخصیۃ:1414/3)

(**142**)(الفتاویٰ الخیریۃ: 99/2، العقود الدریۃ: 27/2، امداد الفتاویٰ: 418/3، احسن الفتاویٰ:279/9، آپ کے مسائل اور ان کا حل:291/6، اصلاح انقلاب امت:186/2، وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:88)

(**143**)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:91)

(**144**)(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ ربا، فقرۃ:14-12، شرح المجلہ:442/2، عطر ھدایہ:180)

(145)(الموسوعة الفقهية الكويتية، تخارج، فقرة:11، الف)
(146)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ربا، فقرة:14-12، شرح المجله:442/2، عطر هدايه:180)
(147)(الموسوعة الفقهية الكويتية، تخارج، فقرة:11، ه)
(148)(الموسوعة الفقهية الكويتية، تخارج، فقرة:11، د)
(149)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ربا، فقرة:14-12، شرح المجله:442/2، عطر هدايه:180)
(150)(الموسوعة الفقهية الكويتية، تخارج، فقرة:11، ب)
(151)(الموسوعة الفقهية الكويتية، تخارج، فقرة:11، ج)
(152)(وراثت اور مشترکہ ترکہ کے شرعی احکام:93، اصلاح انقلاب امت:187/2)
(153)(شامی:325/4، مبسوط السرخسی:176/11، فتاوی دار العلوم کراچی، فتویٰ نمبر: 2053/59)
(154)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:11)
(155)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:48,50، 82، بدائع:68/6)
(156)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:38، 55، عصر حاضر میں مشارکہ مضاربہ:219)
(157)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:56,57، 82)
(158)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:76، 82)
(159)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:54، 82)
(160)(عطر هدايه:225)
(161)(الموسوعة الفقهية الكويتية، الوضيعة، فقرة: 6، شاميه: 313/4، مصنف عبد الرزاق، رقم:15087، مصنف ابن ابی شیبه، رقم:199867)
(162)(الموسوعة الفقهية الكويتية، الشركة، فقرة:87، شاميه:313/4، 312، مصنف عبد الرزاق، رقم:15087، مصنف ابن ابی شیبه، رقم:199867)
(163)(الموسوعة الفقهية الكويتية، شركة العقد، فقرة:20، بدائع:51/6، عصر حاضر کی سرمایہ کاری میں مشارکہ کا کردار:206، آسان فقہ المعاملات:11/2)
(164/1)(آسان فقہ المعاملات:12/2)
(164/2)(الشامية:312/4، 311)
(164/3)(الشامية:313/4)
(164/4)(الشامية:312/4)
(164/5)(الشامية:313/4)

(6/164)(الشامية:،648/5هندية:،287/4فتح القدير:170/6)

(7/164)(الشامية:4/320,319,312,311)

(164/8)(فتح القدير:170/6، الشامية:312/4)

(164/9)(البحر الرائق:449/7)

(164/10)(الشامية:645,646,649,650/5)

(164/11)(فتاویٰ قاضی خان:656/3، المبسوط للسرخسی:229/11)

(164/12)(المغنی لابن قدامة:124/7)

(164/13)(المبسوط للسرخسی:163/22)

(164/14)(الشامية:650/5، المبسوط للسرخسی:163/22)

(165)(عطر هدايه:224)

(1 6 6)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة: 7، 3 3، مجلة، مادة: 1 4 0 7، آسان فقه المعاملات:/56)

(167)(عطر هدايه:225)

(168)(الموسوعة الفقهية الكويتية، فقرة، مضاربة، فقرة:46)

(169)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:10-46)

(170)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:1)

(171)(الموسوعة الفقهية الكويتية، فقرة، مضاربة، فقرة:46، مجلة:1421-1422)

(172)(عطر هدايه: 224، الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:50، مجلة:1428-1427)

(173)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:53، شركة العقد، فقرة: 99، مجلة، مادة:1426)

(174)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة:32، مجلة، مادة:1414)

(175)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:36)

(176)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:34)

(177)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:35، مجلة، مادة:1415)

(178)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:42)

(179)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:43)

(180)(عطر هدايه:225، مجله، مادة:1419الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:47)

(181)(عطر هدايه:224، الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:48)

(182)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة:50، مجلة، مادة:1427,1428)

(183)(الموسوعة الفقهية الكويتية، الشركة، فقرة:87، شاميه:312,313/4، مصنف عبد

الرزاق، رقم: 15087، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: 199867)

(**184**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مضاربة، فقرة: 28، 53، آسان فقه المعاملات: 58/2)

(**185/1**)(آسان فقه المعاملات: 59/2)

(**185/2**)(مجمع الانهر: 443/3، الشاميه: 645/5)

(**185/3**)(الشاميه: 648/5، هندية: 287/4)

(**185/4**)(حاشية الطحطاوى على الدر: 352/3)

(**185/5**)(هندية: 288/4)

(**185/6**)(الشامية: 648/5)

(**185/7**)(الشامية: 645/5، بدائع الصنائع: 117/5)

(**185/8**)(البحر الرائق: 449/7)

(**185/9**)(الشامية: 646/5، المحيط البرهانى: 169/18)

(**185/10**)(المبسوط للسرخسى: 239/11، فتاوىٰ قاضى خان: 625/3)

(**185/11**)(المغنى لابن قدامة: 124/7، 123)

(**185/12**)(البسوط للسرخسى: 163/22)

(**185/13**)(البسوط للسرخسى: 163/22، الشامية: 650/5)

(**186**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة: 12، جهالة، فقرة: 11، ثمن، فقرة: 14، فقه البيوع: 423,430، شرح المجلة: ص158)

(**187**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، 12، جهالة، 11)

(**188**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع منهى عنه، فقرة: 69، بيع حبل الحبلة، فقرة: 7-5، رحمة الله الواسعه: 516/4)

نر جانور کے منی کے قطرات اور مادہ کے پیٹ کے بچے: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی کہ (ان رسول الله ﷺ نهى عن بيع الملاقيح و المضامين) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقیح اور مضامین کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔'' **مضامین** لفظ مضمونہ کی جمع ہے، اس کا مطلب ہے ''نر اونٹ وغیرہ کی پشت میں منی کے قطرات (جن سے بچے بنتے ہیں)۔'' **ملاقیح** لفظ ملقوحہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد ''وہ بچے ہیں جو مادہ جانوروں کے پیٹوں میں ہیں۔'' ان دونوں اشیاء کی بیع اس لیے ممنوع ہے کیونکہ ان کے مجہول ہونے کی وجہ سے دھوکے پر مشتمل ہے۔ تجارت کی کتاب: 73، **حاملہ کے حمل کا سودا:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاملہ کے حمل کے سودے سے منع فرمایا ہے۔'' اور یہ سودا دور جاہلیت میں ہوتا تھا (كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا) ''آدمی اونٹنی اس شرط پر خریدتا کہ اس کی

قیمت اس وقت دے گا جب اونٹنی بچہ جنے گی' پھر وہ بچہ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے وہ (آگے کے بچہ) جنے گا۔'' حاملہ کے حمل کی سودے کی تفسیر یہ ہے کہ وہ اس قیمت پر جانور دینا کہ یہ جو بچہ جنے گا اس کا بچہ مجھے دینا ہوگا۔ اس سودے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ یہ معدوم و مجہول شیٔ کا سودا ہے اور دھوکہ لے سودے میں داخل ہے۔ (تجارت کی کتاب:80)

(189) (الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع منهى عنه:92)

(190) (شرح المجلة، مادة:2/345-93-92، عطر هدايه:169، الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع منهى عنه:91-89، ثمن:14، مسائل بهشتى زيور 36/2)

بیع غرر یعنی غیر یقینی وجود یا غیر یقینی حصول والی اشیاء کی بیع

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا جس کا وجود غیر یقینی ہو کہ نہ جانے وہ چیز ہوگی یا نہیں یا جس کا حاصل ہونا غیر یقینی ہو۔

1) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانی میں جو مچھلی ہو اس کو مت خریدو کیونکہ اس کا حصول غیر یقینی ہے۔

2) حضرت عبد بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (جانور کے موجودہ) حمل سے (جبکہ وہ مادہ ہو) آئندہ ہونے والے بچے کو فروخت کرنے سے منع کیا) کیونکہ اس حمل سے زندہ بچہ پیدا ہونا پھر اس کا مادہ ہونا اور پھر اس کا بچہ جننا یہ سب باتیں غیر یقینی ہیں)۔

3) حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے چوپایوں کے پیٹوں میں جنین کو اس کے جنے جانے سے پہلے خریدنے سے منع فرمایا (کیونکہ معلوم نہیں کہ وہ بچہ بھی ہے یا نہیں اور معلوم ہو جائے کہ بچہ ہے تو یہ یقین نہیں کہ وہ زندہ پیدا ہوگا) اور چوپایوں کے تھنوں میں جو دودھ ہے اس کو فروخت کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دودھ ہی نہ ہو کسی اور سبب سے وہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہوں) مگر جبکہ (اس کو نکال کر) پیمانہ سے فروخت کیا جائے اور غلام جبکہ وہ بھاگا ہوا ہو اس کے خریدنے سے منع فرمایا (کیونکہ غلام دوبارہ گرفت میں آجائے یہ یقینی نہیں) اور مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کی خرید سے منع فرمایا (کیونکہ معلوم نہیں کہ فروخت کرنے والے کے حصہ میں وہ چیز آئے گی یا نہیں) اور قبضہ سے پہلے صدقہ کو خریدنے سے منع فرمایا (کیونکہ صدقہ ملنا اور اگر ملے تو اس میں وہی شے ملنا یقینی نہیں) اور مچھلی کے شکار کے لیے ایک دفعہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں آئیں ان کو فروخت کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ اس میں مچھلی کا پکڑا جانا یقینی نہیں)۔

4) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ پھل کو (انسان یا جانوروں کے) کھانے کے لائق ہونے سے پہلے (یعنی جبکہ وہ پھول کی صورت میں ہو) فروخت کیا جائے (کیونکہ اس کا پھل بن جانا یقینی نہیں ہے) یا دودھ کو فروخت کیا جائے جبکہ وہ تھنوں میں ہو (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تھن دودھ سے نہ بھرے ہوں کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے پھولے ہوئے ہوں)۔ (فہم حدیث، ڈاکٹر عبدالواحد صاحبؒ:3/122-121)

(191) (الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع باطل، فقرة:5)

- یہ بالکل ہی غیر معتبر اور کالعدم شمار ہوتا ہے اور یہ ایسا ہے کہ گویا خرید وفروخت ہی نہیں ہوئی۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع باطل، فقرة:9-10)
- اگر کسی نے ایسا کرلیا تو اس کے درست ہونے کی بھی کوئی صورت نہیں۔

لہٰذا باطل معاملات کا نہ خود ارتکاب کریں

اور نہ اس شخص سے معاملہ کریں جس کے بارے میں معین طور پر معلوم ہوجائے کہ اس نے باطل معاملہ کے ذریعے یہ سودا کیا ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔

ہاں اگر یہ تو علم ہے کہ عام طور پر لوگ باطل معاملہ کرتے ہیں لیکن جو چیز خریدی جارہی ہے خاص اس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ اس کی خرید وفروخت کس طرح ہوئی ہے۔ تو اس صورت میں نہ خریدنا اور احتیاط کرنا اچھا ہے۔ اگر خرید لیا تو اس کا استعمال حلال ہوگا۔ (مجلة، مادة:370-347/2)

نوٹ: بیع باطل کے احکام مزید جاننے کے لیے کاروبار کا شرعی جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

(192) (الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر فقرة:13، بيع فقرة:33، بيع الحصاة، فقرة:7، فقه البيوع:369، 569)

(193) (الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة:13، جهالة، فقرة:15، تعيين، فقرة:11، فقه البيوع:370، مسائل بهشتی زیور 36/2)

البتہ اس صورت میں مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر ان مختلف چیزوں میں سے کوئی سی ایک چیز خریدی یا بیچی گئی ہے اس چیز کی تعیین کا اختیار کسی ایک فریق (یعنی بیچنے والے یا خریدنے والے) کے پاس ہوگا وہ جو فیصلہ کرے گا دوسرا فریق بھی اسے تسلیم کرے گا تو اس طرح معاملہ درست ہوجائے گا۔ کیونکہ اس میں فیصلہ کرنے وا کی شخصیت متعین ہے اور جب وہ متعین ہے تو کسی نزاع کا احتمال نہیں، کیونکہ نزاع اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک سے زیادہ لوگ ایک چیز کے بارے میں فیصلہ کرنے کا ااکتیار رکھتے ہوں اور فیصلہ کرتے وقت ہر ایک کا فیصلہ مختلف ہو۔ اس صورت کو (جس میں متعدد چیزں میں سے ایک چیز بیچی جائے اور خریدار یا فروخت کنندہ میں سے کسی ایک چیز کی تعیین کا اختیار دیا جائے) فقہی اصطلاح میں ''خیارِ تعیین'' (Option Bassed on Subject Matter Determination) کہا جاتا ہے۔ (فقہ البیوع:371، آسان فقہی معاملات:359/1)

(194) (الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة:13، مجلة، مادة:201،200)

(195) (نوع کی مثالیں لی گئی ہیں: الموسوعة الفقهية الكويتية، سلم، فقرة:22، فقه البيوع:569)

(196) (الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة:13، جهالة، فقرة:11)

(197) (فقه البيوع:208)

(198) (الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة:13، جهالة، فقرة:11، فقه البيوع:371)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ۔ (بخاری، رقم:2186)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ خشک کھجور کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور خریدے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ وَعَمَّا فِي ضُرُوعِهَا إِلَّا بِكَيْلٍ وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتَّى تُقْبَضَ وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ۔ (ابن ماجہ، رقم:2196)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے حمل خریدنے سے منع فرمایا یہاں تک بچہ ہوجائے اور تھنوں میں دودھ خریدنے سے منع فرمایا الا یہ کہ ناپ لیں (یعنی دوہنے کے بعد) اور بھاگے ہوئے غلام کو (اسی حالت میں) خریدنے سے منع فرمایا اور غنیمت کا حصہ تقسیم سے قبل خریدنے سے منع فرمایا اور صدقات خریدنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ وصول کرلئے جائیں اور غوطہ خور کا ایک غوطہ خریدنے سے منع فرمایا۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة:13)

(199) (شرح المجلة:89,90/2)

(200) (مجلة مادة 109,200-203,213، فقه البيوع:370)

- عقد فاسد عقد باطل کی طرح نہ تو بالکل غیر معتبر اور کالعدم شمار ہوگا اور نہ ہی یہ کہا جائے کہ یہ صحیح ہے بلکہ یوں کہا جائے گا کہ خرید وفروخت تو ہوگئی ہے، یعنی عقد وجود میں آچکا ہے۔ لیکن اس میں کچھ خرابی ہے۔ (مجلة، مادة:109)
- اب معاملہ/عقد جس خرابی کی وجہ سے فاسد ہوا ہے اگر وہ خرابی دور کردیجائے تو یہ عقد صحیح بھی ہوسکتا ہے۔
(الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع باطل، فقرة:12، بيع فاسد، فقرة:37)
- ایک مسلم تاجر کے لیے معاملہ/عقد فاسد کا ارتکاب کرنا حرام ہے۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، بيع فاسد، فقرة:06)
- اگر کسی معاملہ اور سودے میں معین طور پر معلوم ہوجائے کہ اسے عقد فاسد کے ذریعہ خریدا گیا ہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں (یعنی مکروہ تحریمی ہے اس سے بچنا چاہیے تاہم اگر کسی نے اس کا ارتکاب کرلیا تو اس مال سے نفع اٹھانا حلال ہے۔ (امداد الاحکام:406/3)
- اور اگر یہ تو علم میں ہے کہ عام طور پر لوگ عقد فاسد کرتے ہیں لیکن جو چیز خریدنے جارہے ہیں خاص اس کے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بارے میں یہ معلوم نہیں کہ اس کی بیع کس طرح ہوئی ہے تو اس صورت میں نہ خریدنا اور احتیاط کرنا اچھا ہے مگر خرید لیا تو کراہت تنزیہی کے ساتھ اس کا استعمال حلال ہوگا۔(شامیة: 5/98،فقه البیوع: 2/1024، عطرھدایة:154، مجالس الابرار،مجلس:70، ص:559)

نوٹ: بیع فاسد کے احکام مزید جاننے کے لیے کاروبار کا شرعی جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

(**201**)(مجلة،مادة:286، ج:2، ص:218,219)

(**202**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ثمن، فقرة:14)

(**203**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، غرر، فقرة: 13، جهالة، فقرة: 15، تعيين، فقرة: 11، ،فقه البیوع:370، مسائل بهشتی زیور36/2)

(**204**)(مجلة:مادة241، 242)

(**205**)(نوع کی مثالیں لی گئی هیں:الموسوعة الفقهية الكويتية، سلم، فقرة:22، فقه البیوع:569)

(**206**)(مجله، مادة:241، آسان فقه المعاملات39/1)

(**207**)(فقه البیوع:208)

(**208**)(مجلة:ماده:239، شرح المجلة:ص:160/2)

(**209**)(آسان فقه المعاملات40/1)

(**210**)(مجلة مادة203,213-109,200، فقه البیوع:370)

(**211**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، مكان، فقرة:5)

(**212**)(بدائع:179/2)

(**213**)(مجلة، مادة:286، ج:2، ص:218,219)مفهوم

(**214**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، سلم، فقرة:15، مجلة، مادة:386، فقه البیوع:584-563، عطر هدايه:147,148، مسائل بهشتی زیور:90,91)

(**215**)(شرح المجلة:392,393/2، مسائل بهشتی زیور:91)

(**216**)(الموسوعة الفقهية الكويتية، استصناع، فقرة: 11، شرح المجلة، ص: 403/2، فقه البیوع:593، عطر هدايه:214، آسان فقه المعاملات:181-2/1)

(**217**)(مجله، مادة:246، فقه البیوع:538)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۔(البقرة:282)

اے ایمان والو جب تم کسی معین میعاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ

مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ ۔(صحیح البخاری، رقم:2239، صحیح مسلم، رقم:1604)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ کھجور دو تین سال تک کے لیے سلم کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہو تو اسے چاہیے متعین ناپ تول میں متعینہ مدت کیلئے بیع سلم کرے۔''

تعیین مدت کی چار صورتیں:

پھر تعیین مدت کی چار صورتیں ہیں۔(1) صریحی: یعنی اتنے دنوں میں قیمت ادا کر دی جائے گی۔(2) ضمنی: فلاں کام یا حساب کے ساتھ ادائیگی ہوگی جب کہ اس کام یا حساب کا وقت متعین ہے۔(3) عرفی: یعنی عادۃً جانتے ہوں کہ فلاں وقت میں ہی ادائیگی ہوگی، جیسے بعض سرکاروں، کارخانوں اور محکموں میں حساب وغیرہ کے اوقات مقرر ہیں۔(4) عملی: یعنی جو عمل درآمد ہو مثلاً زید بکر سے کچھ خریدتا ہے اور ماہانہ ہفتہ وار حساب چکا دیتا ہے۔ یہ تمام بیانات کافی ہیں۔ المعروف کالمشروط

مسئلہ: اگر کل قیمت کو قسطوں میں ادا کرے تب بھی جائز ہے مثلاً ہزار روپیہ کل قیمت ہے ماہانہ سو روپے ادا کرے اس طرح دس ماہ میں مکمل ہو جائے۔

مدت مجہولہ فساد بیع کا موجب ہے

ہر ایسی مدت غیر معتبر ہے جس کے وجود یا اس کے وقوع کے وقت میں تردد ہو اور ایسی مدت کا ذکر کرنا فساد عقد کا موجب ہے مثلاً یوں کہے جب چاہو دے دینا، جب چاہیں گے دیدیں گے یا جب نوکری ہو جائے یا جب مال مل جائے، یا ہوا چلے یا جب بارش ہو جائے، جب اللہ چاہے۔

اس طرح مطلق عقد ہو، قیمت کی ادائیگی کے بارے میں کوئی متعین بات نہیں ہوئی کہ جلدی دوں گا یا دیر سے دوں گا یا وہ مدت عرفاً اور شرعاً معروف نہ ہو، جیسے کافروں کے تہوار، ہاں اگر وہ مدت بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو اور جہل کا دعوی نہ کرے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد ہے۔

مسئلہ: مدت فاسدہ میں نزاع واقع ہونے سے پہلے یا مدت ختم ہونے سے پہلے اس کی اصلاح جائز ہے (ھدایہ) مثلاً نوروز پر قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر کوئی چیز خریدی (اب مدت فاسدہ کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی) لیکن نوروز کے آنے سے پہلے ہی یا کوئی جھگڑا پیش آنے سے قبل ہی قیمت ادا کر دی یا کوئی دوسری صحیح مدت متعین کر لی تو بیع صحیح ہو جائے گی۔(عطر ھدایہ:79-77)

(218) (الموسوعة الفقهية الكويتية، اجل، فقره:82 ، 81 ، جهالة، فقرة:27 ، غرر، فقرة:14 ، مجله، مادة:248 - 246 ، فقه البيوع:538)

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ۔
(بقرۃ:282)

اے ایمان والو جب تم کسی معین میعاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور تم میں سے جو شخص لکھنا جانتا ہو انصاف کے ساتھ تحریر لکھے

مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ۔
(بخاری، رقم:2240)

جسے کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہے، اسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لیے ٹھہرا کر کرے۔

(**219**) (فقه البيوع:539، عطر هدايه:79-77)

(**220**) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ثمن، فقرة:42، مجلة، مادة:289)

(**221**) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ثمن، فقرة:43، مجلة، مادة:291-290)

(**222**) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ثمن، فقرة:44-43، مجلة، مادة:291)

(**223**) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ثمن، فقرة:42، مجلة، مادة:288)

(**224**) (شرح المجلة: ماده:449-452، عطر هدايه:251,252)

(**225**) (الموسوعة الفقهية الكويتية، اجاره، فقرة: 40، شرح المجلة، ماده: 465-464، ص:548/2، عطر هدايه:251,252)

مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَلْيُعْلِمْهُ أَجْرَهُ۔ (بيهقى عن ابى هريرةؓ)

جو شخص کسی کو ملازم رکھے تو اس کو چاہیے کہ اس کی اجرت اس کو بتادے۔

اجرت کے طور پر طے کی جانے والی چیز اگر ایسی ہو جس کے نقل و حمل پر محنت و اخراجات کرنے پڑتے ہوں تو ضروری ہوگا کہ اس کی حوالگی کی جگہ بھی طے کی جائے، البتہ یہ صرف اس وقت ضروری ہوگا جب اجرت ادھار طور پر طے ہو۔ اگر اجرت نقد طور پر طے ہو تو اسی جگہ اجرت دینا ضروری ہوگا جہاں اجارہ (کرایہ داری کے معاملہ) پر دی جانے والی چیز کا استعمال کیا جائے گا یا جہاں اجیر کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ (فتاوی ہندیہ:412/4 بحوالہ آسان فقہ المعاملات:429/1)

(**226**) (عالمگیری:412/4، دار الفکر)

(**227**) (عطر هدايه:252)

(**228**) (شرح المجلة:532/2، عطر هدايه:252,251)

(**229**) (عطر هدايه:245، آسان فقه المعاملات 491/1)

(**230**) (عطر هدايه:245، آسان فقه المعاملات 491/1)

(**231**) (ترمذى، الزهد، رقم:2376)

(**232**) (مفهوم: معالم العرفان، السعدى، انوار البيان، تدبر وعمل، عثمانى حشر:9)

(233)(ملفوظات حکیم الامت:14،فیوض الخالق:53)

(234)(ابو داؤد،رقم:4895)

(235)(ابو داؤد،رقم:5130)

(236)(مفہوم:قرطبی،التحریر والتنویر،السعدی،اغاثۃ اللھفان،تدبر و عمل،احیاء:62/3)

(237)(مفہوم:السعدی،نظم الدرر،التحریر والتنویر،قرطبی،فتح القدیر،معالم العرفان)

(239)(ترمذی،رقم:3896،ابو داؤد،رقم:4860)

(240)(ابن ماجہ،رقم:4216)

(241)(مفہوم:معالم العرفان،السعدی،انوار البیان،تدبر،عثمانی،حشر:9)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باہمی اختلافات کس طرح حل کرنے چاہئیں؟ (سلسلہ نمبر 1)

(✓) کا نشان لگا کر واضح کریں

(1) اگر اختلافات پیدا ہو رہے ہوں تو ان کو ختم کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

دل میں رکھ کر بیٹھے رہنا چاہیے ☐ فریقین کو ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرنا چاہیے ☐ کسی تیسرے سے کہنا چاہیے ☐ فریق مخالف سے فوراً کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے ☐ وجہ بتائیں ________________

____

(2) تبادلہ خیال کے لئے دونوں فریقوں کا رتبے میں برابر ہونا ضروری ہے ☐ ضروری نہیں چھوٹوں (ملازم وغیرہ) کو بھی بڑوں سے تبادلہ خیال کا حق ہے ☐ وجہ بتائیں ________________

____

(3) دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک فریق اگر تبادلہ خیال پر آمادہ نہیں حالانکہ تبادلہ خیال کا یہ پہلا موقع ہے تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ فریق مسئلہ حل کرنا ہی نہیں چاہتا ☐ ایسا کہنا صحیح نہیں ☐ وجہ بتائیں: ________________

____

(4) اگر ایک فریق یہ کہے کہ تبادلہ خیال سے مسئلہ حل نہیں ہوسکتا کسی ثالث سے حل کراؤ دوسرا کہے ایک موقع دو تو دینا چاہیے ☐ نہیں دینا چاہیے ☐ کتنے موقع دیئے جاسکتے ہیں کوئی وضاحت ہو تو وضاحت کریں ________________

____

(5) تبادلہ خیال زبانی ضروری ہے ☐ تحریر بھی ہوسکتا ہے ☐ وجہ بتائیں: ________________

____

(6) فریق کو تبادلہ خیال کے لئے کب آمادہ کرنا چاہیے۔ جب دوسرا فریق انتہائی غصہ میں ہو ☐ اعتدال کی حالت میں ☐ وجہ بتائیں: ________________

____

(7) تبادلہ خیال میں حقوق کے مطالبہ سے پہلے فریقین کو ایک دوسرے کی حیثیت / حقوق وحدود/ خدمات احسانات/ اختلافی معاملے کے صحیح اصول وضوابط اور موجودہ طریقہ کار کا معلوم ہونا / ایک دوسرے پر واضح کرنا/ متعین کرنا ضروری ہے ☐ ایسا

کرنا ضروری نہیں ❑ وجہ بتائیں: ____________________

(8) تبادلہ خیال کرتے وقت فریقین کو ایک دوسرے سے صرف اپنے حقوق کے مطالبہ کا حق ہونا چاہیے ❑ ان چیزوں کا بھی ہونا چاہیے جو حق نہیں احسان کے زمرے میں آتی ہیں ❑ وجہ بتائیں: ____________________

(9) حقوق کے مطالبہ کے بعد اگر فریق مخالف حق دینے پر رضامند ہوجائے تو پھر خامیاں بیان کرنی چاہیے ❑ نہیں کرنی چاہیے ❑

(10) تبادلہ خیال کرتے وقت اگر خامیاں بیان کرنا ناگزیر ہو تو ایک دوسرے کی صرف خامیاں بیان کرنی چاہئیں ❑ یا اگر اس کی کچھ خوبیاں ہیں تو وہ بھی اس پر واضح کرنی چاہیے/ ان کو بھی سامنے رکھنا چاہیے ❑ ایک دوسرے کے تمام عیوب ظاہر کرنے چاہئیں ❑ جو کمیاں آپ کے لئے پریشان کن ہیں مسئلہ کے حل کے لئے صرف ان کو ظاہر کرنا چاہیے ❑ وجہ بتائیں: ________

____

(11) تبادلہ خیال میں جو کمیاں/ جائز مطالبات سامنے آئیں انہیں کھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے یہ کہہ دینا چاہیے کہ آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گا/ ان حقوق میں کوتاہی نہیں کروں گا ❑ بغیر کسی معقول وجہ کے یہ کہنا چاہیے کہ مجھ میں یہ کمی نہیں/ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا ❑ یا معقول وجہ بتاتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ اس کمی اور خامی کی یہ وجہ ہے اس مطالبہ میں مجھے یہ مشکل ہے اگر اس کے بجائے یہ ہوجائے ❑ یا دوسرے سے کہا جائے کہ اس مطالبہ میں یہ مشکل ہے آپ کوئی اور حل بتادیں ❑ کوئی اور بات ہو تو وہ بتائیں: ____________________

____

(12) مسائل کی وجہ سامنے آنے کے بعد آئندہ زندگی میں فریقین کو ان باتوں کے متعلق بہت محتاط ہوجانا چاہیے ❑ یا یہ ضرور نہیں ہے ❑ وجہ بتائیں/ کوئی اور بات ہو تو وہ لکھیں: ____________________

____

(13) تمام تر احتیاط کے باوجود اگر پھر کھچاؤ کی فضا بننے لگے تو فوراً وجہ جاننے کی کوشش کرنا چاہیے ❑ یہ ضروری نہیں ❑ وجہ جاننے کے بعد معافی طلب کرنے میں پہل کرنی چاہیے ❑ ان امور کے سرزد ہونے کا قابل قبول عذر ہو (بناوٹی نہ ہو) تو اسے بیان کردینا چاہیے ❑ روٹین کی زندگی گزارتے رہنا چاہیے ❑ مذکورہ تینوں باتیں ضروری نہیں ❑ وجہ بتائیں/ کوئی اور بات ہو تو وہ لکھیں: ____________________

نوٹ: کوئی اور مفید بات آپ کے ذہن میں ہو تو وہ لکھیں: ____________________

____

باہمی اختلافات کس طرح حل کرنے چاہئیں؟ (سلسلہ نمبر 2)

(✓) کا نشان لگا کر واضح کریں

(1) اگر باہمی تبادلہ خیال سے فریقین کے مسائل حل نہ ہوں تو فریقین کو چاہیے کہ کسی تیسرے کو درمیان میں ڈال کر مسئلہ حل کریں ❑ فریق مخالف سے فوراً کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے ❑ معاملات کو ایسے ہی چلتے رہنے دینا چاہیے ❑ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے ❑ وجہ بتائیں: ________________________

____

(2) صرف ان معاملات میں کسی تیسرے سے فیصلہ کرانا چاہیے جن میں اپنے حق میں فیصلہ ملنے کی امید ہو ❑ یا تمام معاملات میں ❑

(3) اگر ایک فریق تمام اختلافی معاملات میں یا بعض میں کسی تیسرے کو درمیان میں ڈال کر مسئلہ حل کرانے پر آمادہ نہ ہو تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ فریق مسئلہ حل ہی نہیں کرنا چاہتا ❑ ایسا کہنا صحیح نہیں ❑ وجہ بتائیں: ________________

____

(4) ثالث کیسا ہونا چاہیے سمجھدار صاحب علم و تجربہ ہو ❑ ضروری نہیں ❑ دیندار ہو ❑ ضروری نہیں ❑ امین/غیر جانبدار ہو ❑ ضروری نہیں ❑ ایسا با اختیار ہو جو حقدار کو حق دلا سکے ❑ ضروری نہیں ❑ جو فریقین کے معاملہ میں دلچسپی اور خصوصی توجہ لے ❑ ضروری نہیں ❑ جسے ذھنی یکسوئی حاصل ہو، ذھنی انتشار کا شکار نہ ہو ❑ ضروری نہیں ❑ وجہ بتائیں ________________________

____

(5) اختلافی معاملات میں مستند دارالافتاء کے فتوی کو ثالث بنایا جاسکتا ہے ❑ ضروری نہیں ❑ وجہ بتائیں: ____________

____

(6) اختلافی معاملات میں فتوی لینے کا طریقہ کیا ہونا چاہیے فریقین باہمی اتفاق سے سوال تیار کر کے کسی ایک دارالافتاء سے فتوی لیں ❑ مختلف دارالافتاء میں بھیجیں ❑ ہر فریق اپنا سوال اپنے حساب سے لکھ کر مختلف دارالافتاء سے فتوی لے ❑ وجہ بتائیں: ________________________

____

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(7) ثالث کا فیصلہ قبول کرنا چاہیے چاہے اپنی مرضی کے موافق ہو یا نہ ہو ❏ اپنی مرضی کے موافق ہو تو قبول کرنا چاہیے ورنہ نہیں ❏ وجہ بتائیں: ______

(8) ثالث کے فیصلہ/ شریعت کے حکم پر صرف ظاہری رضامندی کافی ہے ❏ دلی رضامندی بھی ہونی چاہیے ❏ وجہ بتائیں: ______

______

(9) جو فریق ثالث کے فیصلہ کے بعد فیصلہ کو قبول نہ کرے، تو لوگوں کو کیا کرنا چاہیے حق والے کو حق دلوانا چاہیے ❏ ناحق کے ساتھ ہونا چاہیے ❏ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی چاہیے ❏ وجہ بتائیں: ______

______

(10) اگر نہ تبادلہ خیال سے مسئلہ حل ہو نہ ثالث سے مسئلہ حل ہو اور معاملات ایسے ہوں کہ فریق مخالف سے کنارہ کشی کی جاسکتی ہو تو کیا کنارہ کشی کر لینی چاہیے یہ بہتر ہے ❏ نہیں کرنی چاہیے اسی طرح معاملات کو جاری رہنے دینا چاہیے ❏ وجہ بتائیں: ______

______

(11) کنارہ کشی کا طریقہ کیا ہونا چاہیے خوش اسلوبی سے علیحدگی ہونی چاہیے ❏ ایسا ضروری نہیں ❏ وجہ بتائیں: ______

(12) علیحدگی اور لاتعلقی کے بعد فریق مخالف کو ہمیشہ کیلئے اپنا دشمن اور مخالف بنا کر انتقامی کاروائیوں پر اتر آنا چاہیے، اسی کیلئے اپنی صلاحیتیں لگانی چاہئیں ❏ ایسا نہیں کرنا چاہیے ❏ وجہ بتائیں ______

نوٹ: کوئی اور مفید بات آپ کے ذہن میں ہو تو وہ لکھیں: ______

______

______

______

______

______

غلطیوں پر جذباتی ردعمل کے نقصانات سے ایسے بچیں

❑ غلط تنبیہ کے نقصانات یہ ہو سکتے ہیں

برائی کو ٹوکنے اور تنبیہ کرنے کے اداب ہیں، اگر ان اداب کا خیال نہیں رکھا جائے تو نتائج اچھے نہیں نکلتے اس لیے کہ تنبیہ کا اثر کوڑے کی ضرب جیسا ہوتا ہے، اکثر اوقات تنبیہ کڑوی نہیں ہوتی بلکہ تنبیہ کا انداز کڑوا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دوست دشمن بن سکتا ہے، قریب دور ہوسکتا ہے، مواقف مخالف ہوسکتا ہے، تربیت کے بجائے بگاڑ بھی ہوسکتا ہے، رشتوں میں فرق آسکتا ہے، اچھا ساتھی ہاتھ سے جاسکتا ہے، پر امید مایوس ہوسکتا ہے، قدرت نے دماغ کو دل سے اونچی جگہ دی ہے، اس لیے جذبات کو ہر حال میں عقل اور شریعت کے تابع ہونا چاہیے۔ لہٰذا دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی درعمل کے نقصانات سے بچنے کے لیے تنبیہ سے پہلے ان چیزوں پر غور کریں۔

(1) غلطی ہے بھی یا نہیں؟ (2) تنبیہ کرنی ہے یا نہیں؟ (3) تنبیہ کیوں کرنی ہے؟

(4) اسلوب تنبیہ کے لیے کن نوعیتوں کا جاننا ضروری ہے؟ (5) کیسے (کب، کہاں کتنی کس انداز سے) تنبیہ کرنے ہے؟

(1) غلطی ہے بھی، یا نہیں؟

1) جس غلطی پر تنبیہ کا ارادہ ہے تحقیق کی ہے کہ وہ غلطی ہے بھی ❑ یا نہیں ❑

2) صرف آپ کے نزدیک غلطی ہے ❑ یا اور غیر جانب دار/ صاحب تجربہ بھی اس کو غلطی سمجھتے ہیں ❑

3) غلطی کرنے والے کی جگہ اگر آپ ہوتے تو آپ اس غلطی کو غلطی تسلیم کر لیتے ❑ یا نہیں ❑

4) بہت زیادہ تلاش جستجو جاسوسی کے ذریعہ یہ غلطی نکالی گئی ہے ❑ ایسا نہیں ❑

(2) تنبیہ کرنی ہے یا نہیں؟

1) اپنے آپ کو غلطی کرنے والے کی جگہ پر رکھ کر فیصلہ کریں کہ اس غلطی پر تنبیہ ضروری ہے ❑ یا قابل تنبیہ نہیں نظر انداز کرنا چاہیے ❑

2) غلطی کرنے والے یا دوسروں کے لیے یہ تنبیہ مفید ہوگی ❑ نہیں ہوگی ❑ مضر ہوگی لہٰذا خاموشی/ نظر انداز کرنا کوئی متبادل طریقہ اختیار کرنا بہتر ہے ❑

(3) تنبیہ کیوں کرنی ہے

1) تنبیہ سے مقصود اصلاح/ اللہ کی رضا ہے ❑ یا کوئی اور نفسانی جذبہ/ ذاتی اغراض انتقام لینا/ ذلیل کرنا/ تنگ کرنا/ دبا کر رکھنا/ قابو میں رکھنا ہے ❑

(4) اسلوبِ تنبیہ متعین کرنے کے لیے کس کس کی، کن کن نوعیتوں کا جاننا ضروری ہے:

اس کے لیے غلطی اور غلطی کرنے والوں اور اصلاح کرنے والوں کی نوعیت پر غور کرنا ہوگا۔

● **غلطی کرنے والوں کی نوعیتیں:**

1) لاعلمی، ناواقفیت کی وجہ سے کی ہے ❑ یا غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے کی ہے ❑ نااہل نے اجتہاد کیا ❑ اہل کی اجتہادی غلطی ہے ❑

2) غلطی کرنے والے کا مقام ومرتبہ (عمر، علم وعمل/ احسانات قربانیاں/ اختیارات) کیا ہے ______________________

____

3) غلطی کرنے والے کے دیگر صحیح کام بھی ہیں ❑ یا نہیں ہیں ❑

4) غلطی کرنے والے کے دل میں اصلاح کرنے والے کا کیا مقام ہے، اپنے برابر سمجھتا ہے ❑ اپنے سے بڑا سمجھتا ہے ❑ اپنے سے چھوٹا سمجھتا ہے ❑

5) غلطی کرنے والا نیا ہے ❑ پرانا ہے ❑

1. پہلی بار غلطی کر رہا ہے ❑ عادی ہے کئی بار سمجھایا جاچکا ہے ❑
2. سرعام، کھلم کھلا غلطی کرنے والا ہے ❑ چھپ کر غلطی کرنے والا ہے ❑
3. مسلسل پے درپہ غلطی کرنے والا ہے ❑ طویل عرصہ کے بعد غلطی دھرانے والا ہے ❑
4. یہ تحقیق کرلی ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے غلطی کی ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑
5. کمزور (عورت/ بچہ/ ناتجربہ کار/ بیمار/ پریشان) ہے ❑ کمزور نہیں ہے ❑
6. غلطیوں کی تاویلیں کرنے والا ہے ❑ اعتراف اور تسلیم کرلیتا ہے ❑
7. شرّی ہے، تنبیہ کے نتیجہ میں شر کا اندیشہ ہے ❑ شری نہیں ہے ❑
8. بہت زیادہ محسوس کرنے والا، بات دل پر لینے والا ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑

● **غلطیوں کی حقیقت، نوعیتیں:**

1) آپ سمجھتے ہیں کہ غلطی، بھول چوک انسان کی فطرت ہے ❑ ایسا نہیں سمجھتے ❑

2) غلطی چھوٹی قابل معافی ہے ❑ بڑی ہے ❑ بہت بڑی ہے ❑

3) غلطی کرنے والا جس طبقہ (عورت، بچہ/ نوجوان وغیرہ) سے ہے یہ غلطی اس طبقہ کی فطرت ہے (جیسے سوکنوں میں رقابت) ❑ ایسا نہیں ہے ❑

4) یہ غلطی اس ماحول میں بہت عام ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑

4) اس غلطی پر معذرت طلب کی گئی ہے ❑ نہیں کی ہے ❑

6) غلطی مشترکہ دونوں فریقوں کی ہے ❑ غیر مشترکہ ایک فریق کی ہے ❑

7) غلطی کی بنیاد کوئی غلط نظریہ/ غلط تصور ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑

- **اصلاح کرنے والے کی نوعیت:**

1) تنبیہ کرنے والا غصہ سے بے قابو ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑

2) ذہنی انتشار کا شکار ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑

3) کسی کے دباؤ میں ہے ❑ ایسا نہیں ہے ❑

(5) کیسے (کب، کہاں، کتنی کس انداز سے) تنبیہ کرنی ہے

1) کب، کہاں تنبیہ کرنی ہے، (1) ابھی فوراً ❑ بعد میں کب؟______________________________

- مجمع میں تنبیہ کرنی ہے ❑ یا تنہائی میں ❑

2) کتنی کس مقدار میں تنبیہ کرنے ہے ______________________________

3) کس انداز سے، کس طرح تنبیہ کرنی ہے؟

1. عملی تعلیم دینی ہے/عملی تنبیہ کرنی ہے، انداز؟______________________________

2. غلطی پر خاموشی اختیار کرنی ہے، کسی قسم کی کوئی تنبیہ نہیں کرنی کیونکہ______________________________

3. غلطی عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے لہٰذا براہ راست مخاطب نہیں کرنا بلکہ عمومی بات کرنی ہے، یہاں کیا نوعیت ہے؟______________________________

4. کچھ غلطی بتا کر بقیہ غلطیوں/تفصیلات کو نظر انداز کرنا ہے، کیا بتانا ہے کیا نظر انداز کرنا ہے______________________________

____

5. صرف غلطی/غلطیاں بتانی ہیں کیونکہ______________________________

6. غلطی کی وجہ سے کونسا شرعی حکم متاثر ہو رہا ہے/کیا دنیاوی نقصان ہو رہا ہے/ ہوسکتا ہے ان خرابیوں، نقصانات، برے نتائج کو بھی بتانا ہے، کیونکہ______________________________

7. اس غلطی کی بنیاد چونکہ غلط نظریہ/ غلط تصور پر ہے لہٰذا فقط غلطی پر تنبیہ نہیں کرنی، بلکہ اس غلط تصور کی بھی اصلاح کرنی ہے وہ غلط تصور کیا ہے؟______________________________

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

8 . غلطی بالکل واضح ہے لہٰذا بغیر کسی تمہید کے براہ راست تنبیہ/ ملامت کرنی ہے، غلطی کیوں واضح ہے؟____________________

9. غلطی بڑی ہے/ انتہائی شدید ہے لہٰذا اس کا احساس دلانے کے لیے احساس ہونے تک تنبیہ/ بار بار ملامت کرنا ضروری ہے۔ غلطی کس اعتبار سے بڑی ہے؟____________________

10 . غلطی کرنے والا تنبیہ کرنے والے کے زیر تربیت ہے/ اپنی اصلاح کے لیے بہت فکر مند ہے لہٰذا غلطی کو غلطی کرنے والے کے مزاج اور اس کی عادت کا حصہ قرار دیا جاسکتا ہے (جیسے تم متکبر ہو) کیسے پتا چلا کہ یہ اس کے مزاج کا حصہ ہے؟____________________

11 . ایسی بہت بڑی غلطی ہے جس کے اثرات نتائج بہت برے نکل سکتے ہیں، لہٰذا غلطی کرنے والے پر بہت زیادہ ناراضگی ،غصہ کا اظہار کرنا ہے۔ کیا برے اثرات نکل سکتے ہیں؟____________________

12 . تنبیہ کا کوئی اور طریقہ مفید نہیں غلطی کرنے والے سے اعراض ، بائیکاٹ کرنا ضروری ہے ،کوئی اور طریقہ کیوں مفید نہیں؟ اعراض/ بائیکاٹ کی شکل کیا ہوگی؟____________________

13. غلطی کرنے والے کو تنبیہ کرنے سے انتشار کا اندیشہ ہے، لہٰذا تنبیہ سے پہلے غلطی کرنے والے کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کرنا ضروری ہے، انتشار کیا ہوسکتا ہے؟____________________

14. تنبیہ کی کوئی صورت چونکہ ممکن نہیں صرف بدعاء ہوسکتی ہے، کیوں ممکن نہیں؟____________________

- **مشترکہ غلطی:**

1. غلطی مشترک ہے لہٰذا فریقین کو تنبیہ کرنی ہے۔

2. تنبیہ کے ساتھ متاثرہ فریق سے معذرت اور معافی بھی منگوانی ہے انداز کیا ہوگا؟____________________

3. تنبیہ کے ساتھ متاثرہ فریق کے نقصانات کی تلافی بھی کرانی ہے، تلافی کی صورت کیا ہوگی؟____________________

- **کنارہ کشی:**

نہ تنبیہ سے مسئلہ حل ہوسکتا ہے نہ اعراض/ بائیکاٹ سے اور نہ ہی ثالث سے اور معاملات ایسے ہیں کہ غلطی کرنے والے سے کنارہ کشی کی جاسکتی ہے، لہٰذا کنارہ کشی کرنی ہے، کنارہ کشی کا طریقہ کیا ہوگا؟____________________

____

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مہینہ ——————
نام ——————

تشخیصِ غصہ (اخلاقی احتساب سلسلہ نمبر 5)

اعمالِ باطنہ کی اصلاح کے لیے امام غزالی کی تجویز

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے باطنی امور میں خاص بصیرت عطا فرمائی تھی اور تربیت و تعلیم کا بھی ایک خاص سلیقہ ان کو عطا ہوا تھا، ان کی تجویز یہ ہے کہ: نفس کے عیوب اور اپنے باطنی گناہوں سے آگاہ ہونے کے چار طریقے ہیں۔

◆ پہلا طریقہ

سب سے بہتر اور مکمل طریقہ باطنی عیوب سے مطلع ہونے اور ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ کسی ایسے شیخ کامل کو تلاش کریں جو شریعت وطریقت کا جامع ہو، باطنی فضائل (خوبیاں) ورذائل (عیوب) کے پہچاننے میں اور ان کے علاج میں مہارت و بصیرت رکھتا ہو۔

◆ دوسرا طریقہ

اگر کسی شخص کو شرائط مذکورہ کے مطابق کوئی شیخ و مرشد دستیاب نہ ہو تو امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو چاہیے کہ اپنے مخلص دوستوں کو اپنی اصلاح کے لیے اپنے اوپر مسلط کرلے ان سے پوچھا کرے کہ تمہیں میرے اندر کیا کیا عیب نظر آتے ہیں وہ جو کچھ بتلائیں ان کی اصلاح کی فکر میں لگ جائے۔

◆ تیسرا طریقہ

اپنے دشمنوں سے اپنی اصلاح کرائے وہ اس طرح کہ دشمن جو باتیں اس کی عیب جوئی میں کرتے ہیں، خوب غور سے سنے پھر اپنے حالات کا جائزہ لے کہ اس میں کتنی باتیں سچی ہیں اور کون سا عیب واقعی مجھ میں موجود ہے؟ اس کے ازالہ کی فکر کرے، بزرگان سلف کا عام طریقہ کار یہی تھا۔

◆ چوتھا طریقہ

باطنی عیوب پر مطلع ہونے اور ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ آپ کو لوگوں میں جو بات بری اور قابل اعتراض نظر آئے اس کو اپنے نفس میں ٹٹولیں کہ کہیں میرے اندر تو یہ عیب نہیں اگر اس کا کچھ احساس ہو تو فوراً اس کی اصلاح کا اہتمام کریں، اس طرح بھی ایک انسان اپنے عیوب پر مطلع ہو کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔ اور درحقیقت ضرورت تو اس کی ہے کہ ان سبھی طریقوں سے اپنی اصلاح کی فکر جاری رکھیں بالخصوص پہلے طریقہ کے لیے مقدور بھر پوری کوشش کریں۔ (دل کی دنیا:33-26)

1.

غصہ دیر سے آتا ہے جلدی چلا جاتا ہے	جلدی آتا ہے جلدی چلا جاتا ہے	جلدی آتا ہے دیر سے جاتا ہے

2.

اظہارِ غصہ نہیں ہوتا پی لیا جاتا ہے			اظہارِ غصہ مار پیٹ کر کیا جاتا ہے			تیز لہجہ/ بدزبانی کر کے			منہ بنا کر/ بات بند کر کے قطع تعلق کر کے			دل میں رکھ کر، غیبت کر کے نقصان پہنچانے کی فکر میں لگ کر		
اکثر	کبھی	کبھی کبھی	اکثر	کبھی	کبھی کبھی	اکثر	کبھی	کبھی کبھی	اکثر	کبھی	کبھی کبھی	اکثر	کبھی	کبھی کبھی

3.

فوراً معافی مانگ لی جاتی ہے			کافی تاخیر سے			معافی نہیں مانگی جاتی		
اکثر	کبھی	کبھی کبھی	اکثر	کبھی	کبھی کبھی	اکثر	کبھی	کبھی کبھی

4. غصہ کی اصلاح کی فکر ہے

بہت	مناسب	کم	نہیں

5.

ساتھیوں پر آتا ہے	بڑوں پر آتا ہے	بڑے چھوٹے سب پر آتا ہے

نوٹ چھوٹوں میں ماتحت بھی شامل ہیں

6.

صرف باہر آتا ہے	صرف گھر میں	گھر میں بھی باہر بھی

7.

ہر وقت آتا ہے	مخصوص اوقات میں آتا ہے					آتا ہی نہیں
	ٹینشن	بیماری	کام	[illegible]	زیادتی	

8. ان مذکورہ چیزوں میں سب سے زیادہ کونسی چیز تکلیف اور اذیت کا باعث بنتی ہے۔

9. اس کے علاوہ غصہ کے متعلق کوئی عادت، قابل اصلاح ہو تو نشاندہی فرما دیں ________________

____

____

____

____

10. نشان لگانے والا کون ہے؟

شوہر	ماں	باپ	بھائی	بہن	دوست

ان کے علاوہ ________

نوٹ

◆ غصہ کی تشخیص اگر گھر/ ادارہ/ جو آپ کے غصہ سے متاثر ہوتے ہوں خاص طور سے جن کا حق زیادہ ہے (شوہر/ ماں باپ وغیرہ) ایسے تمام افراد سے کرانی ہو تو سب کو الگ الگ فوٹو کاپی بھی دے سکتے ہیں اور یہی طریقہ بہتر ہے تا کہ ہر شخص کی ذاتی رائے سامنے آئے۔ جان چھڑانے کے لیے دوسروں کی دیکھا دیکھی نشان نہ لگا دیں۔ اور ایک ہی پرچہ پر بھی سب کی رائے معلوم کی جاسکتی ہے اس صورت میں ہر ایک نشان الگ الگ لگائے تا کہ یہ واضح ہو کہ کسی بات پر سب ہی نے نشان لگایا ہے تو واقعی یہ فوری قابل غور ہے اور یہ کہ سب ہی غلطی نہیں کر سکتے۔

نیز اس میں تضاد بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ''غصہ دیر سے آتا ہے جلدی چلا جاتا ہے'' پر نشان لگائے دوسرا اس کے عکس پر

◆ حضرت تھانویؒ مریدین سے فرماتے تھے کہ بزرگوں (ائمۂ طریقت) کی وہ کتابیں جن میں عیوب ذکر کیے گئے ہوں ان کو پڑھو پھر جس عیب کے بارے میں یہ محسوس ہو کہ یہ میرے اندر ہے وہ شیخ کو لکھ کر دو اور اس کے بارے میں ان سے مشورہ کرو (تربیت السالک: 3/21) لہٰذا خود بھی غور کر کے اس پرچہ میں نشان لگائیں، دوسرے ✓ یا / کا نشان لگائیں اور آپ o یہ لگائیں

◆ جو جس پر نشان لگائے ان سے الجھیں نہیں

◆ اگر اندیشہ ہو کہ نشان لگانے والے کی طرف سے دل میں کدورت آجائے گی تو نشان لگوا کر پرچہ خود نہ دیکھیں اپنے مربّی کو دے دیں

◆ یہ تشخیص ہر ماہ کرائیں اور مربی کو دیں تا کہ گزشتہ اور موجودہ ماہ کے پرچے سے معلوم ہو سکے کتنا فرق آیا ہے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

یادداشت

المنير مركز تعليم وتربيت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آیئے ہم ایک دوسرے کے مددگار بنیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی قدر محترم جناب ________________ صاحب

امید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوں گے!

آپ اور آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ بہت خوشی ہوگی کہ آپ اس کتاب سے متعلق اپنی کوئی قیمتی رائے، کوئی تجویز اور مفید بات بتائیں۔

یقیناً آپ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر ان شاء اللہ تعالیٰ ادارے کی کتب کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے میں مددگار بنیں گے۔

امید ہے جس جذبے سے یہ گزارش کی گئی ہے، اسی جذبے کے تحت اس کا عملی استقبال بھی کیا جائے گا اور آپ ضرور ہمیں جواب لکھیں گے۔

☆ کورس کا تعارف کیسے ہوا؟

☆ کیا آپ نے اپنے محلہ کی مسجد، لائبریری یا مدرسہ/ اسکول میں اس کتاب کو وقف کر کے یا کسی رشتہ دار وغیرہ کو تحفہ میں دے کر علم پھیلانے میں حصہ لیا؟ نہیں تو آج ہی یہ نیک کام شروع فرمائیں۔

☆ کتاب پڑھ کر آپ نے کیا فائدہ محسوس کیا؟

☆ کتاب کی کمپوزنگ، جلد اور کاغذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معمولی ہے ❑ بہتر ہے ❑ اعلیٰ ہے ❑

☆ کتاب کی قیمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سستی ہے ❑ مناسب ہے ❑ مہنگی ہے ❑

☆ کتاب کی تیاری میں مدد کرنے والوں اور پڑھنے والوں کے لیے دعائیں تو کرتے ہوں گے

ہاں ❑ نہیں ❑ کبھی کبھی ❑

دوران مطالعہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہو جائیں تو ان نمبروں پر میسج یا اطلاع فرمائیے:

0331-2607207 - 03312607204

حضرت مفتی منیر احمد صاحب مدظلہ کی تصانیف

کتاب	نمبرشمار	کتاب	نمبرشمار
فہم جمعۃ المبارک	19	فہم ایمانیات	1
حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول	20	فہم محرم الحرام کورس	2
شادی مبارک	21	فہمِ صفر کورس	3
کامیاب گھرداری	22	فہمِ شعبان کورس (شبِ براءت)	4
بیٹی مبارک ہو	23	فہمِ زکوٰۃ کورس	5
جذباتی رویوں سے ایسے بچیں	24	فہمِ رمضان کورس	6
سیرت کوئز لیول 1	25	فہمِ حج وعمرہ کورس	7
سیرت کوئز لیول 2	26	فہمِ قربانی کورس	8
حقوق مصطفی ﷺ	27	فہمِ دین کورس	9
حدیث اور اُس کا درجہ کیسے پہچانیں	28	فہمِ طہارت کورس	10
ڈیپریشن، اسٹریس کے اسباب اور اُن کا حل	29	فہمِ نماز کورس	11
مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات	30	فہم حلال وحرام کورس	12
مالی معاملات اور شرعی تعلیمات	31	فہم مسائل حیض ونفاس	13
مالی تنازعات اوران کا حل	32	سخت بیماریوں، پریشانیوں کا یقینی علاج	14
فہم میراث	33	توبہ	15
آسان علم النحو	34	استخارہ	16
علم دین اوراس کے سیکھنے سکھانے کا صحیح طریقہ	35	مسنون اذکار	17
طبی اخلاقیات	36	فہم نکاح وطلاق	18

رابطہ نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

مالی تنازعات اور اُن کا حل کتاب اکابر علماء کرام کی نظر میں

- **شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:**

یہ کتاب جس انداز سے مرتب کی گئی ہے، اس کے مطابق اسے درسی حلقہ جات اور سمر کورسز کے طریق پر پڑھانے اور سمجھنے کی ضرورت ہے، اس لیے بہت مناسب ہوگا کہ مختلف تجارتی مراکز کی مساجد میں اس کتاب کے درسی حلقے قائم ہوں اور مسلمان تجار علماء کی رہنمائی میں اسے سمجھ کر اس پر عمل کریں اور اپنی تجارتی زندگی کو صاف وشفاف اور پرسکون بنائیں۔

- **شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:**

زیر نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے مالی تنازعات اور جھگڑوں کا حل وغیرہ جیسے اہم عنوانات کے ذیل میں بیسیوں آیات، احادیث اور فقہی نکات کی روشنی میں معیشت کے اہم پہلو پر نہایت خوبی کے ساتھ بات کی ہے۔ کتاب کی ترتیب، تدوین، طرزِ تالیف اور مندرجات دیکھ کر بے اختیار زبان پر یہ مقولہ جاری ہوا...... ای کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

- **مولانا ڈاکٹر انعام اللہ صاحب ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) اسلامی نظریاتی کونسل فرماتے ہیں:**

یہ کتاب مالی تنازعات اور ان کا حل اس سلسلہ فہم معیشت کی دوسری تالیف ہے۔ اس میں مختلف معاملات مثلاً فیملی بزنس، میراث، وصیت، شرکت اور مضاربت وغیرہ میں تنازعات کی صورتوں کی عملی مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے۔ یوں یہ کتاب محض نظری مباحث کا مجموعہ نہیں بلکہ معاشرے میں پیش آنے والے حقیقی مسائل کے حل پر مبنی ہے۔

- **تبصرہ ماہنامہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان (ماہ رجب 1442ھ)**

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم اور موجودہ وقت کی لازمی ضرورت ہے، جس کا اس کتاب کی فہرست سے ہی اندازہ ہوجاتا ہے........ یہ کتاب اسی سلسلے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ مالی معاملات کو دین وشریعت کی روشنی میں سمجھ کر کس طرح بروئے کار لایا جائے، اور کیونکر باہم جھگڑوں اور نقصانات سے بچا جائے؟ کتاب کو آسان اور عام فہم بنانے کی کافی کوشش کی گئی ہے۔ اکثر عنوانات پر سیر حاصل بحث کے بعد جدول بھی دیے گئے ہیں؛ جو اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں۔

- **تبصرہ ماہنامہ بینات (ربیع الثانی 1442ھ)**

کاروباری حضرات کے لیے یہ کتاب ایک بہترین راہ نما اور عمدہ سوغات ہے۔ ایک بار یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔

Almuneer.pk AlmuneerOfficial Almuneer